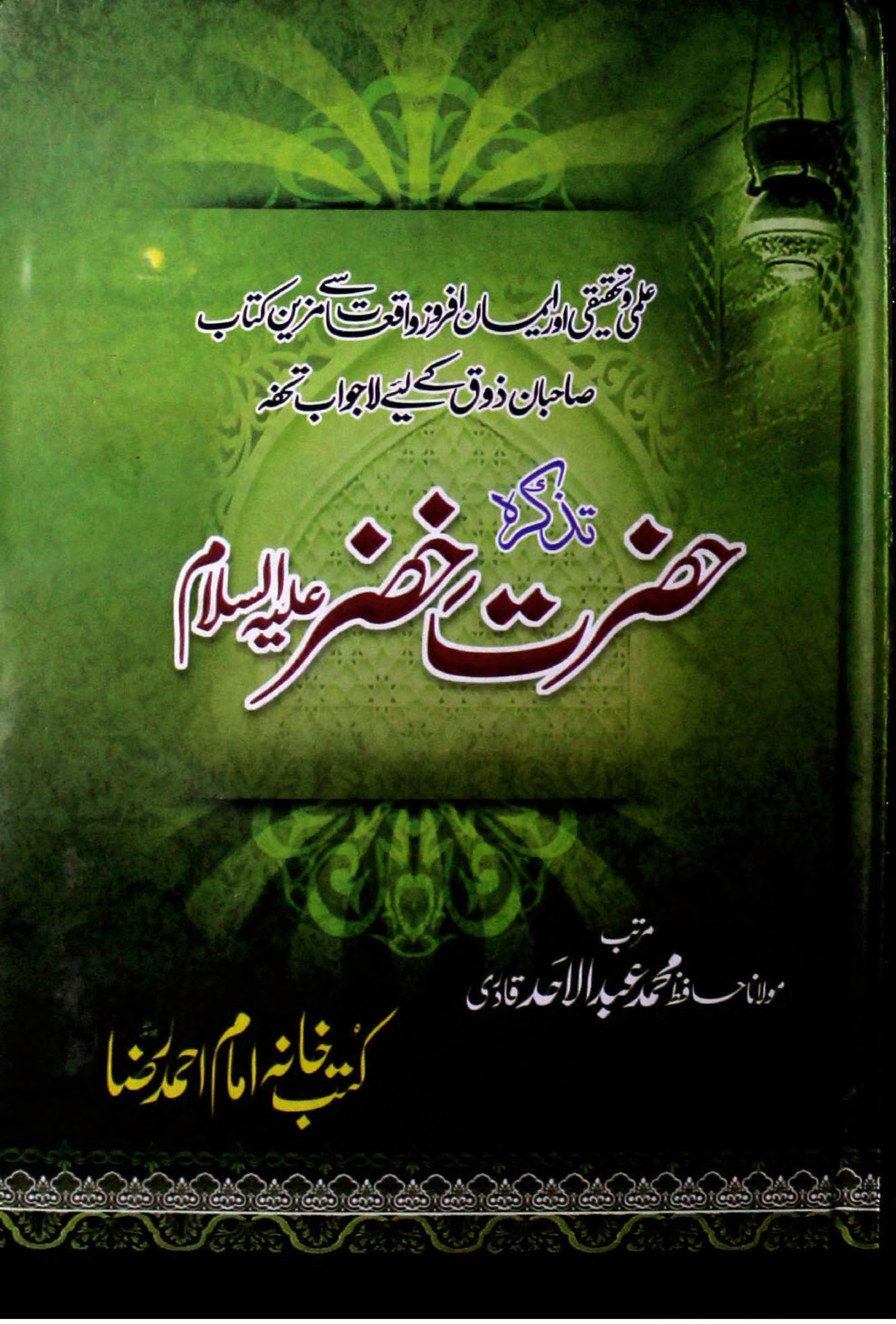

علمی وتحقیقی اور ایمان افروز واقعات سے مزین کتاب

صاحبان ذوق کے لیے لاجواب تحفہ

تذکرہ حضرت خضر علیہ السلام

مرتب

مولانا حافظ محمد عبد الاحد قادری

کتب خانہ امام احمد رضا

علمی و تحقیقی اور ایمان افروز واقعات سے مزین کتاب
صاحبان ذوق کے لیے لاجواب تحفہ

تذکرہ حضرت خضر علیہ السلام

مرتب
مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری

کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تذکرہ حضرت خضر علیہ السلام
مرتب : مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری
پروف ریڈنگ : علامہ فاروق احمد سعیدی (برکی)
اشاعت اول : جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ/مئی ۲۰۱۲ء
صفحات : 168
زیر اہتمام : عبدالشکور رضا
ناشر : کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ، لاہور
قیمت : ۱۴۰ روپے

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور	042-37213575
علامہ فضلِ حق پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور	0300-7241723
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ غوثیہ، کراچی	0213-4910584
نورانی ورائٹی ہاؤس، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف	048-6691763

حُسنِ ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
نشانِ منزل	9	آپ صبر کی طاقت نہیں رکھتے	30
عرضِ سعیدی	10	کشتی میں شگاف کر دیا	31
تقریظ	12	بچے کا قتل	32
حضرت خضر علیہ السلام	13	دیوار کی تعمیر	33
بنی آدم میں لمبی عمر	13	چشمہ آبِ حیات پر مچھلی زندہ ہوئی تھی	34
عجیب وغریب حکایت	13	اللہ کا علم	35
نام ونسب	14	بخاری شریف میں مچھلی کا واقعہ	35
حضرت خضر علیہ السلام کے والدین	15	لڑکے کو قتل کرنے کی وجہ اور لڑکے کا نام	40
پیدائش	15	تعمیر دیوار کی وجہ	42
دلآویز خوشبو	16	دیوار کے نیچے کون سا خزانہ تھا؟	42
حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت	18	صالح شخص کی برکات	43
خضر نام کی وجہ تسمیہ	18	حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں	44
چٹیل زمین سر سبز ہو جاتی ہے	19	آپ علیہ السلام کا زمانہ نبوت	44
حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلائل	21	حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحتیں	45
کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟	24	نفع دینے والے بن جاؤ	45
حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے	25	دنیا میں رغبت کا وبال	45
مابین ملاقات		اللہ تجھ پر اپنی اطاعت آسان کرے	46
ایک ضروری وضاحت	27	اللہ کی اطاعت کرو	46
مچھلی کا زندہ ہونا	28	اس دروازہ کو نہ کھول جس کا تمہیں علم نہیں	48

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
دنیاوی خواہشات کی کوئی انتہا نہیں	48	حیاتِ خضر علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے والے بزرگوں کے نام	72
علم عمل کے لئے ہے	48	بزرگانِ دین سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واقعات	74
زُہد و ورع کو لباس بنالو	48	حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات	74
حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے نام پر فروخت	49	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات	75
حضرت خضر علیہ السلام کا زُہد اور فرعون کا ماشطہ کو آگ میں جلانا	52	سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات	76
حضرت خضر علیہ السلام بارگاہ نبوت ﷺ میں	54	ولید بن عبد الملک سے ملاقات	77
وصالِ رسول ﷺ پر حضرت خضر علیہ السلام	55	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	78
حضرت خضر علیہ السلام ہر سال حج کرتے ہیں	56	سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	78
میدان عرفات میں ملائکہ کے ہمراہ	57	اکٹھے کھانا کھایا	79
دیوار ذوالقرنین کے پاس	57	سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت	80
بحرِ اعلیٰ اور بحرِ اسفل	57	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	81
حضرت خضر علیہ السلام ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں	58	حضرت احمد بن علوی باجدب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	81
حضرت خضر علیہ السلام اور دجال لعین	58	حضرت احمد ابو العباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	82
حضرت خضر علیہ السلام کے وصال کے بارے میں علماء کے اقوال	60	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	83
حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کے بارے میں علماء کے اقوال	67	اسم اعظم کی تعلیم	84
حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ	69	آپ کی دعا	85
		جانیں قربان	85

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
حضرت ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	86	حضرت محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	108
		حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	109
سید محمد جعفر مکی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	87	حضرت ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	110
آپ بھی جانثار بن جائیں	88	شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	111
حضرت ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	88		
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	89	شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	112
مقام قرب میں ثابت رہو	95	حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	113
حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	96	حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	113
		حضرت سید شاہ محمد عبد الحی چاٹگامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	114
چار طرح سے روحانی نسبت	97		
حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	97	حضرت احمد کھٹو گجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	115
		حضرت ابو محمد بن کیش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	118
شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	99	حضرت میر سید امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	119
حضرت ابو طاہر کرد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	100	حضرت ابو بکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	121
حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	102	حضرت احمد بن حسن معلم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	121
		حضرت احمد بن ابو الفتح عکی مقری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	122
حضرت جلی الدین خلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	104		
حضرت عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	105	حضرت عز الدین السلمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	123
		حضرت سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	124
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	106	حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	125
		بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں میرا سلام عرض کرنا	126

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت عبدالوہاب المتقی القادری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	127
حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	128
حضرت ابوالبیان بنا بن محمد بن محفوظ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	128
حضرت سید احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	129
حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	131
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	132
حضرت بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	134
حضرت نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	134
حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور ایک معلم	135
حضرت سخی احمد یار عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	137
حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	139
بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا شرف اور حضرت خضر علیہ السلام	140
حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	141
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	142
دمڑی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	143
حضرت لال حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	144
جلنے اور غرق ہونے سے حفاظت کی دعا	146
استغفار سیدنا خضر علیہ السلام	147
حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا عمل	147
عمل زیارت خضر علیہ السلام	148
عمل کا طریقہ	148
تعلیم کردہ عمل خضر علیہ السلام	149
ضمیمہ	151

انتساب

حضرت سیدنا علی بن عثمان المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

سید ہجویر مخدوم امم خاک پنجاب از دم او زندہ گشت
مرقدِ او پیر سنجر را حرم صبح ما از مہر او تابندہ گشت
(علامہ اقبال)

خاکپائے اولیاء

محمد عبدالاحد قادری

[illegible]

اپنی بات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ رب العزت نے مختلف ادوار میں انسانیت کی فلاح و بقا کے لئے انبیاء کرام کو جلوہ گر کیا! ان میں ایک نام حضرت خضر علیہ السلام کا بھی ہے۔ بچپن سے علماء کرام سے حضرت علیہ السلام کے حالات و واقعات سنتے چلے آرہے ہیں۔ دلی خواہش تھی کہ آپ کی ذات اقدس کے بارے میں کچھ تحریر کروں۔ علمی بے بضاعتی کے باوجود اس کام کا ارادہ کر لیا تو چند سال قبل ''چار زندہ نبی'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جس میں حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر تھا جو کہ میرے لئے سعادت مندی تھی۔

اب اس میں سے حضرت خضر علیہ السلام کے حالات کو علیحدہ تخریج اور ترمیم اور اضافات کے ساتھ مرتب کیا جس میں آپ علیہ السلام کی نبوت اور حیات کو قرآن و حدیث اور ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی سے مزین کیا گیا ہے اور بزرگان دین سے ملاقات کے واقعات کو کتاب کی زینت کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ میرے لیے اور میرے والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ میرے بیٹے محمد حامد، محمد ساجد، محمد نعمان اور محمد بلال کو دین و دنیا کے علوم سے بہرور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد عبدالاحد قادری

یکم اپریل 2012ء

نشانِ منزل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت سیدنا بلیا بن ملکان المعروف حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے خصوصی احوال و آثار پر مولانا محمد عبدالاحد قادری زید مجدہٗ نے قابل ذکر کتاب تالیف فرمائی ہے جو نہایت عمدہ معلومات کا خزانہ ہے۔

علمائے ملت اسلامیہ نے آپ کی ذات ستودہ صفات پر مختلف آراء کا اظہار فرمایا ہے مگر آپ کے وجود مسعود کا عقیدت و محبت سے نام لیا ہے۔ لاتعداد بزرگان دین سے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی ملاقات کے ایمان افروز واقعات سے اس کتاب کو مرصع کیا گیا ہے جو خطباء و واعظین اور اہل علم و قلم کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ عزوجل مولانا الموصوف کی اس جدوجہد اور محنت کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور آپ کی دیگر تصانیف و تالیفات کی طرح مقبول عام و خاص بنائے۔

دعا گو

محمد منشا تابش قصوری

[illegible] مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

[illegible] ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ/ ۱۰- مارچ ۲۰۱۲ء

عرضِ سعیدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صلاح الدین سعیدی (ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن)

مبارک ہو ''حیات خضر'' کی تحریر اچھی ہے
احد کا عبد تو ہے اور تری تقدیر اچھی ہے
یہ اچھا خدمتِ لوح و قلم کا ذوق پایا ہے
خزانہ آخرت کا ہے تری تدبیر اچھی ہے

انبیاء کرام تو سارے ہی عظمتوں کے مینار ہیں لیکن اس نبی کی عظمتوں کا کیا ٹھکانہ جس کا ذکر سید الانبیاء ﷺ کی زبان پر ہو۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت خضر علیہ السلام کو ''خضر'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ خشک زمین پر قدم رنجہ فرماتے تو وہ ''خضر'' یعنی ہری بھری ہو جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شانیں عطا فرمائیں۔ آپ آج بھی بھٹکی ہوئی انسانیت کی راہنمائی فرماتے ہیں اسی لئے اردو زبان و ادب میں لفظ ''خضر'' رہنمائی کے استعارہ کے طور پر معروف ہے۔

زہے نصیب حضرت مولانا محمد عبدالاحد قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کے ''حیات و تذکرہ حضرت خضر علیہ السلام'' کی تصنیف و تحقیق ان کے حصہ میں آئی جو

یقیناً ایک سعادت ہے اور (ایں سعادت بزورِ بازو نیست) مولانا موصوف ہمارے عہد کی مذہبی ادبیات کی معروف شخصیت ہیں درجنوں کتابیں آپ کی تدوین وترتیب سے نئے لباسِ اشاعت میں جلوہ گر ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دراصل یہ آپ کی ایک خوبصورت تحقیقی تصنیف ''چار زندہ نبی'' کا ایک حصہ ہے۔ مذکورہ کتاب میں حضرت مولانا محمد عبدالاحد قادری نے (۱) حضرت ادریس علیہ السلام (۲) حضرت خضر علیہ السلام (۳) حضرت الیاس علیہ السلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قلم اٹھایا تھا۔ اب حصۂ خضر علیہ السلام کو تخریج سے مزین کر کے کچھ ترامیم واضافات اور ضروری حواشی کے ساتھ نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔ حیاتِ خضر علیہ السلام گو کہ اختلافی مسئلہ بھی رہا ہے لیکن اکثریت ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات ظاہری کی قائل رہی ہے اور اہلِ تصوف وروحانیت تو آئے دن اُن سے ملاقاتیں کرتے اور ہدایات لیتے ہیں۔

ہماری تاریخ اور ہمارا لٹریچر ایسی بہت سی روایات کے امین ہیں۔ قادری صاحب مدظلہٗ نے اس اہم عنوان کو موضوعِ سخن بنا کر ایک مثبت قدم اٹھایا ہے جو سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کرنے والے حضرات کے لئے توجہ اور دلچسپی کا باعث بنے گا اور عام قارئین کے لئے ایک نئے جہان کا دروازہ کھولے گا۔

پروردگارِ عالم حضرت کو اپنے ایک برگزیدہ بندے کی سیرت نگاری پر بہترین صلہ عطا فرمائے اور حضرت خضر علیہ السلام کی خصوصی توجہ اور تصرف والتفات نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

۱۰- مارچ ۲۰۱۳ء

تقریظ

حضرت مولانا عبدالاحد قادری صاحب کی مختلف کتب و رسائل پڑھنے کو ملے ہیں ماشاء اللہ خوب تحقیق فرماتے ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ زیر نظر کتاب ''حیات و تذکرہ سیدنا خضر علیہ السلام'' اپنے موضوع پر بڑی بے مثال کتاب ہے۔ علمی و تحقیقی انداز میں سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کی حیات طیبہ کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں جتنے بھی سوالات ذہن میں ابھرے ہیں کتاب کے مطالعہ سے ازخود حل ہوتے نظر آتے ہیں۔ صاحبانِ ذوق کے لئے یہ ایک انمول تحفہ ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ نہ کرنا یقیناً ناانصافی ہوگی اور علم کا ایک دریچہ بند رہے گا۔ خدا تعالیٰ مولانا کو ان کی محنت کا اجر جزیل نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ وآلہٖ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔ برحمتک یاارحم الراحمین۔

طالب دعا

غلام حسن قادری

مفتی حزب الاحناف، لاہور

۲۱_۳_۲۰۱۲.

حضرت خضر علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَیْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (سورۃ الکھف)

ترجمہ: تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے علم لدنی عطا کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ان کے بیٹے ہیں۔ ان کی موت کو مؤخر کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ دجال کی تکذیب کریں گے۔ یعنی آپ علیہ السلام قربِ قیامت تک زندہ رہیں گے۔

(دار قطنی الافراد، تاریخ ابن عساکر، جلد ۱۶، تفسیر دُرِ منثور، جلد ۴)

بنی آدم میں لمبی عمر:

ابوحاتم سہل بن محمد بن عثمان بجستانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے شیخ حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے۔ وہ فرما رہے تھے کہ بنی آدم میں سب سے لمبی عمر حضرت خضر علیہ السلام کی ہے اور آپ کا نام خضرون ابن قابیل بن حضرت آدم علیہ السلام ہے۔

عجیب وغریب حکایت:

حضرت محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اکابر اصحاب نے ہمیں

بتایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا وقت آخیر جب قریب آیا تو آپ علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بتایا کہ لوگوں پر ایک طوفان آئے گا۔ آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب طوفان آئے تو میرے وجود کو کشتی میں اٹھا لے جانا اور انہیں اپنے ہاں فلاں جگہ دفن کر دینا۔ آپ علیہ السلام نے جگہ مقرر فرما دی، جب طوفان آیا تو آپ علیہ السلام کی اولاد نے وجود آدم علیہ السلام کو کشتی میں رکھ لیا اور جب طوفان کے بعد زمین پر اترے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسد مبارک کو لے جائیں اور جہاں انہوں نے وصیت فرمائی ہے وہاں دفن کر دیں۔ زمین میں ہر طرف وحشت اور ویرانی تھی کہیں بھی انس محسوس نہیں ہوتا تھا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو ترغیب دی اور تدفین حضرت آدم علیہ السلام پر بہت زور دیا اور فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام نے دعا دی ہے کہ جو بھی میرے جسم کو دفن کرے گا، لمبی عمر پائے گا۔ اسی وقت لوگ مقررہ جگہ کی طرف دوڑ پڑے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جسد اطہر ان کے پاس رہا حتیٰ کہ یہ سعادت حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور وہ زندہ رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔

(تاریخ ابن عساکر، ج۱۶، بیروت۔ تفسیر در منثور، البدایہ والنہایہ)

نام و نسب:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا نام "بلیا" ہے اور ان کا شجر نسب یوں ہے۔ بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام۔ (المعارف ابن قتیبہ)

اسماعیل بن ابی اویس فرماتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے حضرت

خضر علیہ السلام کا نام معمر ابن مالک بن عبداللہ بن نصر بن ازد ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ آپ کا نام خضرون بن عمائیل بن الیفز بن العیص بن اسحاق بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہے۔ بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ خضر سے مراد، ارمیا بن حلقیا ہے۔ واللہ اعلم

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام مصر کے بادشاہ فرعون کے بیٹے ہیں جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، لیکن یہ بات بہت تعجب خیز ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسے محمد بن ایوب نے ابن لھیو سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔

ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام مالک کے بیٹے ہیں جو کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بھائی تھے۔ یہ قول امام سدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

یہ روایت بھی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ذوالقرنین کے مقدمۃ الجیش کے کمانڈر تھے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کے بیٹے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور ان کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپ بستاسب بن لھراسب بادشاہ کے دور میں نبی تھے۔

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام افریدون ابن اثفیان کے زمانے سے پہلے ہوئے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

حضرت خضر علیہ السلام کے والدین:

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی

والدہ ماجدہ رومی ہیں اور والد ماجد فارسی ہیں۔ ایک روایت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ آپ علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے، فرعون کے زمانے میں بھی آپ موجود تھے۔ (تاریخ دمشق ابن عساکر، ج١٦، بیروت۔ تفسیر درمنثور، ج٣)

پیدائش:

حضرت خضر علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا کوئی علم نہیں۔ مگر اہل علم کا اجماع ہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ لمبی عمر حضرت خضر علیہ السلام کی ہے اور آپ نے آبِ حیات پیا تھا۔ (تفسیر مواھب الرحمن)

دلآویز خوشبو:

حضرت ابن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں نے ایک دلآویز خوشبو محسوس کی۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ خوشبو ماشیطہ، اس کے بیٹے اور اس کے خاوند کی قبر سے آرہی ہے۔

حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل کے اشراف سے تھا۔ ایک تارک الدنیا شخص جس کے پاس آپ کا آنا جانا تھا، ایک گرجا میں عبادت کیا کرتا تھا۔ تارک الدنیا شخص کا آپ پر بہت اثر ہوا۔ اس نے آپ کو اللہ کی فرمانبرداری کی تعلیم دی۔

حضرت خضر علیہ السلام جب جوان ہوئے تو والد نے ایک عورت کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ آپ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہی بخشی اور اس سے وعدہ لیا کہ کسی کو خبر نہیں ہونی چاہیے کہ مجھے عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں اور بیوی کو طلاق دیدی۔

والد نے آپ علیہ السلام کی شادی ایک دوسری عورت سے کر دی۔ آپ نے دوسری کو بھی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا اور وعدہ لیا کہ کسی کو اس بارے علم نہ ہونے پائے پھر اسے طلاق دیدی۔ پہلی عورت نے راز کی حفاظت کی لیکن دوسری نے پردہ دری کر دی۔ آپ وہاں سے بھاگ نکلے حتی کہ سمندر کے ایک جزیرہ میں جا پہنچے۔ دو آدمی ایندھن جمع کرنے کیلئے آئے اور انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ ایک نے تو اس راز کی حفاظت کی مگر دوسرے نے بتا دیا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ اس نے بتایا کہ ہاں فلاں نے بھی اسے دیکھا ہے۔ دوسرے آدمی سے پوچھا گیا تو اس نے بتانے سے انکار کر دیا۔ ان کے دین میں جھوٹے کی سزا قتل تھی، پس وہ پہلا شخص قتل کر دیا گیا۔ جس شخص نے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے رازداری سے کام لیا تھا اس کی شادی اس عورت سے ہوگئی جس نے حضرت خضر علیہ السلام سے پہلے طلاق لی تھی اور پردہ پوشی سے کام لیا تھا۔

کہتے ہیں کہ یہ عورت فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کے منہ سے اچانک نکلا فرعون کا ستیاناس ہو۔ لڑکی نے اپنے والد کو بتا دیا۔ اس عورت کا خاندان ایک مرد اور دو بچوں پر مشتمل تھا۔ انہیں بلا لیا گیا اور مجبور کیا گیا کہ اپنے دین کو ترک کر دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے دھمکی دی کہ میں تم دونوں کو قتل کر دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا۔ ٹھیک ہے لیکن ہم پر ایک احسان کرنا کہ ہمیں قتل کر کے ایک ہی قبر میں دفن کرنا۔ انہیں قتل کر کے ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ میں جنت میں بھی گیا ہوں لیکن اتنی اچھی خوشبو میں نے اور کہیں نہیں پائی۔

(تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر، ج ۴۔ دلائل النبوۃ ابو زرعہ تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶، بیروت)

حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت:

بعض علماء کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کی کنیت ابوالعباس تھی یا اس کے مشابہہ، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ خضر آپ کا لقب ہے جو نام پر غالب آ گیا ہے۔

خضر نام کی وجہ تسمیہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما سمی الحضر لانه جلس علی فروة بیضاء فاذاهی تهتز من خلفه حضراء -

ترجمہ: حضرت خضر علیہ السلام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ چٹیل زمین پر تشریف فرما ہوتے تو وہ شاداب گھاس سے لہرا اٹھتی۔

(بخاری ج۱، ترمذی، مسند احمد، تفسیر درمنثور، ج۴)

امام بخاری اسے روایت کرنے میں اکیلے ہیں، اسی طرح اسے عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ "فروہ" سفید گھاس یا اس جیسی چیز کیلئے بولا جاتا ہے۔ یعنی سبز گھاس یا خشک گھاس، خطابی، ابوعمر کا قول نقل کرتے ہیں کہ "الفروہ" سے مراد زمین ہے جس میں کوئی سبزہ نہ ہو۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ خشک گھاس کو "فروہ" کہتے ہیں جس سے فروۃ الرأس ہے اس سے مراد سر کی جلد اور بال دونوں ہیں۔ اس ضمن میں ایک شعر بھی پیش کیا جاتا ہے:

الراعی کہتے ہیں:

و لقد تری الحبشی حول بیوتنا جذلا اذا ماذال یوما ما کلا

جعداً اصك كان فروة راسه   يذرت فانبت جانباه فلفلا

ترجمہ: تو چھوٹے سر والے بڑے دانتوں والے حبشی کو ہمارے گھروں کے اردگرد کھانا کھاتے بہت خوش دیکھے گا۔ اس کی کھوپڑی یوں لگے گی گویا چٹیل زمین میں بیج بو دیا گیا ہو اور اس کے دونوں طرف مرچیں اگ آئی ہوں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حسن صورت اور چہرے کی شادابی کی وجہ سے خضر کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قول صحیح میں روایت کردہ حدیث کے منافی نہیں ہے، اگر کسی ایک ہی وجہ کو قبول کرنا ضروری ہے تو پھر صحیح سے ثابت شدہ وجہ زیادہ مناسب اور قوی ہے، بلکہ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کو قبول کرنا صحیح نہیں ہے۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر)

چٹیل زمین سرسبز ہو جاتی ہے:

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حضرت خضر علیہ السلام کو اس لیے ”خضر“ کہا جاتا ہے کہ وہ جس چٹیل زمین پر نماز ادا فرماتے وہ سبزے سے لہرا اٹھتی۔“

(تاریخ ابن عساکر، ج۱۶)

حضرت سفیان ثوری، حضرت سعید بن منصور اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام کو ”خضر“ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ”وہ جب زمین پر نماز پڑھتے تو اردگرد کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو جاتا۔“

(تاریخ ابن عساکر، ج۱۶، بیروت۔ تفسیر درمنثور، ج۴)

جیسا کہ ملاقات حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام جب انہیں قدموں پر

واپس لوٹے تو حضرت خضر علیہ السلام دریا کے اندر بچھی ایک سبز چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے چادر اوڑھ رکھی تھی یعنی چادر کا ایک کنارہ سر کے نیچے تھا اور دوسرا پاؤں کے نیچے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا۔ آپ نے چادر منہ سے ہٹائی اور فرمایا: تیری زمین میں سلامتی کہاں؟ تو کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں موسیٰ علیہ السلام ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، پھر ان کے درمیان جو باتیں ہوئیں انہیں قرآن پاک نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ (وضاحت آگے آرہی ہے۔ انشاء اللہ)۔ (تفسیر در منثور مترجم، ج۴، ص۶۱۶)

* * *

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلائل

قرآن مجید کئی وجوہ سے آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

دلیل ۱:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○ (سورۃ الکہف)

ترجمہ: تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے علم لدنی عطا کیا۔

دلیل ۲:

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ .... حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ○

(سورۃ الکہف)

ترجمہ: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد وہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا: (اے موسیٰ!) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا: آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے کسی بھی حکم کی۔ اس بندے نے کہا: اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا نہیں، یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔

فائدہ:

اگر آپ نبی نہ ہوتے بلکہ ولی ہوتے تو اس طرح گفتگو نہ فرماتے ، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں جواب نہ دیتے بلکہ صورتحال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صحبت میں رہنے کا سوال کر رہے ہیں تا کہ آپ ان سے وہ علم سیکھیں جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر صرف انہی کو عطا فرما رکھا تھا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک عظیم نبی جلیل القدر رسول واجب العصمت شخصیت ایک ولی سے کسب فیض کا ارادہ کرے جو جلیل القدر ہونے کے باوجود معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ رغبت میں شدت بتائی ہے کہ جس کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا نبی پھر رہا ہے وہ جلیل القدر شخص علم یقینی کامل خطا سے پاک فہم وفراست کا مالک نبی ہے، اگر اس سے پہلے ایک طویل عرصہ یعنی اسی سال گزر چکے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ کسی کو تلاش کیا اور نہ کسب فیض کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام کے سامنے عاجزی اور تواضع ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جلالت شان کے حامل نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو بھی وحی کی جاتی تھی۔ ہاں ان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم لدنی اور اسرار نبویہ سے مختص فرما رکھا تھا جس سے بنی اسرائیل کے عظیم المرتیب نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی واقف نہیں تھے۔ علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وجوہات کی بنا پر حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کی تصریح کی ہے۔

دلیل ۳:

حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو قتل کر دیا اور بغیر وحی کے ممکن نہیں کہ ایک نبی چھوٹے بچے کو قتل کر دے۔ یہ آپ علیہ السلام کی نبوت پر ایک مستقل دلیل ہے، اگر آپ معصوم نہ ہوتے تو محض ایک خیال کی بنا پر اس بچے کو قطعاً قتل نہ

کرتے، کیونکہ ولی اللہ کا الہام اور کشف خطاء سے قطعی پاک نہیں ہے بلکہ بالاتفاق ولایت سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بچے کو اس وقت قتل کیا جب وہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اقدام قتل کا سبب ان کا وہ خصوصی علم تھا کہ بچہ بڑا ہوکر کفر کرے گا اور والدین جذبہ پدری سے مجبور ہوکر اس کی بات مان لیں گے اور کفر کر بیٹھیں گے۔ اس کے قتل میں ایک عظیم مصلحت حضرت خضر علیہ السلام کو ہی نظر آ رہی تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ بڑا ہوکر کفر کرے گا اور قتل کے بغیر اس کے والدین کا ایمان محفوظ نہیں رہے گا۔ یہ ساری باتیں اس حقیقت کو بیان کرتی ہیں کہ آپ نبی تھے اور آپ کا ہر فعل خطاء سے پاک تھا۔

انہی دلائل کی روشنی میں شیخ علامہ ابوالفرج ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو نبی قرار دیا ہے اور اسی رائے کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کو نقل کیا ہے۔

دلیل ۴:

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنے تمام کاموں کی تاویل بیان کی۔ اور بتایا کہ یہ عجیب وغریب شریعت سے متصادم امور کو بجا لانے کی وجہ کیا ہے۔ ان وجوہات کو بیان کرنے کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا:

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ○ (سورۃ کہف)

ترجمہ: میں نے یہ کام اپنی طرف سے نہیں کیے بلکہ ایسا کرنے کا مجھے حکم دیا گیا اور میری طرف وحی کی گئی۔

یہ قرآنی آیات حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور نبوت ولایت کے منافی نہیں بلکہ رسالت بھی ولایت کے منافی نہیں۔ جیسا کہ

دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ رہا آپ کو فرشتہ کہنا تو یہ قول بہت تعجب خیز ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ نبی ہیں جیسا کہ ابھی ذکر ہوا تو ان لوگوں کی رائے مردود ٹھہری جو کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی نہیں ولی ہیں۔ اور ولی ایسے امور سے مطلع ہو سکتا ہے جن سے ایک صاحب شرع نبی کو آگاہی نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہ ایسا نظریہ ہے جس کی نہ کوئی بنیاد ہے اور نہ کوئی دلیل۔ اس لیے یہ نظریہ بالکل باطل ہے۔

کیا حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟

حضرت خضر علیہ السلام کیا اب بھی دنیا میں زندہ ہیں تو اس بارے عرض ہے کہ جمہور کی تو یہی رائے ہے کہ وہ اب تک اسی دنیا میں ہیں۔ اسکی وجوہات مختلف بتائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ طوفان کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود کو دفن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں انہیں قیامت تک زندگی عطا فرما دی (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے آب حیات کے چشمہ سے پانی پی لیا تھا، اس لیے ابھی تک زندہ ہیں، ان لوگوں نے بعض احادیث بھی ذکر کی ہیں اور ان سے استشہاد کیا ہے۔ عنقریب ہم ان احادیث کو ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ ذات خداوندی پر بھروسہ ہے۔

◆ ◆ ◆

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے مابین ملاقات

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کی ملاقات کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسٰى لِفَتٰهُ لَآ أَبْرَحُ ...... مَالَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ (سورۃ الکہف)

ترجمہ: اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی) کو کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں جہاں دو، دریا ملتے ہیں، دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو تو بنا لیا اس نے اپنا راستہ دریا میں سرنگ کی طرح، پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ آپ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا لے آو ہمارا صبح کا کھانا بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے، اپنے اس سفر میں بڑی مشقت اس ساتھی نے کہا: (اے کلیم!) آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (ستانے کیلئے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہا کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ آپ نے فرمایا: یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔ تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ کہا اس بندے کو موسیٰ نے کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا وہ علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا: (اے موسیٰ) آپ

میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں آپ نے کہا آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اور میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ آپ کے کسی حکم کی۔ اس بندے نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا نہیں۔ یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا، موسیٰ بول اٹھے کیا تم نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔ آپ نے (عذر خواہی کرتے ہوئے) کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔ پھر وہ دونوں چل پڑے حتی کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو ان نے اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ (غضبناک ہو کر) کہنے لگے کیا مار ڈالا، آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر۔ بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔ اس نے کہا کیا (پہلے ہی) میں نے کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے کہا: اگر میں پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہوں گے، پھر وہ چل پڑے، یہاں تک کہ جب ان کا گزر ہوا گاؤں والوں کے پاس تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے (صاف) انکار کر دیا، ان کی میزبانی کرنے سے پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ

چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں اور (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے آگے (جابر) بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی کو زبردستی سے۔ اور وہ جو لڑکا تھا تو (اس کے) والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) مجبور کر دے گا انہیں سرکشی اور کفر پر۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے نہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ باقی رہی دیوار (تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے اس کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے اراہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دفینہ، یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا؟"

ایک ضروری وضاحت:

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ جس موسیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کیلئے سفر کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نہیں بلکہ اسی نام کے ایک اور شخص ہیں جن کا شجرۂ نسب کچھ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ موسیٰ بن میشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔ اسی طرح کچھ مسلمان بھی ان کی ہم نوائی کرتے نظر آتے ہیں جو ان کی کتابوں کا

مطالعہ کرتے ہیں اور بے دھڑک ان سے روایات لیتے ہیں۔ جیسا کہ نوف بن فضالہ حمیری شامی بکالی ہیں۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ دمشقی کہلاتے ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت کعب احبار کی زوجہ ہیں۔

اگرچہ بعض لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی دوسرا شخص مراد لیتے ہیں لیکن صحیح وہی ہے جو اہل علم کے ہاں مشہور ہے اور قرآن پاک کا سیاق بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں شک کی تو کوئی وجہ ہی نہیں کیونکہ ایک نص قرآنی جو بالکل صحیح اور صریح ہے بتا رہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملنے والے کوئی اور نہیں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں اور اس بات پر تمام آئمہ مفسرین کا اتفاق ہے۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر)

مچھلی کا زندہ ہونا:

صحیح بخاری میں ہے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گزارش کی کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نامی شخص جو حضرت خضر علیہ السلام سے ملے وہ موسیٰ کلیم اللہ نہیں، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بکتا ہے۔ ہم سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جواب دیا سب سے زیادہ علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرزنش فرمائی کہ یہ کیوں نہیں کہا کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وحی کی گئی کہ میرا ایک بندہ خاص جو دو دریاؤں کے سنگم (مجمع البحرین) پر رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے اللہ! میں اسے کیسے مل سکتا ہوں؟ ارشاد ہوا: اپنے ساتھ ایک مچھلی لیجئے، اسے ٹوکرے میں رکھئے، جہاں مچھلی گم ہوگئی وہی آپ کی جائے ملاقات ہوگی۔ آپ نے مچھلی لی اور اسے ٹوکری میں رکھ کر محو سفر ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایک نوجوان حضرت یوشع بن نون بھی تھے۔ آپ ایک چٹان پر پہنچے دونوں نے سر رکھا اور نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ مچھلی ٹوکری میں زندہ ہوگئی ادھر ادھر پھرنے لگی اور آخر نکل کر چلی گئی اور قریب ہی دریا میں گر گئی، اور پھر سرنگ بناتی ہوئی سمندر میں پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے سامنے پانی کے بہاؤ کو ساکت کر دیا، وہ طاق کی طرح کھڑا ہو گیا، جب حضرت یوشع جاگے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گئے، پھر دونوں دن کے باقی ماندہ حصہ اور پوری رات چلتے رہے۔

جب دوسرا دن ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوان ساتھی سے کہا:

اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ○

ترجمہ: لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے اپنے اس سفر میں بڑی مشقت۔

ساتھی نے کہا:

اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ○ (سورۃ کہف)

ترجمہ: آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (سونے کیلئے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔

یعنی مچھلی کیلئے سرنگ بن گئی پانی میں ٹھہراؤ آگیا، دونوں بہت حیران ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۝ (سورۃ کھف)

ترجمہ: یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔

آپ صبر کی طاقت نہیں رکھتے:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دونوں نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے حتی کہ چٹان تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے لیٹا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا: میں موسیٰ ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: بنی اسرائیل کا نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے اس ہدایت کی تعلیم دیں جس سے آپ کو نوازا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا۝

ترجمہ: اس بندے نے کہا: (اے موسیٰ) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اے اللہ کے کلیم! اللہ تعالیٰ نے مجھے جس خصوصی علم سے نوازا ہے اس سے آپ ناواقف ہیں اور جو علم آپ کو بارگاہ خداوندی سے عطا ہوا ہے اس سے میں ناواقف ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے کہا:

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْئَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۔ فَانْطَلَقَا ○

ترجمہ: اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھئے نہیں۔ یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں، پس وہ دونوں چل پڑے۔

کشتی میں شگاف کر دیا:

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ انہیں ایک کشتی پانی پر گزرتی ہوئی دکھائی دی۔ اس سے بات کی کہ ہمیں سوار کریں۔ ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے چلنے پر راضی ہو گئے۔ دوران سفر حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک پھٹا اکھاڑ پھینکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ ہیں کہ ان کی کشتی میں سراخ کرنے کے در پے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ○ (سورۃ کہف)

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ○

ترجمہ: کیا تم نے اس لئے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم

نے بہت بُرا کام کیا ہے۔

ترجمہ: اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔

آپ نے (عذر خواہی کرتے ہوئے) کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔

بچے کا قتل:

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بھول ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں کہ ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر پانی سے چونچ تر کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میرے اور آپ کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں جو اس قطرے کو سمندر سے ہے۔ پھر دونوں کشتی سے باہر آئے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو ایک بچہ نظر آیا، جو دوسرے بچوں سے کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر کچل ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے:

أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ○

ترجمہ: کیا مار ڈالا، آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر۔ بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ○

ترجمہ: اس نے کہا کیا (پہلے ہی) میں نے کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری

معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَ اِنْ سَاَ لْتُكَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَ هَا فَلَا تُصَاحِبْنِیْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ○

ترجمہ: آپ نے کہا: اگر میں پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔

دیوار کی تعمیر:

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤی اِذَآ اَتَیَآ اَهْلَ قَرْیَةِ اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ○ (سورۃ کهف)

ترجمہ: پھر وہ چل پڑے، یہاں تک کہ جب ان کا گزر ہوا گاؤں والوں کے پاس تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے (صاف) انکار کر دیا، ان کی میزبانی کرنے سے پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اسے درست کر دیا۔" دیوار ٹیڑی ہو چکی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اسے درست فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا، فرمانے لگے تعجب ہے۔ آپ ایک ایسی قوم کی دیوار درست فرما رہے ہیں جو ہماری میزبانی سے انکار کر رہی ہے اور دو لقمے روٹی کے دینے کو تیار نہیں۔

لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا ○

ترجمہ: اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری لے لیتے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ

صَبْرًا ○

ترجمہ: اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہماری تو یہ تمنا ہے کہ کاش حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا ہوتا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ہمیں اور بھی بتاتا۔“

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت (۷۹) کو یوں پڑھا کرتے تھے: وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ" يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا اور آیت (۸۰) کو یوں پڑھتے تھے: "وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ۔“ (بخاری، ج ا۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ بیہقی الاسماء والصفات۔

(تفسیر درمنثور مترجم، ج ۴، ص ۶۰۷)

پھر اس حدیث کو امام بخاری، قتیبہ سے وہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی سند سے انہیں الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ ان کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ”حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ ایک نوجوان حضرت یوشع بن نون بھی تھے، ان کے پاس مچھلی تھی، سفر کرتے کرتے وہ ایک چٹان تک پہنچے اور اس پر ٹھہر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس چٹان پر سر رکھا اور سو گئے۔

چشمہ آب حیات پر مچھلی زندہ ہوئی تھی:

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عمرو کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ چٹان کے نیچے ایک چشمہ تھا۔ جسے حیات (زندگی) کہا جاتا تھا، اس کا پانی جس چیز تک پہنچتا وہ چیز زندہ ہو جاتی۔ اس چشمے کا پانی مچھلی تک پہنچا۔ اس میں زندگی

کی لہر دوڑ گئی، وہ بے تاب ہو کر ٹوکری سے نکلی اور سمندر میں داخل ہوگئی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو نوجوان سے کہا کھانا لاؤ، آج کے سفر نے تو ہمیں تھکا دیا ہے اور اس کے بعد آپ پوری حدیث بیان کرتے ہیں۔

اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کر بیٹھی اور دریا سے چونچ سے پانی بھرنے لگی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا علم، آپ کا علم اور پوری مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں چڑیا کی چونچ کا پانی ہے، پھر اس کے بعد تمام حدیث روایت کی۔

اللہ عزوجل کا علم:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو ایک پرندہ آیا اور اس نے اپنی چونچ پانی میں ڈالی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تجھے معلوم ہے یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ پوچھا کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کا علم اور موسیٰ علیہ السلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے مگر اس طرح جیسے میری چونچ نے اس پانی سے لیا ہے۔

(تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶، دارالفکر بیروت۔ تفسیر در منثور، ج ۴، ص ۶۲۰)

بخاری شریف میں مچھلی کا واقعہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر ان کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا: [illegible] نے کہا اے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما! میری جان

آپ پر فدا ہو کوفہ میں ایک شخص ہے جو بہت دور رہتا ہے۔ لوگ اسے نوف کہتے ہیں۔ وہ گمان کرتا ہے کہ جس شخص کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ موسیٰ نامی کوئی اور شخص ہے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے عمرو نے بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن جھوٹ بکتا ہے۔ یعلی نے مجھے یہ بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو یہ جواب دیا کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی حتیٰ کہ لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور دل پر رقت طاری ہو گئی۔ ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا زمین میں آپ سے بڑا عالم بھی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیان فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرزنش فرمائی کہ آپ نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی۔ فرمایا گیا کہ ہاں آپ سے بڑا عالم زمین پر موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! وہ کہاں ہوگا؟ فرمایا: وہ دو دریاؤں کے سنگم (مجمع البحرین) پر۔ عرض کیا: اے میرے رب! کوئی نشانی بتا دیجئے تاکہ میں اسے تلاش کر لوں۔ مجھے عمرو نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جہاں مچھلی تجھ سے الگ ہو جائے گی وہی جگہ ملاقات کی ہوگی۔

مجھے ابو یعلی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک مردہ مچھلی لے لو جہاں اس میں روح لوٹ آئی، وہیں آپ کا مقصود موجود ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی پکڑی اور اسے ایک ٹوکری میں رکھ لیا۔ ایک نوجوان کو فرمایا: تمہاری صرف یہ ڈیوٹی ہے کہ جہاں مچھلی گم ہو جائے مجھے آگاہ کر دینا۔ نوجوان نے عرض کیا: یہ تو کوئی اتنی بڑی ڈیوٹی نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے

"وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰہُ" ترجمہ: "اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی کو) یعنی یوشع بن نون"۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کا ساتھی گیلی جگہ ایک چٹان کے نیچے آرام کرنے کیلئے بیٹھے تو مچھلی زنبیل میں تڑپنے لگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ ان کے نوجوان ساتھی نے دل میں خیال کیا کہ ابھی انہیں جگانا مناسب نہیں جب وہ خود جاگیں گے (تو بتادوں گا) لیکن وہ بھول گئے اور خبر نہ دے سکے۔ مچھلی ٹپک کر دریا میں داخل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ جہاں جہاں سے وہ گزرتی گئی پانی ساکت ہوتا گیا حتی کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ پتھر کے درمیان میں سے ایک سرنگ بن گئی ہے۔

مجھے عمرو نے اسی طرح بتایا ہے کہ پتھر کی طرح پانی میں ایک سرنگ بن گئی، اور انہوں نے اپنے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی دونوں انگلیوں سے حلقہ بنا کر دکھایا۔

لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا ۝

ترجمہ: بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے اپنے اس سفر میں بڑی مشقت۔

فرمایا: اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی مشقت اور کلفت دور فرما دی ہے۔

حضرت یوشع بن نون نے مچھلی کے بارے بتایا، دونوں واپس پلٹے اور اسی جگہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ مجھے عثمان بن ابی سلیمان نے بتایا ہے کہ سمندر کے درمیان پانی پر انہوں نے ایک چٹائی بچھا رکھی تھی اور اسی پر لیٹے ہوئے تھے۔

حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ وہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے [illegible] پاؤں کے نیچے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے [illegible] اور فرمایا: میرے اس علاقہ

میں سلام کہاں سے آ گیا؟ کیا بنی اسرائیل والا موسیٰ؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ آپ نے بتایا کہ آپ کے خداداد علم سے اکتساب کرنے آیا ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اتنا کافی نہیں کہ تورات آپ کے پاس موجود ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو وحی فرماتا ہے؟ اے موسیٰ! میرے پاس جو علم ہے وہ آپ کو نہیں سیکھنا چاہیے اور آپ کے پاس جو علم ہے وہ مجھے نہیں سیکھنا چاہیے۔ اسی عرصہ میں پرندے نے سمندر سے اپنی چونچ سے پانی پیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میرے اور آپ کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں جو چڑیا کے چونچ کے پانی کو سمندر سے ہے۔

حَتّٰى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ ○

ترجمہ: یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہاں چھوٹی چھوٹی کشتیاں ہیں جو لوگوں کو ایک ساحل سے دوسرے ساحل کی طرف لے جا رہی ہیں۔ ان ملاحوں نے آپ کو پہچان لیا اور کہا وہ اللہ کے نیک بندے تشریف لائے ہیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا؟ آپ نے فرمایا: ہاں پھر وہ کہنے لگے ہم اس بندہ صالح کو کرایہ لیے بغیر سوار کریں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کی کشتی میں سوراخ کر دیا اور اس میں کیل ٹھونک دی۔

(قال) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا"۔

ترجمہ: "کیا تو نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقینا

تم نے بہت بُرا کام کیا ہے۔“

آیت میں ”امراً“ کا معنیٰ ”منکراً“ یعنی بہت ناپسندیدہ ہے۔

”قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا“۔

ترجمہ: ”اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔“

پہلا اعتراض بھول تھی۔ دوسرا اعتراض ایک شرط کی وجہ سے تھا اور تیسرا اعتراض آپ نے جان بوجھ کر کیا تھا۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ○

ترجمہ: آپ نے (عذر خواہی کرتے ہوئے) کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔ پھر وہ دونوں چل پڑے حتی کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔

ابو یعلی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو اپنے ہم جولیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا اور اس منظر سے کافر لڑکے کو پکڑا۔ لٹایا اور چھری سے ذبح کر ڈالا۔

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ۔

ترجمہ: ”موسیٰ (غضبناک ہوکر) کہنے لگے کیا مار ڈالا، آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلے کے بغیر۔“ اس معصوم نے تو کوئی ایسی بے جا حرکت نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت ”زاکیہ مسلمۃ“ ہے جیسا کہ آپ [illegible] کی قرأت کرتے ہیں۔ دونوں چل پڑے۔

“[illegible]”

پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اسے درست کر دیا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ہاتھ کا اس طرح (اشارہ کر کے دکھایا بھی) اشارہ کیا اور دیوار درست ہوگئی۔ حضرت ابو یعلی کہتے ہیں مجھے تو یوں یاد پڑتا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو وہ درست ہوگئی۔

قَالَ لَوْشِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔

ترجمہ: ''موسیٰ کہنے لگے: اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔''

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ آپ مزدوری لے لیتے تاکہ ہم اپنے کھانے کا بندوبست کر لیتے۔

لڑکے کو قتل کرنے کی وجہ اور لڑکے کا نام:

"وَكَانَ وَرَآءَهُمْ" کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے "كان اما مهم" پڑھا ہے۔ لیکن دوسرے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت "آمامهم ملك" ہے۔ "وكان وراء هم" یعنی ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا۔'' اس بادشاہ کا نام ''هدد بن بدد'' تھا اور جس بچے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا، اس کا نام ''جیسور'' تھا۔ امام ابو عبداللہ اور ابن منذر نے ابو الزاہریہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچہ جسے حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ (تفسیر درمنثور، ج ۴)

مَلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۝

ترجمہ: اس کے والدین مومن تھے۔

اور وہ خود کافر تھا۔

فَخَشِيْنَا اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔ [illegible]

ترجمہ: "پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) مجبور کر دے گا انہیں سرکشی اور کفر پر۔" وہ اس کی محبت میں اپنا ایمان تباہ کر بیٹھیں گے اور اس کے دین کی پیروی کرنے لگیں گے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ○

ترجمہ: پس ہم نے چاہا کہ بدلہ لے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ تو نے ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا، اس لیے جواب میں زکوٰۃ کے لفظ آئے ہیں اور بتایا گیا کہ جس بچے کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا ہے، اس کی نسبت وہ اپنے والدین پر زیادہ مہربان ہوگا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ انہیں اس بچے کے بدلے ایک بچی دی گئی۔ لیکن داؤد بن ابی عاصم کہتے ہیں کہ یہی نظریہ دوسرے مفسرین کا بھی ہے کہ انہیں ایک نیک اور صالح بچہ عطا ہوا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بچہ جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ تخلیقِ دن سے ہی کافر پیدا کیا گیا تھا اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔

(مسلم، ترمذی، احمد زوائد المسند، ابو داؤد باب السنۃ ج ۲، بیروت)

حکایت:

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یزید بن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ نجدہ الحروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور [illegible] ابن عباس نے انہیں خط میں لکھا کہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عالم (یعنی حضرت خضر علیہ السلام) نے بچے کو قتل کیا تھا۔ یزید فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خط کو اپنے ہاتھ سے لکھا کہ تو نے بچوں کو قتل کے بارے میں لکھا ہے اور تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی عالم کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے بچے کو قتل کیا تھا اگر تو بچوں کے متعلق ویسا ہی علم رکھتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عالم ساتھی رکھتا تھا تو پھر تو بچوں کو قتل کر دے لیکن تو ایسا علم نہیں رکھتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے پس تو اس سے علیحدہ رہ۔ (تفسیر درمنثور، ج۴، ص ۶۲۵)

تعمیر دیوار کی وجہ:

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ ۝ (سورۃ کہف)

ترجمہ: باقی رہی دیوار (تو اسکی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ دو یتیم اصرم اور صریم تھے، جنکے والد گرامی کا نام کاشح تھا۔

"وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا" ترجمہ: ''اور اس کے نیچے خزانہ دفن تھا۔''

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ سونا دفن تھا۔ یہ قول حضرت عکرمہ کا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خزانے سے مراد علم ہے۔ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے۔ (یعنی ان کی لکھی ہوئی کتابیں یہاں مدفون ہوں گی۔) اور ہو سکتا ہے کہ سونے کی تختی ہو جس پر کچھ چیزیں لکھی ہوئی ہوں۔

دیوار کے نیچے کون سا خزانہ تھا؟

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جس خزانے کا اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں ذکر فرمایا ہے وہ دراصل سونے کی مضبوط تختی تھی،

جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔ ''مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے اور پھر مشقت میں پڑتا ہے۔ مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو جہنم کا ذکر کرتا ہے اور پھر بھی ہنستا ہے مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جس کے سامنے موت کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر بھی غافل رہتا ہے۔ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''۔

(بزاز، حاکم، ابن مردویہ تفسیر درمنثور، ج۴، ص۶۲۰)

اسی طرح حضرت حسن بصری، غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ○ ترجمہ: ''اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔''

کہتے ہیں کہ یہ نیک انسان ان یتیموں کی ساتویں پشت میں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دسویں پشت میں تھا۔ جو مدت ہو، اس سے یہ بات بہرحال ظاہر ہوتی ہے کہ ایک متقی اور صالح شخص اپنی اولاد کی حفاظت فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ان کے باپ کے تقویٰ اور اصلاح کی وجہ سے ان کے مال کی حفاظت کی گئی تھی نہ کہ ان کے اصلاح کی وجہ سے حفاظت کی گئی۔

(سعید بن منصور فی السنن۔ احمد کتاب الزھد۔ حاکم مستدرک ج۲ دارالعلمیہ بیروت)

صالح شخص کی برکات:

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نیک اور صالح آدمی کی صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد، اور اس کے اردگرد کے گھر کی اصلاح فرماتا ہے جب تک وہ ان میں باقی رہتا ہے اور یہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں [illegible]

(تفسیر درمنثور، ج۴، ص۲۶۱)

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں:

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ○

ترجمہ: ''یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی۔''

یہ الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی طرف سے تو کچھ بھی نہیں کیا، جو کچھ بھی کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا، لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ ولی تھے، لیکن تعجب تو اس شخص پر ہے جو کہتا ہے کہ نہ آپ نبی تھے نہ ولی بلکہ بادشاہ تھے، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام فرعون کے بیٹے ہیں۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ آپ ضحاک کے بیٹے ہیں، جس نے ہزار سال تک دنیا پر حکمرانی کی۔ (آپ کی نبوت پر دلائل پہلے بیان ہو چکے ہیں)۔

آپ علیہ السلام کا زمانہ نبوت:

علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جمہور علماء کتب سابقہ کا کہنا ہے کہ خضر بادشاہ افریدون کے دور میں تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ذوالقرنین کے مقدمۃ الجیش کے سپہ سالار تھے۔ بعض لوگ جو ذوالقرنین کو افریدوں بتاتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ذوالقرس کے نام سے شہرت پائی۔ ان کا گمان ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے آب حیات پی لیا، جس وجہ سے وہ اب تک زندہ ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی امتی کے بیٹے ہیں، جنہوں نے آپ کے ساتھ ارض بابل (عراق) کی طرف سفر فرمایا اور ان کے والد گرامی کا نام ''ملکان'' اور بعض کے نزدیک ''ارمیا بن خلقیا'' ہے۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ان کے والد نبی ہیں اور ان کا زمانہ بشتاسب بن لہراسب کا زمانہ ہے۔ (واللہ اعلم)

حضرت خضر علیہ السلام کی نصیحتیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو انہوں نے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا:

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ○

(سورة الکهف)

ترجمہ: اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا، میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔

نفع دینے والے بن جاؤ:

ابوعبداللہ الملطی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے رخصت ہونے لگے تو عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "نفع دینے والے ہو جاؤ، نقصان پہنچانے والے نہ بنو۔ خوش خوش رہا کرو، غصہ نہ کیا کرو، لجاجت سے منہ موڑو اور بغیر ضرورت کے کہیں مت جاؤ۔" کسی شخص کو اس کی غلطی پر عار نہ دلاؤ اور اے ابن عمران اپنی خطا پر آنسو بہاؤ۔ اور ایک طریقہ میں یہ زیادتی بھی ملتی ہے کہ تکبر کے علاوہ کسی بات پر مت ہنسو۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۱۶، بیروت۔ تفسیر درمنثور، ج ۴۔ بیہقی شعب الایمان)

[illegible] بے رغبتی کا بیان

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:

[illegible] دنیا میں اتنی ہی تکلیف [illegible] دنیا میں

رغبت کرتے ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج۱۶۔ دارالفکر بیروت)

اللہ تجھ پر اپنی اطاعت آسان کرے:

امام ابن ابی حاتم، حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جدائی کے وقت کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام علم حاصل کرو اس پر عمل کرنے کے لئے لوگوں سے بحث کرنے کے لئے علم حاصل نہ کرو۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا میرے لئے دعا فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی اطاعت آسان فرمائے۔ (تاریخ ابن عساکر، ج۱۶، دارالفکر بیروت)

اللہ کی اطاعت کرو:

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے نصیحت فرمائیے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا کرے۔

اس بارے میں ایک مرفوع حدیث بھی ہے جسے ابن عساکر، زکریا بن یحییٰ کے طریقہ سے روایت کرتے ہیں، یحییٰ الوقاد کہتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ بن وہب کے سامنے پڑھی گئی اور میں سن رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! اور اس کے بعد اپنا مدعا بیان کیا۔ اسی دوران حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے وہ نوجوان تھے، بہت اچھی خوشبو لگا رکھی تھی۔ آ کر ''السلام علیک ورحمۃ اللہ یا موسیٰ بن عمران'' کہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے سلام فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ تو خود سلام ہے اور اسی کی

طرف سے سب سلامتی ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔ وہ ایسی ذات ہے جس کی نعمتوں کو میں شمار نہیں کر سکتا، اور نہ ہی اس کی توفیق کے بغیر ان نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کر سکتا ہوں۔'' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایسی نصیحت کریں جو مجھے آپ کے جانے کے بعد فائدہ دے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: ''اے علم کے متلاشی (سن) سننے والے کی نسبت کہنے والے کو کم اکتاہٹ ہوتی ہے، جب گفتگو کرو تو اپنے ہم نشینوں کو اکتاہٹ میں مبتلا نہ کرو۔ (یاد رکھئے) آپ کا دل ایک برتن ہے ذرا یہ دیکھو کہ آپ اس برتن کو کس چیز سے بھر رہے ہیں۔ دنیا سے علیحدگی اختیار کیجئے، اسے پشت کے پیچھے ڈال دیجئے، یہ دنیا گھر نہیں ہے اور نہ ہی تیرا ابدی ٹھکانہ ہے۔ یہ تو صرف گزر بسر کیلئے ہے۔ اس میں رہتے ہوئے زاد آخرت جمع کر لیجئے۔ اپنے نفس کو صبر کی تلقین کیجئے اور گناہوں سے کنارہ کشی کیجئے۔'' اے موسیٰ! اگر تجھے علم کی دولت چاہیے تو اپنے آپ کو حصول علم کیلئے وقف کر دے۔ علم صرف اسی کی جھولی میں ڈالا جاتا ہے جو اس کیلئے وقف ہو جاتا ہے۔ زیادہ قیل و قال سے بچئے۔ کثرت کلام بکواس ہے، اور یہ علماء کو زیب نہیں دیتی، اس سے جہالت ظاہر ہوتی ہے، میانہ روی ضروری ہے۔ ضرورت کے وقت ضرورت کے مطابق بات کیجئے اور جاہل بدکردار لوگوں سے اعراض برتئے، جو بے عقل ہیں انہیں منہ نہ لگائیے۔ یہی چیز علماء کا زیور اور دانشوروں کی نشانی ہے، اگر کوئی جاہل تمہیں برا بھلا کہہ دے تو حلم سے کام لیتے ہوئے خاموش رہیے، اور احتیاط سے الگ ہو جائیے۔ کیونکہ اسکے پاس گالیوں کے سوا اور کیا ہے جب تو اسے منہ لگائے گا تو وہ اور زیادہ برا بھلا کہے گا۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر)

اس دروازہ کو نہ کھول جس کا تمہیں علم نہیں:

اے عمران کے بیٹے! یہ خیال مت کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت کم علم سے نوازا ہے (اللہ کے مقابلے میں انسان کے علم کی کیا حیثیت ہے، دنیا کے اعتبار سے تو نبی کا علم بہت زیادہ ہوتا ہے، یہ کمی نسبت سے ہے۔) خودسری اور بے راہ روی بناوٹ اور تلف کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اے ابن عمران! اس دروازے کو ہرگز ہرگز نہ کھول، جس کے بارے تمہیں علم نہیں کہ کیسے کھولا جاتا ہے۔

دنیاوی خواہشات کی کوئی انتہاء نہیں:

اے ابن عمران! دنیاوی خواہشات کی کوئی انتہاء نہیں۔ اس کی دلچسپیاں ختم نہیں ہوتیں، پس جس نے اپنی حالت کو حقیر سمجھا اور اللہ کے فیصلے پر کڑکڑایا تو وہ کیسے زاہد ہو سکتا ہے؟ بھلا جس شخص پر ہوا و ہوس کا غلبہ ہو وہ شہوات سے رک سکتا ہے؟ یا جس کو جہالت نے گھیرے میں لے رکھا ہو علم کی طلب اسے فائدہ دے سکتی ہے؟ کیونکہ اس کا سفر تو آخرت کی طرف جاری ہے لیکن وہ بڑھ دنیا کی طرف رہا ہے۔

علم عمل کے لئے ہے:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام علم عمل کیلئے ہے نہ کہ بے فائدہ قیل و قال کے لئے اگر محض دنیا کیلئے علم حاصل کرے گا تو یہی تیرے خلاف گواہ بن جائے گا اور دوسروں کیلئے نور ثابت ہوگا۔

زہد ورع کو لباس بنالو:

اے عمران کے بیٹے موسیٰ! زہد و ورع کو لباس بنا لے، علم اور ذکر کو کلام

بنا لے۔ نیکیاں زیادہ کر۔ پس تو برائیوں کو پہنچنے والا ہے۔ تیرا دل خوف خداوندی سے ہمیشہ لرزہ رہنا چاہیے۔ اسی سے تیرا رب راضی ہوگا۔ بھلائی کا کام کر، ورنہ کوئی اور کام کرنے لگے گا، اگر تو انہیں یاد رکھے تو میں نے جو کہنا کہہ چکا۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام یہ کہہ کر چل دیئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مغموم ومحزون کھڑے رونے لگے۔

فائدہ:

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے مجھے تو یوں لگتا ہے کہ یحییٰ الوقاد مصری کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ اس شخص نے حضرات آئمہ کے بارے اور بہت سے جھوٹ بولے ہیں، لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ حافظ ابن عساکر نے اس بارے میں سکوت فرمایا ہے۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر)

حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے نام پر فروخت:

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو اسامہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: ایک دن حضرت خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک بازار میں جا رہے تھے، ایک (غریب) مکاتب شخص نے آپ کو دیکھ لیا اور کہنے لگا کہ مجھے کچھ صدقہ عطا کیجئے، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے، میرے پاس کچھ بھی نہیں کہ تجھے دوں۔ وہ غریب شخص کہنے لگا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کچھ صدقہ دے دیجئے، میں نے تیرے چہرے سے [illegible] بلندی کا یقین رکھا ہے اور تیرے پاس برکت کی امید [illegible] ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر یقین رکھتا ہوں، میرے [illegible]

پاس دینے کیلئے کچھ نہیں، ہاں میں حاضر ہوں تو چاہے تو مجھے بیچ کر رقم حاصل کر لے۔ غریب کہنے لگا: تو کیا تو اس بات پر قائم رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں تجھ سے سچ کہہ رہا ہوں، تو نے بہت بڑا سوال کر دیا ہے۔ بس اللہ کے لیے میں تجھے رسواء نہیں کرتا، مجھے بیچ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس شخص نے حضرت خضر علیہ السلام کو بازار میں بیچ دیا اور بدلے میں چار سو درہم لے لیے۔ آپ ایک عرصہ تک اس شخص کے پاس ٹھہرے رہے، جس نے آپ کو خریدا تھا، لیکن وہ آپ سے کوئی کام نہیں لیتا تھا۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے کہا: تو نے مجھے کام کرانے کی خاطر خریدا تھا تو مجھ سے کوئی کام لے۔ اس نے کہا: آپ بہت بوڑھے اور کمزور ہیں۔ میں ایک بزرگ سے کام کروانا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: کوئی مشکل نہیں، میں کام کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا: تو پھر ٹھیک ہے، یہ پتھر یہاں سے ہٹا دو۔ وہ شخص یہ کہہ کر چلا گیا اور آپ نے ایک گھڑی میں وہ پتھر وہاں سے ہٹا دیئے۔ وہ پتھر اتنے زیادہ اور بھاری تھے کہ چھ آدمی بمشکل پورے دن میں انہیں وہاں سے ہٹا سکتے تھے۔ وہ آدمی کام سے واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تمام پتھر ایک گھڑی میں وہاں سے ہٹ چکے تھے۔ کہنے لگا: آپ نے تو کمال کر دیا، بہت اچھا، میں تو سمجھا تھا آپ میں اتنی طاقت نہیں ہوگی، پھر اس شخص کو سفر پیش آیا۔ کہنے لگا: میں تجھے امانتدار خیال کرتا ہوں، میرے گھر میں اچھے طریقے سے رہیے۔ آپ نے فرمایا: کوئی کام میرے سپرد کر جایئے۔ وہ شخص کہنے لگا: میں تجھے مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا: مشقت کیسی آپ حکم کریں۔ اس شخص نے کہا: میری واپسی تک مکان کیلئے اینٹیں بنا رکھیں۔ وہ شخص سفر پر روانہ ہوگیا جب واپس آیا تو ایک پختہ مکان بن چکا تھا۔ وہ شخص کہنے لگا: خدارا مجھے بتائیں آپ کون ہیں؟ اور کس راہ کے مسافر ہیں؟

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے اللہ کا واسطہ دے کر سوال کر دیا ہے، اسی نام کیلئے میری گردن میں غلامی کا قلادہ پہنایا۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں؟ میں حضرت خضر علیہ السلام ہوں، جس کے بارے آپ نے لوگوں سے سن رکھا ہے۔ ایک غریب شخص نے مجھ سے سوال کیا لیکن میرے پاس دینے کو کچھ نہیں تھا، اس نے اللہ کا واسطہ دے کر مجھ سے صدقہ مانگا تھا، اس لیے میں نے اپنی گردن اس کے حوالے کر دی۔ اس نے مجھے بیچ دیا اور میں آپ کی غلامی میں آ گیا۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں کہ جس شخص سے اللہ کے نام پر سوال کیا گیا اور قدرت کے باوجود اس نے سائل کو خالی ہاتھ لوٹا دیا تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں کھڑا ہوگا کہ اس کی جلد کے نیچے نہ تو گوشت ہوگا اور نہ ہڈی کہ کڑکڑائے۔ اس شخص نے کہا: میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے نبی! میں نے لاعلمی میں آپ کو تکلیف پہنچائی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، آپ نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اور میری عمر کا خیال رکھا۔ اس شخص نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے نبی!، میرا مال اور گھر والے حاضر ہیں، ان کے بارے آپ جو حکم فرمائیں سر آنکھوں پر، اگر آپ جانا چاہیں تو میں راستہ نہیں روکوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے آزاد کر دیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکوں۔ اس اللہ کے بندے نے حضرت خضر علیہ السلام کو رخصت کیا۔ آپ نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے غلامی میں رکھا اور پھر اس سے نجات دی۔ (تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶، دار الفکر بیروت)

حضرت خضر علیہ السلام کا زُہد اور فرعون کا ماشطہ کو آگ میں جلانا:

حافظ ابن عساکر سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام سگے بھائی تھے اور ان کا والد بادشاہ تھا۔ ایک دن حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے والد سے کہا: بھائی خضر ملکی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ ان کی شادی کر دیں ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بیٹا دیدے جو بڑا ہوکر ملک کی باگ ڈور سنبھال لے۔ آپ کے والد نے ایک نہایت ہی حسین دوشیزہ سے آپ کی شادی کر دی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بیوی سے فرمایا: مجھے عورت ذات میں کوئی لگاؤ نہیں، اگر تو کہے تو میں تجھے آزاد کر دوں، اور اگر تو پسند کرے تو میری صحبت میں رہ کر اور دکھ و تکلیف برداشت کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور میری پردہ پوشی کر۔ بیوی نے کہا: ٹھیک ہے۔ میں آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھوں گی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شادکام ہوں گی۔ وہ ایک سال تک آپ کے ساتھ رہی، سال گزرنے کے بعد بادشاہ نے حضرت خضر علیہ السلام کی بیوی کو بلایا اور کہا کہ تم دونوں جوان ہو لیکن کیا وجہ ہے کہ تیری گود ابھی تک خالی ہے۔ اس عورت نے کہا: اولاد تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ چاہے تو عطا کرے، چاہے تو محروم ٹھہرائے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے والد نے آپ کی شادی ایک دوسری شوہر دیدہ عورت سے کر دی جو اس سے قبل ایک بچے کو جنم دے چکی تھی۔ شب زفاف حضرت خضر علیہ السلام نے اس بیوی سے بھی وہی باتیں کیں جو پہلی بیوی سے کی تھیں۔ اس نے بھی یہی کہا کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا پسند کروں گی، جب ایک سال گزر گیا تو اس سے بھی بچہ نہ ہونے کی وجہ پوچھی، عورت نے راز فاش کر دیا اور بادشاہ کو بتا دیا کہ تیرا بیٹا عورتوں میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ بادشاہ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بلا بھیجا لیکن وہ

بھاگ نکلے، بادشاہ نے تلاش میں آدمی بھیجے لیکن وہ بے سود واپس آ گئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے دوسری بیوی کو قتل کر دیا تھا کیونکہ اس نے راز ظاہر کر دیا تھا اور اسی قتل کی وجہ سے وہ بھاگ گئے تھے۔ آپ نے اس واقعہ کے بعد پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی۔ اس عورت نے شہر کے نواح میں ڈیرہ لگا لیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگی۔

ایک دن کسی نیک شخص کا وہاں سے گزر ہوا، اور اس نے بسم اللہ کہا جسے اس عابدہ نے سن لیا۔ پوچھا تو نے یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ عابدہ نے اس شخص کے ساتھ شادی کر لی اور ان سے اولاد ہوئی، پھر اس عورت کو فرعون کے گھر میں ملازمت مل گئی۔ وہ فرعون کی بیٹی کی مشاطگی (یعنی کنگھی کرنے) پر مامور تھی۔ ایک دن فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی ہاتھ سے گر پڑی۔ اس نے بسم اللہ کہہ کر کنگھی اٹھائی تو فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا میرا باپ اللہ ہے۔ تو نے کیا انہی کا نام لیا ہے۔ اس عابدہ نے بتایا کہ نہیں اللہ اس بزرگ و برتر کا نام ہے جو تیرا میرا اور تیرے والد فرعون کا پالنہار ہے۔ لڑکی نے یہ بات فرعون کو بتا دی۔ اس نے حکم دیا کہ تانبے کی آگ بھڑکائی جائے اور اس عورت کو جلا دیا جائے۔ تانبے کی آگ جلائی گئی اور فرعون کے حکم سے اسے ڈالنے کی تیاری کر لی گئی۔ جب عورت نے پگھلے ہوئے تانبے کو دیکھا تو لرز گئی۔ اس عورت کا چھوٹا بچہ یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: امی جان! صبر سے کام لیجئے۔ آپ حق پر ہیں۔ بچے کی بات سن کر عورت نے خود اس پگھلے ہوئے تانبے میں چھلانگ لگا دی [illegible] اللہ تعالیٰ ان [illegible] فرمائے۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر)

حضرت خضر علیہ السلام بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں:

الاعمیٰ نفیع حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ ایک رات حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! میری مدد کر، اس چیز پر جو مجھے نجات دے خوفزدہ کر دینے والی چیز سے۔ اور میرے دل میں بھی اسی چیز کا شوق بیدار کر دے، جس چیز کا شوق صالحین کے دل میں ہے۔'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھیجا، آپ گئے اور سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: بارگاہ رسالت میں جا کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء پر وہ فضیلت دی ہے جو رمضان المبارک کے مہینے کو باقی تمام مہینوں پر ہے، اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو جمعۃ المبارک کو باقی دنوں پر ہے۔'' (ابو داؤد، تاریخ ابن عساکر)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے سند اور متن دونوں اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خود حاضر نہ ہوئے ہوں اور آپ سے فیض حاصل نہ کیا ہو۔

حافظ ابوالحسن بن منادی اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ علماء حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث منکر الاسناد اور سقیم المتن ہے، جس سے واضح پتہ چل جاتا ہے کہ یہ من گھڑت ہے۔

رہی وہ حدیث جسے امام ابوبکر بیہقی نے یہ کہتے ہوئے روایت کیا ہے کہ ہمیں ابوعبداللہ نے خبر دی ہے، ہمیں ابوبکر بن بالویہ نے خبر دی ہے، محمد بن بشر

بن مطر، کامل بن طلحہ، عباد بن عبدالصمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو صحابہ کرام نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ اور زار و قطار روئے۔ سب آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس پر اکٹھے تھے تو اسی اثناء میں ایک بزرگ تشریف لائے۔ جن کی داڑھی مبارک بالکل سفید تھی۔ رنگ گورا چٹا تھا اور جسم مائل بہ فربہی تھا۔ وہ صحابہ کرام سے گلے لگ کر روئے پھر حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر ایک مصیبت پر آہ و بکا کی جاتی ہے اور ہر جانے والی نعمت کا عوض ملتا ہے۔ ہر جانے والے کا ایک نائب ہوتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور اسی کی طرف توجہ کرو۔ اس نے تمہیں مصیبت میں دیکھ لیا ہے دیکھو مصیبت زدہ وہ ہوتا ہے جس کا نقصان پورا نہ کیا جائے۔'' یہ کہہ کر وہ شخص واپس چلا گیا۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا؟ حضرت ابوبکر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

علامہ ابوبکر ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے کامل بن طلحہ سے اس حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے اس کا متن امام بیہقی کے متن سے قدرے مختلف ہے۔ پھر امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے، اگر وہ ایک ہی روایت کرنے والا ہو تو حدیث منکر ہوتی ہے۔

وصال رسول ﷺ پر حضرت خضر علیہ السلام:

ابن عدی کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں کہ ہمیں قاسم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی، انہوں نے جعفر بن محمد سے، انہوں

نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے علی بن الحسین سے روایت کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اور رونے والے آئے تو انہوں نے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: ''اللہ کے ہاں ہر مصیبت کو آہ و فغاں کی جاتی ہے۔ ہر جانے والے کا کوئی جانشین ہوتا ہے۔ ہر چیز کے بدلے کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہے۔ پس اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی کی طرف دھیان لگائے رکھو۔ مصیبت زدہ تو وہ ہے جو سیدھی راہ سے محروم رہا۔'' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون ہے؟ پھر خود ہی بتایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

یہ حدیث ایک اور ضعیف سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔ سند یہ ہے کہ عن جعفر بن محمد، عن ابیہ، عن جدہ عن ابیہ عن علی، لیکن یہ سند صحیح نہیں ہے۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر)

حضرت خضر علیہ السلام ہر سال حج کرتے ہیں:

حافظ ابوالقاسم ابن عساکر، ابوالقاسم بن الحصین، ابن جریج، عطاء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہر سال حج کے دنوں میں ملا کرتے ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا حلق کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے رخصت ہوتے ہیں تو یہ کلمات ادا فرماتے ہیں:

بسم الله ما شاء الله لا يسوق الخير الا الله ما شاء الله لا يصرف السوء الا الله ماشاء الله ما كان من نعمة فمن الله ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں ماشاء اللہ تعالیٰ اور خیر صرف اللہ

تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ ماشاء اللہ بُرائی اور مصیبت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دور فرماتا ہے۔ ماشاء اللہ ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ بُرائی سے بچنے کی طاقت۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو شخص صبح و شام تین تین مرتبہ ان کلمات کا ورد کرے گا، اللہ تعالیٰ غرقابی، جلنے اور چوری سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ راوی کو گمان ہے کہ شاید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے شیطان بادشاہ، سانپ اور بچھو سے محفوظ رکھے گا۔

(تفسیر درمنثور، ج۴۔ دارقطنی الافراد)

میدان عرفات میں ملائکہ کے ہمراہ:

عبداللہ بن الحسن باپ سے، وہ اپنے دادا سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نویں ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت خضر علیہ السلام اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کے بعد راوی نے ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔

دیوار ذوالقرنین کے پاس:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حضرت خضر علیہ السلام دریا میں ہیں اور حضرت الیسع علیہ السلام خشکی پر ہیں وہ ہر رات اس دیوار کے پاس جمع ہوتے ہیں جو لوگوں اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ذوالقرنین نے بنائی تھی۔

(مسند حارث بن اسامہ)

بحر اعلیٰ اور بحر اسفل

امام [illegible] نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

خضر علیہ السلام بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک منبر پر تشریف فرما ہیں سمندر کے تمام جانوروں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آپ کی بات سنیں اور آپ کی اطاعت کریں صبح و شام آپ پر روحیں پیش کی جاتی ہیں۔ (تفسیر در منثور، ج ۴)

حضرت خضر علیہ السلام ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں:

ہشام بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام رمضان المبارک کے روزے بیت المقدس میں رکھتے ہیں۔ ہر سال حج کرتے ہیں اور زمزم سے صرف ایک دفعہ پانی پیتے ہیں جو پورا سال ان کیلئے کافی رہتا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶۔ دارالفکر بیروت)

حضرت خضر علیہ السلام اور دجال لعین:

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں معمر نے بتایا، انہوں نے زہری سے روایت کیا۔ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے خبر دی کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال سے متعلق طویل گفتگو فرمائی۔ اس گفتگو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: دجال آئے گا، لیکن مدینہ طیبہ کی حدود میں اس کا داخلہ حرام ہے۔ ایک دن ایک شخص تمام لوگوں سے بہتر ہوگا مدینہ طیبہ سے نکل کر اس کے پاس جائے گا۔ (راوی کو شک ہے کہ خیرالناس کے الفاظ فرمائے یا "من خیرہ" کے الفاظ) اور اس سے کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے۔ دجال کہے گا: (اپنے ساتھیوں سے) کیا خیال ہے اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر اسے زندہ کر دوں تو تم میرے معاملے میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ دجال اس شخص کو قتل کر دے گا پھر اسے زندہ کر دے گا۔ جب وہ شخص دوبارہ زندہ ہوگا تو کہے گا: خدا کی قسم! میں پہلے تیرے بارے اتنی بصیرت نہیں رکھتا تھا، لیکن پھر قتل

نہیں کر سکے گا۔

معمر فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دجال کے گلے میں چاندی کی ایک کتاب لٹک رہی ہوگی اور مجھ تک یہ بات بھی پہنچی ہے کہ وہ شخص جسے دجال قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ (یہ حدیث زہری کے حوالے سے بخاری، مسلم سے لی گئی ہے)۔ (بخاری، مسلم)

ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ شخص (جسے دجال قتل کرے گا اور دوبارہ زندہ کرے گا) حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے لیکن معمر وغیرہ کا کہنا بلغنی، حجت نہیں ہے۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ایک بھرپور جوان آئے گا تو دجال اسے قتل کر دے گا اور اس شخص کا یہ کہنا کہ اس کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو بتایا ہے۔ یہ الفاظ اس بات کے مقتضی نہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے بالمشافہ حضور نبی کریم ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے یہ الفاظ تواتر کے ساتھ پہنچے ہوں۔

فائدہ:

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت خضر علیہ السلام کے حالات پر کتاب "عجالتہ المنتظر فی شرح حالتہ الخضر" لکھی ہے اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث کی خوب چھان بین کی ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ راویوں کے احوال اور ان کے مجہول الحال ہونے پر خوب بحث کرتے ہیں۔ انہوں نے ان احادیث و آثار کا خوب تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

* * *

حضرت خضر علیہ السلام کے وصال کے بارے میں علماء کے اقوال

وہ اہل علم جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام کا انتقال ہو چکا ہے، تو ان میں امام بخاری، ابراہیم حربی، ابوالحسن بن منادی اور علامہ ابن جوزی کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے اس سلسلہ میں ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جس کا نام "عجالة المنتظر فی شرح حالة الخضر" ہے۔ انہوں نے بہت ساری چیزوں سے دلیل حاصل کی ہے۔ مندرجہ ذیل میں اُن کے دلائل پیش کئے جا رہے ہیں۔

دلیل :1

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ○ (سورۃ الانبیاء)

ترجمہ: اورنہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کیلئے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنا۔

اگر حضرت خضر علیہ السلام بشر ہیں تو پھر تو لامحالہ اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔ ان کی تخصیص کسی صحیح دلیل کے بغیر جائز نہیں۔ اصل عدم ہے یہاں تک کہ ثابت ہو جائے۔

دلیل: ۲

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَ
كُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ
عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ○

(سورۃ آل عمران)

ترجمہ: اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو، ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اسکے بعد) فرمایا: کیا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس سے یہ وعدہ لیا گیا کہ اگر بعثت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت وہ زندہ ہوا تو ضرور اس پر ایمان بھی لائے گا اور ان کی مدد بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو یہ بھی حکم فرمایا کہ اپنی امت سے بھی یہ عہد لینا کہ اگر ان کی زندگی میں نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ ان کے دین کو قبول کریں اور ان کی مدد بھی کریں گے۔ [illegible]

[illegible] امام [illegible] نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہوں یا ولی وہ اس عہد میں داخل ہیں، اگر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں حاضر ہوتے تو وہ ہر حالت میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے اور یہ چیز ان کے حالات میں بکثرت ملتی۔ وہ قرآن پاک پر ایمان لاتے اور غزوات میں آپ کے شانہ بشانہ شریک ہوتے اگر حضرت خضر علیہ السلام ولی ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہوئے اور اگر وہ نبی ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے افضل ہیں (تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غلامی رسول کے بغیر چارہ نہیں تو حضرت خضر علیہ السلام دست بستہ حاضر نہ ہوتے۔

دلیل: ۳

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔'' (مسند احمد)

مذکورہ آیت طیبہ بھی اس پر دال ہے، فرض کریں اگر تمام انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں زندہ ہوتے تو تمام آپ کی اتباع کرتے اور آپ کی شریعت کے اوامر اور نواہی کے مطابق زندگی گزارتے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات انبیاء سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام پر فوقیت عطا کی گئی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں انبیاء علیہم السلام واپس بیت المقدس تشریف لائے اور نماز کا وقت ہوا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگاہ کیا کہ ان کی اقامت گاہ میں ان ہستیوں کی امامت فرمائیں۔ یہ واقعہ اس بات پر دال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام اعظم، رسول کل، نبی خاتم، سراپا شان

جلالت اور سب سے مقدم ہیں۔

جب یہ بات طے ہو گئی اور اس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں تو یہ بات بھی اظہر من الشمس ہو گئی کہ اگر حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہوتے اور ہر حالت میں انہیں شریعت مصطفوی کی پابندی کرنا ہوتی اور اسکے بغیر انہیں بھی چارہ نہ ہوتا۔

دلیل: ۴

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں جب نازل ہوں گے تو شریعت محمدی کے مطابق حکم کیا کریں گے۔ نہ اس کے خلاف چلیں گے اور نہ اس کا انکار کریں گے۔ آپ ان پانچ جلیل القدر رسولوں میں سے ہیں جن کو اولی العزم کہا جاتا ہے۔ آپ بھی بنی اسرائیل کے خاتم النبیین ہیں۔ کسی صحیح سند یا حسن سند سے جس سے دل مطمئن ہو جائے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور نہ یہ ثابت ہے کہ انہوں نے فلاں جنگ میں آپ کے ساتھ مل کر کفار سے جنگ کی ہے۔ یوم بدر جس میں پیغمبر صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ "اے رب کریم! ہمیں کافروں پر فتح عطا کر اور ہماری مدد فرما اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر یہ مٹھی بھر لوگ آج شہید ہو گئے تو اس کے بعد زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔" یہ جماعت اس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جمع تھی اور فرشتوں کی جماعت حتی کہ حضرت جبریل علیہ السلام بھی آپ کے ہم رکاب تھے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے ایک قصیدے میں فرماتے ہیں اور یہ شعر ان کا شاہکار شعر ہے اور عربی شاعری میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

وببیوم بدر اذ یرد وجوھھم جبریل تحت لوائنا و محمد

ترجمہ: اور بدر کے کنوئیں کے پاس جبکہ ہمارے جھنڈے کے نیچے حضرت جبریل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے منہ پھیر رہے تھے۔

اگر حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ اس عظیم ترین غزوے میں اس اشرف ترین جھنڈے کے نیچے اس اہم ترین مقام پر ضرور شریک ہوتے۔

دلیل: ۵

قاضی ابویعلی محمد بن الحسین بن العزاء حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست سے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے سوال ہوا کہ کیا آپ کا وصال ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا: مجھے ابی طاہر بن غباری سے یہ بات پہنچی ہے اور آپ اس کی یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور حاضر ہوتے۔ (اسے علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''العجالہ'' میں نقل فرمایا ہے۔)

اگر کوئی یہ کہے کہ وہ ان تمام جگہوں پر حاضر رہے ہیں لیکن انہیں لوگ دیکھ نہیں سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل عدم ہے یعنی آپ ان جگہوں میں حاضر نہیں ہوئے۔ یہ احتمال دور از قیاس ہے۔ اس سے محض توہمات کے ذریعے عمومیات کی تخصیص لازم آتی ہے، پھر اس پوشیدگی کی وجہ؟ ان کا ظہور زیادہ اجر وثواب کا باعث بنتا۔ ان کا اعلیٰ مرتبہ ظاہر ہوتا اور آپ کے معجزہ کا ظہور ہوتا، اور اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ رہتے تو ان کیلئے ضروری تھا کہ امت کو قرآن پاک اور احادیث نبویہ کی تعلیم دیتے۔ جھوٹی حدیثوں مقلوب روایتوں اور بدعت و ہوا دھوئیں پر مبنی نظریات کی قلی کھول دیتے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر غزوات میں شریک ہوتے اور دشمن سے قتال کرتے، اگر وہ زندہ ہوتے تو بہرحال مسلمانوں کو نفع دیتے، انہیں نقصان سے بچانے کی کوشش کرتے، علماء و

حکماء کی رہنمائی کرتے، ادلہ و احکام کو بیان کرتے اور یہ چیزیں دشت نوردی اور امصار و اقطار عالم میں پھرنے سے کہیں بہتر ہوتیں۔

اس نظریے کی تائید بخاری، مسلم وغیرہ کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز ادا فرمائی تو فرمایا: کیا تمہیں خبر ہے یہ کونسی رات ہے؟ آج سے ایک صدی بعد زمین پر موجود لوگوں سے ایک بھی زندہ نہیں ہوگا۔ ایک روایت میں (عمن تطرف) کے الفاظ ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ڈر گئے کہ شاید اس سے مراد زمانے کا انقطاع (قیامت) ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے زندگی کے آخری ایام میں ایک رات عشاء کی نماز ادا فرمائی تو سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم اس رات کو دیکھ رہے ہو؟ ایک سو سال بعد اس زمین پر جتنے لوگ باقی ہیں، ان میں سے ایک بھی زندہ نہیں رہے گا۔“ (بخاری اور مسلم حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسے نقل کرتے ہیں۔)

(بخاری، مسلم، مسند احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وصال مبارک سے تھوڑے دن پہلے یا ایک مہینہ پہلے (راوی کو شک ہے) ارشاد فرمایا: ”کوئی سانس لینے والی جان ایسی نہیں یا فرمایا: تم میں سے آج کوئی سانس لینے والی جان ایسی نہیں جس پر سو سال پورے گزر جائیں اور وہ زندہ رہے۔“

(مسند احمد)

حضرت [illegible] سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وصال

سے ایک ماہ قبل فرمایا: ''تم مجھ سے قیامت کے بارے پوچھتے ہو، قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ آج جتنے لوگ زمین پر سانس لے رہے ہیں، یہ ایک سو سال پورے نہیں کر سکیں گے۔ (اسی طرح اسے مسلم نے ابی نضرہ اور ابی زبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔) (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر کوئی متنفس ایسا نہیں جو سو سال بعد زندہ رہے۔'' (یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے)۔ (ترمذی)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح حدیثیں حیات خضر کے نظریے کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر حضرت خضر علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ نہ پایا ہو جیسا کہ قطعیت سے ثابت ہے تو پھر تو کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا تو پھر بھی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ حدیث کے عموم میں داخل ہیں، اور اصل مخصص کا عدم ہے جب تک کہ ایسی دلیل تخصیص نہیں جاتی، جس کا قبول کرنا واجب ہو۔ واللہ اعلم

فائدہ:

یہ تمام دلائل علامہ ابن کثیر نے علامہ ابن جوزی کی کتاب ''عجالۃ المنتظر'' سے نقل کیے ہیں یہ ان کی اپنی رائے ہیں وگرنہ کثیر علماء کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ آئندہ صفحات میں بزرگان دین اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واقعات ایمان کی تازگی کے لئے درج ذیل کیے جا رہے ہیں۔

* * *

حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کے بارے میں علماء کے اقوال

حافظ ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "التعریف والاعلام" میں امام بخاری اور ان کے شیخ ابوبکر عربی سے یہ بات روایت کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔ وہ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ نظریہ امام بخاری اور ان کے شیخ کا ہے محل نظر ہے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے زندہ ہونے کے نظریے کو ترجیح دی ہے اور کئی دوسرے علمائے کرام کے اقوال سے یہ بات ثابت کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔

فرماتے ہیں کہ یہ بات صحیح سندوں سے ثابت ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ کی وفات پر ان کے اہل بیت سے تعزیت بھی کی۔

(قصص الانبیاء، ابن کثیر)

حضرت احمد بن عمر انصاری ابوالعباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ایک ہزار فقیہ مجھ سے الجھیں اور حضرت خضر علیہ السلام کے وصال کی بات کریں تو میں اپنے مشاہدہ کے خلاف بات نہیں مانوں گا (یعنی آپ کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں) [illegible] (جامع کرامات اولیاء ج ۲)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عزیز نے پوچھا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خضر زندہ ہوتے تو میں ملاقات کرتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کے میں نے دو طریق سنے ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہ حدیث ملاقات سے پہلے فرمائی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خضر نام کے ایک صحابی تھے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولایت افطاع میں بھیجا تھا۔ کچھ زمانہ گزرا کہ وہ نہ آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا اگر خضر زندہ ہوتا تو میرے پاس آتا۔ یہ دونوں وجہیں میں نے مکہ اور مدینہ شریف میں سنی ہیں۔ ہندوستان میں نہیں سُنی۔

(الدرالمنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم، ج اول)

حضرت علامہ سید محمود احمد آلوسی قدس سرہٗ العزیز تحریر کرتے ہیں:

ذہب جمہور العلماء الی انہ حی موجود بین اظہرنا و ذلك متفق علیہ عند الصوفیہ قدست اسرارہم قالہ النووی۔ ونقل عن الثعلبی المفسر ان الخضر نبی معمر علی جمیع الاقوال محجوب عن ابصار اکثر الرجال وقال ابن الصلاح ہو حی عند جماہیر العلماء والعامۃ معہم فی ذلك○ اھ

(تفسیر روح المعانی، ۹/۴۶۴)

ترجمہ: جمہور علما اس بات کی طرف گئے ہیں کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ صوفیہ قدست اسرارہم کے نزدیک متفق علیہ ہے جس کو حضرت امام نووی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور حضرت امام ثعلبی سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نبی ہیں، عمر یافتہ ہیں، تمام اقوال کی بنیاد پر، لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور ابن صلاح نے کہا کہ وہ (حضرت خضر علیہ السلام) زندہ ہیں۔ جماہیر علما کے نزدیک [illegible] بھی اس مسئلہ میں

جمہور کے ساتھ ہیں۔

محشی بخاری شریف حضرت علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

والصحیح انه نبی و جزم به جماعة وقال الثعلبی هو نبی علی جمیع اقوال معمر محجوب عن الابصار وصححه ابن الجوزی ایضا فی کتابه○

(بخاری، ۱/۷ حاشیہ ۶)

ترجمہ: اور یہ صحیح ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ ایک جماعت نے اسی پر جزم کیا اور امام ثعلبی نے کہا وہ نبی ہیں، تمام اقوال کی بنیاد پر، عمر یافتہ ہیں، لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ابن جوزی نے اپنی کتاب میں اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ "انما سمی الخضر" کے تحت مشکوۃ شریف کے حاشیہ ۹ میں ہے:

والصحیح انه نبی معمر محجوب عن الابصار وانه باقٍ الی یوم القیمة لشربه من ماء الحیاة وعلیه الجماهیر و اتفاق الصوفیة و کثیر من الصالحین○ **(مشکوٰۃ، ۲/۵۰۷)**

ترجمہ: اور صحیح یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں، عمر یافتہ ہیں، لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور قیامت کے دن تک باقی ہیں کیونکہ انہوں نے آب حیات پیا ہے اور اسی پر جمہور اور صوفیا اور اکثر صالحین متفق ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

جمہور ائمہ [illegible] سیدنا خضر علیہ السلام نبی [illegible] ہیں، دم دم

شریف بھی پیتے ہیں۔ جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ ''شرح مقاصد'' کے حوالے سے لکھتے ہوئے آپ کی حیاتِ جاودانی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''بایں معنی کہ اب تک لحوقِ موت اصلاً نہ ہوا، چار نبی زندہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ و حضرت ادریس علیہما السلام آسمان پر اور حضرت الیاس و خضر علیہما السلام زمین پر۔ شرح مقاصد میں ہے:

ماذهب اليه العظماء من العلماء ان اربعة من الانبياء فى زمرة الاحياء الخضر والياس في الارض وعیسیٰ و ادريس فى السماء عليهما الصلوٰة والسلام ○

ترجمہ: اکابر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ بے شک چار نبی زندہ ہیں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام زمین میں اور حضرت عیسیٰ و ادریس علیہما السلام آسمان پر ان سب پر درود و سلام ہو''۔ (فتاویٰ رضویہ، ۱۱/۴۵)

امام احمد رضا قادری بریلوی حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

''انبیاء علیہم السلام سب بہ حیات حقیقی، روحانی، جسمانی زندہ ہیں۔ ان کی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدۂ الٰہی کے لئے ہوتی ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں، آسمان پر حضرت سیدنا ادریس و عیسیٰ علیہما السلام اور دو زمین میں حضرت سیدنا الیاس و سیدنا خضر علیہما السلام اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختمِ حج پر زم زم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آبِ زم زم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کے لئے کافی ہوتا ہے۔ پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی''۔

چند سطور کے بعد مزید تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت خضر علیہ السلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں حضرت امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے ہوئے نظر آئے۔ اکابر اولیائے کرام کے پاس تشریف لایا کرتے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مجالس میں بہ کثرت کرم فرمایا اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں۔ جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲/۲۰۶)

حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں:

فی التفسیر البغوی: اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث اثنان فی الارض وھما الخضر و الیاس علیھما السلام و اثنان فی السماء ادریس و عیسیٰ علیھما السلام''۔ (تفسیر روح البیان ۵/ ۲۶۸)

ترجمہ: تفسیر بغوی میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، چار نبی قیامت تک زندہ ہیں۔ دو زمین میں اور وہ حضرت خضر و الیاس علیہما السلام ہیں اور دو آسمان میں وہ حضرت سیدنا ادریس و عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔

محقق علی الاطلاق علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

[illegible] الامام محی السنۃ نقل کردہ اند کہ چہار کس انبیاء زندہ اند دو بر زمین خضر و الیاس و [illegible] ادریس و عیسیٰ۔ (اشعۃ اللمعات، ۴/۳۷۷)

[illegible] امام [illegible] نقل کیا کہ چار نبی زندہ ہیں، دو زمین میں [illegible] ادریس و عیسیٰ علیہما السلام۔

شارحِ بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

''جمہور علما اور جمیع اولیاء کی تحقیق یہ ہے کہ وہ (حضرت خضر علیہ السلام) اب بھی زندہ ہیں اور دجال کے بعد جب ایمان اُٹھ جائے گا، اس وقت وصال فرمائیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ان کی ملاقات ثابت ہے اور اولیاء کے یہاں تو متواتر ہے۔ کعب احبار نے کہا کہ چار نبی زندہ ہیں اور زمین والوں کے لیۓ امان ہیں۔ دو زمین میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور دو آسمان میں حضرت ادریس و عیسیٰ علیہما السلام''۔ (نزھتہ القاری، ۱/ ۴۱۸)

خلاصہ کلام:

حدیث و تفسیر، فقہ و اصولِ فقہ کی مستند و متد اول کتب کی عبارات، توضیحات و تشریحات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو جاتی ہے کہ جس طرح جمہور علما و محققین کے نزدیک حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نبی ہیں اسی طرح آپ اب بھی باحیات ہیں۔

حیاتِ خضر علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے والے بزرگوں کے نام:

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد ابو العباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
ولید بن عبدالملک
سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد بن علوی باجحدب رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ
سید محمد جعفر مکی حسینی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابو طاہر کرد رحمۃ اللہ علیہ
حضرت صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید شاہ محمد عبدالحی چانگامی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابو محمد بن کیش رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد بن ابوالفتح حکمی مقری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ
[illegible]
[illegible]

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد کھٹو گجراتی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت میر سید امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت احمد بن حسن معلم رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عز الدین السلمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
حضرت عبدالوہاب المتقی القادری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابوالبیان بنا بن محمد بن محفوظ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت [illegible] احمد یار عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ
بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
[illegible]

بزرگانِ دین سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واقعات

علامہ ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ نے "تفسیر بحر محیط" میں بہت سے بزرگان دین اور مشائخ عظام کے واقعات حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے نقل کیے ہیں۔ حضرت ابو طالب مکی قوت القلوب، حضرت حکیم ترمذی نوادرالاصول اور علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ قشیریہ میں بھی بہت سے ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ جن میں متقدمین و متاخرین، سب شامل ہیں اور ہر واقعہ کے ساتھ اس کے ماخذ کا نام لکھ دیا ہے۔ ان ملاقاتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت جاری رہے گا اور اس نظام کا مکمل کنٹرول سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے۔ ہر واقعہ اپنی ایک الگ نوعیت کیفیت اور حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت عبداللہ بن وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کسی کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے کہ کسی نے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے! اللہ تم پر رحمت کرے، ہمیں آ لینے دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انتظار کیا حتیٰ کہ وہ صف میں آ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے ان الفاظ میں میت کیلئے دعا کی: اگر تو اسے عذاب

دے تو (حق ہے) اس نے تیری نافرمانی بہت کی، اور اگر تو اسے معاف فرما دے تو (بھی حق ہے) کہ اسے تیری رحمت کی احتیاج ہے۔ جب وہ میت دفن ہو چکی تو اس شخص نے پھر گفتگو کی اور کہا: اے قبر والے! تیرے لیے خوشخبری ہو، اگر تو سردار، خراج جمع کرنے والا، خازن، منشی یا نگہبان نہیں تھا (تو تیرے لیے بہتری ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ، میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کون ہے اور حکمت بھری گفتگو اور نماز کا یہ ذوق وشوق اس نے کہاں سے پایا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اچانک وہ شخص نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ لوگوں نے جب ادھر ادھر دیکھا تو جہاں جہاں سے وہ گزرتا گیا گھاس سرسبز ہوتی گئی، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جن کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت حجاج بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ دو آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بیع کر رہے تھے۔ ایک شخص زیادہ قسمیں اٹھا رہا تھا وہ اسی سودے میں مصروف تھا کہ ایک شخص ان کے قریب سے گزرا اور ان کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے زیادہ قسمیں اٹھانے والے سے کہا اے اللہ کے بندے رُک جا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور زیادہ قسمیں نہ اٹھا۔ یہ تیرے رزق میں کچھ اضافے کا باعث نہ ہوگا اور اگر تو قسمیں نہیں اٹھائے گا تو تیرا رزق کم نہ ہوگا۔ وہ کام جو [illegible] کیسا کام میرا مددگار ہوگا؟ اس نے تین مرتبہ [illegible] جانے لگا تو [illegible] نے کہا جان لے

ایمان کی علامت یہ ہے کہ تو سچائی کو اس وقت جھوٹ پر ترجیح دے جبکہ سچائی تیرے لئے نقصان کا باعث ہو اور جھوٹ تیرے لئے نفع بخش ہو۔ اور تیرے قول کو تیری ذات پر فضیلت نہ ہو پھر وہ شخص مڑا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس شخص سے ملو اور یہ کلمات لکھوا لو۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے مجھے یہ کلمات لکھوا دے۔ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ جس امر کا فیصلہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس نے وہ کلمات دہرائے حتیٰ کہ سننے والے نے یاد کر لیے۔ پھر اس شخص نے دیکھا کہ اس اللہ کے بندے نے ایک قدم مسجد میں رکھا پھر معلوم نہیں زمین نے اسے نگل لیا یا آسمان نے اٹھا لیا۔ فرماتے ہیں وہ انہیں حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام سمجھتے تھے۔

(بیہقی شعب الایمان ج ۴، ص ۲۲۱۔ دارالکتب العلمیہ بیروت۔ تفسیر درمنثور، ج ۴)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن الحمرز سے، وہ یزید بن الاصم سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک رات کعبۃ اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیت اللہ کے غلاف کو تھامے دعا کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے: ”اے وہ ذات جس کیلئے ایک آواز دوسری آواز کی سماعت سے مانع نہیں ہے، اے وہ کہ جس سے (لاکھوں) مسائل پوشیدہ نہیں ہیں۔ اے وہ کہ حاجیوں کی آوازیں اور دعا کرنے والوں کی دعائیں تیرے سامنے ظاہر ہیں مجھے اپنے عفو و درگزر کی ٹھنڈک عطا فرمائیے اور مجھے اپنی رحمت کی مٹھاس سے نواز دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا یہی دعا پھر ایک دفعہ فرمائیے۔

انہوں نے فرمایا: کیا تم نے دعا سن لی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمانے لگے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دعا کرنے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے، جو شخص بھی یہ دعا فرض نماز کے بعد پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے وہ سمندر کی جھاگ اور ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ (واللہ اعلم)

(تاریخ ابن عساکر، ج١٦، ص ٤٢٥ دار الفکر بیروت)

حضرت ابو اسماعیل ترمذی اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف فرما رہے تھے کہ اسی اثنا میں ایک شخص کعبۃ اللہ کا غلاف تھام کر کہہ رہا تھا: اے وہ ذات جسے ایک ساعت دوسری ساعت سے مشغول نہیں کرتی۔ اے وہ ذات جسے مانگنے والے اکتا نہیں سکتے اور آہ وزاری کرنے والوں کی آوازیں اس کے سامنے بالکل ظاہر ہوتی ہیں، مجھے اپنے عفو و درگزر کی ٹھنڈی اور اپنی رحمت کی حلاوت عطا فرما۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اپنی اس دعا کا اعادہ فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: تم نے یہ دعا سن لی ہے۔ آپ نے عرض کیا: ہاں۔ انہوں نے فرمایا: ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کریں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں خضر کی جان ہے اگر آپ نامہ اعمال میں ستاروں بارش کے قطروں زمین کی کنکریوں اور مٹی کے ذروں کے برابر بھی گناہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پلک جھپکنے سے پہلے انہیں معاف فرما دے گا۔ (واللہ اعلم)

[illegible] عبدالملک سے ملاقات

[illegible] کی جامع مسجد کا بانی ہے۔ اس

نے ارادہ کیا کہ کسی رات اس مسجد میں جا کر عبادت کرے۔ اس نے حکم دیدیا کہ اس رات مسجد خالی رہے۔ مسجد کو خالی کر دیا گیا، جب وہ باب ساعات سے داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص باب خضراء اور اس کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے لوگوں سے کہا: کیا میں نے حکم نہیں دیا تھا کہ مسجد لوگوں سے خالی رہے۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں جو ہر رات یہاں نماز پڑھنے تشریف لاتے ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت رباح بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور ان کے ہاتھوں کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ذرا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب وہ نماز پڑھ کر واپس لوٹا تو میں نے پوچھا کہ وہ شخص کون تھا جو تھوڑی دیر پہلے آپ کا سہارا لے کر چل رہا تھا؟ انہوں نے فرمایا: اے رباح! کیا تو نے اس شخص کو دیکھ لیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا: میں تجھے ایک نیک شخص گمان کرتا ہوں۔ وہ میرے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے، اور انہوں نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ عنقریب میں حکمران بن جاؤں گا اور عدل کروں گا۔

(تاریخ ابن عساکر، ج ۱۶)

سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

سرکار غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دوران ریاضات و مجاہدات پندرہ سال تک بغداد کے ایک برج عجمی میں بیٹھے رہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک تو خود نہ کھلائے گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ ایک دفعہ

چالیس دن گزر گئے آپ نے کچھ نہ کھایا۔ چالیس دن کے بعد ایک آدمی آیا اور کچھ کھانا آپ کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ باطن سے کوئی بھوک بھوک کی فریاد کر رہا ہے۔ ناگاہ شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا مجھ پر گزر ہوا اور آپ نے یہ آواز سن لی۔ آپ نے پوچھا کہ عبدالقادر یہ کیسی آواز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے نفس کا اضطراب ہے لیکن میری روح مشاہدہ حق میں برقرار ہے۔ آپ نے فرمایا میرے گھر آ جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا ہرگز باہر نہیں جاؤں گا۔ اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اُٹھو اور حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ۔ میں چلا گیا۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے دروازے میں کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں نے کہا کیا وہ کافی نہ تھا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو آکر آپ کو کہنے کی ضرورت پڑی اور پھر تم آئے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں ملائکہ اور جنات کے بھی مشائخ ہوتے ہیں لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔ شیخ ابومحمد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ احباب کے فرد اور اپنے زمانے کے اولیاء کے قطب ہیں۔

(بهجة الاسرار)

اپنے کھانا کھایا:

[illegible] سیدنا غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک [illegible] ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے قبل اس شخص

کو کبھی نہیں دیکھا تھا نہ جانتا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! اس شخص نے کہا کہ ایک شرط ہے کہ میری مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا منظور ہے! اس شخص نے مجھ سے کہا یہاں بیٹھ جاؤ اور میرا انتظار کرو۔ ایک سال گزر گیا لیکن وہ شخص نہ آیا اور میں وہیں بیٹھا رہا۔ ایک سال کے بعد وہ آیا اور کچھ دیر میرے پاس بیٹھا اور پھر اُٹھا اور کہا کہ تم یہاں سے جب تک میں نہ آؤں نہ جانا۔ اس مرتبہ پھر ایک سال گزر گیا۔ ایک سال کے بعد وہ پھر آیا۔ اس بار اس کے ساتھ دودھ اور روٹی تھی۔ تب اس شخص نے کہا کہ میں خضر علیہ السلام ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں۔ ہم دونوں نے مل کر وہ کھانا کھایا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اٹھو بغداد چلیں۔ پھر ہم دونوں مل کر بغداد آ گئے۔ (نفحات الانس۔ بهجة الاسرار)

سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت:

مناقب غوثیہ میں ہے کہ ایک روز سیدنا غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے اسرائیلی آ اور محمدی کے ساتھ مقابلہ کر۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ مقام جلالی ہے اس لئے پیٹھ پھیر کر چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ان اولیائے محمدی کے پاس جا۔ وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام جن کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام چل کر آئے تھے وہی حضرت خضر علیہ السلام اب اولیاء امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا لشکر ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے کسی پر کھلا ہی نہ تھا۔ یہ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر ہے جس میں اولیاء اللہ غوطہ زن ہیں۔

(قلائد الجواہر)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

علامہ طبرانی سے منقول ہے کہ ایک آدمی حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس وقت ان کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ آنے والے نے پوچھا آپ میں احمد بن حنبل کون ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا میں ہوں۔ بتایئے کیا کام ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں چار سو فرسخ (نو سو کوس) بری و بحری سفر کر کے آیا ہوں۔ میرے پاس ایک شخص آیا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ تم احمد بن حنبل کو جانتے ہو؟ میں نے اسے جواب دیا کہ میں انہیں نہیں جانتا۔ اس نے مجھے کہا بغداد جا کر ان کا پتہ کرو۔ جب وہ ملیں تو انہیں کہنا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام آپ کو سلام پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آسمان کا خالق عرش کا مالک جل جلالہٗ آپ سے راضی ہے اور سب ملائکہ بھی راضی ہیں اس صبر و برداشت کی وجہ سے جو آپ نے (خلق قرآن کے مسئلہ) پر کیا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء، جلد دوم)

حضرت احمد بن علوی بامجدب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

روایت ہے کہ حضرت احمد، حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ اکثر مجلس کرتے تھے۔ آپ کے ایک مرید عوض بامختار نے آپ سے درخواست کی اس کی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کرا دی جائے۔ آپ نے فرمایا تم ان سے مل تو لو گے لیکن تمہیں ان پر پوری گرفت حاصل نہ ہوگی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مجاز کے پہاڑوں میں ان کی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ آپ بدوی وضع قطع میں تھے یہ انہیں پہچان نہ سکا۔ جب وہ ان سے دور نکل گئے تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے زور سے بلایا اے عوض بامختار! تیرا کام ہو جائے گا۔ ہمارا سلام اپنے مرشد شیخ احمد کو پیش کرنا۔ پھر عوض نے کہا ذرا ٹھہریئے میں آپ سے کچھ

پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کے مرشد نے نہیں کہا تھا کہ تمہیں اس پر گرفت نہ ہوگی۔ پھر وہ غائب ہوگیا۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت احمد ابو العباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت ابو العباس مرسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ زمانے کے قطب اور ولایت میں مخلوق کے مشار الیہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں میں نے اپنے اس ہاتھ سے ان سے مصافحہ کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جو شخص روزانہ صبح یہ کلمات پڑھتا ہے۔ وہ ابدال میں شمار ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

ترجمہ: اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے۔ اے اللہ! امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف فرما اور درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل فرما۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ایک دفعہ میرے پاس آئے۔ خود اپنا تعارف کرایا۔ میں نے مومنوں کی روحوں کا علم غیب کے طور پر ان سے سیکھا کہ کیا وہ روحیں انعام میں ہیں یا عذاب میں؟ اب اگر ایک ہزار فقیہ آ کر مجھ سے مناظرہ کریں اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے وصال کی بات کریں تو میں اپنے مشاہدہ کے خلاف بات نہیں مانوں گا۔

(لطائف المنن امام شعرانی، جامع کراماتِ اولیاء ج۲)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ حضرت سفیان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ میں (حضرت سفیان) حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے سوق اللیل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کے پاس ملا۔ وہ رو رہے تھے۔ میں انہیں راستے کے ایک کنارے پر لے گیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد میں نے ان سے گریہ وزاری کی وجہ پوچھی۔ فرمانے لگے۔ کوئی بات نہیں خیر و عافیت ہے میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ اصرار کر کے پوچھا۔ فرمانے لگے اے سفیان! اگر میں آپ کو واقعہ بتا دوں تو کیا آپ اسے مشہور کر دیں گے یا چھپا رکھیں گے۔ میں نے عرض کیا میرے بھائی جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔ یہ سن کر یوں گویا ہوئے کہ گذشتہ تین سال سے میرا نفس گوشت اور سرکہ سے بنا ہوا شوربہ مانگ رہا تھا اور میں پوری کوشش سے اسے روک رہا تھا۔ گذشتہ شام مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان ہے۔ اس کے ہاتھ میں سبز پیالہ ہے اس پیالہ سے بخارات اُٹھ رہے ہیں اور سکباج (جو چیز گوشت، گندم، کشمش اور مصری سے تیاری کی جاتی ہے) کی مہک آ رہی ہے میں نے پوری قوت سے اس سے بچنے کا پروگرام بنایا مگر وہ میرے قریب آ گیا اور کہنے لگا اے ابراہیم! کھا لیجئے۔ میں نے جواب دیا جس چیز کو میں نے رضائے الٰہی کے لئے چھوڑ رکھا ہے اسے نہیں کھاؤں گا۔

اس نے جواب دیا خواہ وہ چیز خود اللہ تعالیٰ آپ کو کھلانا چاہے؟ اب سوائے رونے کے میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے پھر کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تناول فرمائیں۔ میں نے اسے جواب دیا ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا

ہے کہ ہم صرف وہی چیز اپنے برتن (پیٹ) میں ڈالیں جس کا ہمیں علم ہو کہ حلال ہے یا حرام ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ کریم آپ کو عافیت عطا فرمائے تناول فرما لیجئے۔ مجھے یہ رضوان (جنت کا فرشتہ) نے دیا ہے اور کہا ہے اے خضر علیہ السلام! یہ کھانا لے جائیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھلائیں کیونکہ انہوں نے ایک طویل عرصہ سے صبر کیا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکے رکھا ہے"۔ پھر فرمایا اللہ کریم تو آپ کو یہ کھانا کھلانا چاہتا ہے اور آپ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ اے ابراہیم! میں نے فرشتوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ "جسے عطا کیا جائے اور وہ نہ لے تو پھر وہ مانگے تب بھی اسے عطا نہیں کیا جاتا"۔ میں نے کہا معاملہ یوں ہے تو پھر میں آپ کے سامنے ہوں مگر میں خود تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا عہد نہیں توڑوں گا۔ اچانک ایک اور شخص آیا جس نے اُسے کوئی چیز بھی پکڑائی اور کہا اے خضر (علیہ السلام)! آپ اس کے منہ میں خود لقمہ ڈالیں۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے اب مجھے کھلانے لگ گئے۔ یہاں پہنچ کر مجھے جاگ آ گئی مگر اس کھانے کی مٹھاس و لذت اب بھی باقی تھی اور اس میں ملے زعفران کا رنگ میرے ہونٹوں پر موجود تھا۔ میں زمزم کے پاس پہنچا۔ منہ دھو ڈالا مگر نہ تو ذائقہ ختم ہوا اور نہ زعفران کا رنگ اڑا۔ حضرت سفیان کہتے ہیں میں نے کہا حضرت ذرا مجھے بھی دکھا دیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سچ مچ رنگ کا اثر بدستور باقی ہے۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

اسم اعظم کی تعلیم:

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو جنگل میں دیکھا کہ جس نے ان کو اسم اعظم کی تعلیم دی اور اس اسم کے پڑھنے سے آپ کی ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ سے

کہا کہ میرے محترم بھائی حضرت الیاس علیہ السلام نے تم کو یہ اسم اعظم سکھلایا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسم اعظم سکھایا تھا۔

(رسالہ قشیریہ)

آپ کی دعا:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! مجھ کو گناہوں کی ذلت سے نکال کر اپنی اطاعت کی عزت کی توفیق دے"۔

(سیر الاولیاء)

جانیں قربان:

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک جنگل میں چلا جا رہا تھا۔ جب ہم ذات العرق پہنچے تو میں نے ستر گدڑی پوشوں کو دیکھا کہ وہ مرے ہوئے پڑے ہیں اور ان سے خون جاری ہے۔ ایک میں رمق بھر جان باقی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ جواں مرد! کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے ابن ادھم (رحمۃ اللہ علیہ)! پانی اور محراب کو لازم پکڑو، دور مت جاؤ کہ مجبور ہو جاؤ گے اور ہم میں سے کسی کے نزدیک مت آؤ کہ بیمار ہو جاؤ گے۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہوں کے فرش پر تم سے کوئی گستاخی ہو جائے اور اس دوست سے ڈرو کہ جو حاجیوں کو روم کے کافروں کی طرح قتل کرتا ہے اور حاجیوں کے ساتھ لڑائی کرتا ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم صوفیوں کے گروہ سے تھے اور ہم نے بادیہ توکل میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھا تھا کہ ہم کسی سے بات نہ کریں گے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈریں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ جب ہم احرام گاہ میں پہنچے تو

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہمارے استقبال کے لئے آئے ہیں اچانک ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے جھوٹو! اے جھوٹی محبت کے دعویٰ دارو۔ تم نے اپنے قول و قرار کو بالکل فراموش کر دیا اور غیر میں مشغول ہو گئے۔ جب تک کہ ہم تمہارا خون نہ گرائیں گے، تم سے صلح نہ کریں گے۔ یہ سارے جوان اس کی بارگاہ کے شہید ہیں۔ اے ابراہیم! اگر تم بھی اپنے سر میں یہ سودا رکھتے ہو تو بسم اللہ اس راہ میں قدم رکھو، ورنہ درمیان سے دور ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ بات سن کر حیران رہ گئے۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیوں زندہ چھوڑ دیا گیا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ سب پختہ تھے۔ مجھ سے کہا گیا کہ تو ابھی خام ہے۔ جانکنی میں مبتلا رہ تا کہ تو بھی پختہ ہو جائے۔ بعد میں ان کے پیچھے آ جانا یہ کہہ کر اس نے بھی جان دے دی۔ (سیر الاولیاء)

حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو ایک خط میں تحریر کیا کہ "میں نے سنا ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حرم کعبہ میں تھے۔ شیخ ابوالنجیب عالم اسرار میں پہنچ گئے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے لیکن شیخ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھوڑی دیر کھڑے رہ کر واپس چلے گئے جب شیخ ابوالنجیب کو افاقہ ہوا (یعنی حالت صحو میں آئے) تو ان سے شیخ شہاب الدین نے ہمت کر کے دریافت کیا کہ حضرت! یہ آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ ایک نبی آپ کی ملاقات کو آئے لیکن آپ نے ان کی طرف بالکل التفات نہ فرمایا۔ شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف دیکھا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا: افسوس! تمہیں

کیا پتہ۔ اگر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام آ کر واپس چلے گئے تو پھر آ جائیں گے۔ لیکن ہمارا یہ وقت حق کے ساتھ مشغول تھا۔ اگر یہ چلا جاتا تو پھر ہاتھ نہ آتا اور اس کی ندامت قیامت تک باقی رہتی۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام پھر تشریف لے آئے۔ شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور خاطر تواضع کی۔

لہٰذا مرید کو اپنے اوقات کی نگرانی و حفاظت کرنی چاہیے۔ غیر اللہ کو دل سے دور کر دینا مخلوق سے میل جول اپنے اوپر حرام کر لینا اور ذکرِ حق سے انسیت حاصل کرنا چاہیے۔ (اخبار الاخیار)

سید محمد جعفر مکی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

ایک دن آپ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں سے صرف دو آدمی مقام قطبیت سے مقام معشوقیت تک رسائی حاصل کر سکے ہیں۔ ایک حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ نظام الدین بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان دونوں بزرگوں نے نبوت کے چشمہ سے خوب سیر ہو کر علوم نبوت (علم لدنی) کو حاصل کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دن میں اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام مصر میں دریائے نیل میں ایک کشتی پر سوار تھے اور ہم دونوں میں اللہ تعالیٰ کے مشاہدے کے سلسلے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی دوران حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مقام معشوقیت تک پہنچے ہوئے تھے۔ (لیکن خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیت کا دائرہ [illegible] ہے جبکہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیت کبریٰ لامکانی اور لازمانی ہے [illegible] اولیاء اللہ مشکوٰۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نور حاصل کرتے ہیں۔ اس

کے علاوہ نہ کوئی ولایت ہے نہ قطبیت)۔ (اخبار الاخیار)

آپ بھی جانثار بن جائیں:

ایک دن فرمایا کہ میں جتنا لکھتا ہوں اتنا ہی زیادہ مشکلات کا شکار ہو جاتا ہوں یقین جانیے کہ بحر المعانی کے مضامین برسہا برس تک سفر و حضر میں مجھ سے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام دریافت فرماتے رہے مگر میں نے انہیں نہیں بتلائے اور وہ اب بھی پوچھتے رہتے ہیں۔ مگر خدا کی قسم میں انہیں ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے آغاز میں یہ باتیں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے دریافت کی تھیں مگر انہوں نے کچھ ایسے بے رُخے پن سے جواب دیا کہ میری تسلی نہ ہوسکی اور اب انہیں آرزو ہے مگر میں احتراز کرتا ہوں۔ وہ اس اسرار کے ذریعہ اپنی جان کی حفاظت کے خواہاں ہیں۔ یعنی نیم جان کی حفاظت چاہتے ہیں اور میری کیفیت یہ ہے کہ اگر مجھے ہزار جانیں دی جائیں تو میں ان سب جانوں کو چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔ اے دوست آپ بھی جان نثار بن جائیں تا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ایسے ہزاروں آپ کے لئے سرگرداں نظر آئیں۔ (اخبار الاخیار)

حضرت ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ ریاضات و مجاہدات اور کشف و کرامات کی وجہ سے بہت مشہور ہیں اور آپ وارث علوم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کو خرقہ خلافت حضرت شیخ ابو سعید اندلسی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا۔ شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ تربیت مریدین میں بے نظیر تھے۔ بڑے بڑے مشائخ نے آپ کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کی۔ ان میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ ابن عربی کا شیخ ابو مدین مغربی

رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت حاصل کرنا آپ کے کمال پر دلیل قاطع ہے۔

تکملہ میں مذکور ہے کہ ۵۸۰ ہجری میں ابو محمد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس زمانے میں آپ صدیقوں کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سر مصوّن (مخفی راز) سے حجاب قدس تک کے بھیدوں کی چابی عطا فرمائی ہے۔ آپ سے زیادہ عارف اس جہان میں اس وقت کوئی نہیں ہے۔ آپ انبیاء علیہم السلام کے رموز بیان کرتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو مدین کے حق میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا یہ کلام حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کا ہے کیونکہ ان کا وصال ۵۶۶ ہجری میں ہوا تھا اور شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۹۰ ہجری میں ہوا۔

(مراۃ الاسرار)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت اگرچہ شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے مگر آپ کی نسبت، خرقہ پوشی، خلعت نوازی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ آپ کی متعدد ملاقاتیں ہوئیں جن کا یہاں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

خرقہ پوشی:

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی نسبت اور فیض کا ذریعہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو اور روحانی تصرف کا براہ راست منبع حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد

مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ مگر حضرات صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بیان کیا ہے کہ آپ کا سلسلہ روحانی براہ راست حضرت غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور ان سے خرقہ ملا ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے جو آپ کو خرقہ ملا ہے اس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اس خرقہ کو شہر موصل کے باہر ۶۰۱ھ میں ابوالحسن بن عبداللہ بن جامع رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے پہنا ہے اور حضرت ابن جامع رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے پہنا اور جس مقام پر جس طرح ابن جامع رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے پہنایا اسی مقام پر اسی طرح بغیر زیادتی و نقصان کے ابن جامع رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو پہنایا اور دوسری نسبت بے واسطہ بھی آپ کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے حاصل ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی بیعت حضرت ابو مدین المغربی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

ڈاکٹر محسن جہانگیری، ابن عربی کے خرقہ پوشی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شیخ جب ۶۰۱ھ (۱۲۰۴ء) میں بغداد آئے یہاں بارہ دن سے زیادہ نہ رُکے اور وہاں سے حضرت علی بن عبداللہ بن جامع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان کے علوم و معارف سے استفادہ کے لئے عازم موصل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن جامع رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کے صوفیاء اور عرفاء میں سے تھے اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے تعلق ارادت رکھتے تھے۔ حضرت علی بن جامع رحمۃ اللہ علیہ نے شہر سے باہر اپنے باغ میں وہ خرقہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنایا جو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے انہیں عطا کیا تھا۔ یہاں حضرت ابن عربی یہ بھی وضاحت کرتے ہیں کہ اس واقعہ سے پہلے انہیں شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن بن علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے خرقہ خضر عطا ہو چکا تھا۔

ابن عربی کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ پہلا خرقہ انہیں شیخ تقی الدین

عبدالرحمٰن ہی سے ملا تھا۔ اس سے پہلے وہ خرقہ پہننے کے قائل نہ تھے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ خرقہ پوشی حضور نبی کریم ﷺ سے شیخ ابن عربی نے خود خرقہ پہنا اور انہیں معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام بھی اسے پسند کرتے ہیں تو وہ اس کے قائل ہو گئے اور بعد میں دوسروں کو بھی اپنے ہاتھوں سے خرقہ پہنایا۔ ان حقائق سے معلوم ہوا کہ حضرت علامہ ابن عربی کو دو سلسلوں سے خرقہ ملا۔ ایک حضرت شیخ علی بن عبداللہ جامع از حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرا شیخ تقی الدین عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے۔ البتہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبریت احمر میں جو فتوحات مکیہ کا خلاصہ ہے لکھا ہے کہ ابن عربی کہتے ہیں کہ میں خرقہ پوشی کا صوفیاء کی طرح قائل نہ تھا تاوقتیکہ بیت اللہ شریف میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے خود نہ پہن لیا۔ شیخ احمد بن سلیمان نقشبندی کی رائے بھی یہی ہے کہ ابن عربی نے خرقۂ طریقت خود حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے حجر اسود کے برابر کھڑے ہو کر پہنا تھا اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ یہ خرقہ میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے پہنا ہے۔

شیخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابو العباس عریبی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے درمیان ایک شخص کے بارہ میں ایک مسئلہ جاری ہوا جس کے ظاہر ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری فرمائی تھی۔ شیخ ابو العباس نے فرمایا تھا کہ وہ فلاں بن فلاں شخص ہے اور اس شخص کا نام بیان کیا جس کو میں نے دیکھا نہیں تھا اور میں اس کے بیان میں متوقف تھا اور اس کو قبول نہیں کیا تھا۔ میں اس وقت ابتدائی حال میں تھا اور اس سے میں گھر کو لوٹ آیا۔ ابھی راستہ میں تھا کہ ایک شخص مجھے ملا [illegible] تھا اس نے مجھے ایک بڑے مہربان کی طرح پہلے السلام علیکم [illegible] ابو العباس عریبی نے فلاں شیخ کے بارے میں جو کچھ

ذکر کیا ہے وہ سچ ہے۔ اس کی تصدیق کرو اور اس شخص کا نام لیا جس کا ذکر حضرت شیخ ابوالعباس نے کیا تھا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے ان کے ارادہ کو جان لیا اور اسی وقت میں شیخ ابوالعباس کی طرف لوٹ آیا تاکہ ان کو اطلاع دوں۔ جب میں شیخ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے فرمایا۔ اے ابوعبداللہ (ابن عربی) جب میں تیرے پاس کوئی مسئلہ بیان کرتا ہوں تو تیرا دل اس کے قبول کرنے سے متوقف ہو جاتا ہے اور مجھے تیرے لئے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تک کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ تیرے آگے اس بات کو پیش کریں کہ فلاں شخص کی تصدیق کرلو جو تیرے آگے بیان کیا گیا۔ یہ معاملہ تمہارے لئے ہر ایک مسئلہ کے بارہ میں جو تم مجھ سے سن کر متوقف ہو جاتے ہو کہاں تک ہوتا رہے گا۔ میں نے کہا توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ فرمایا قبولیت توبہ واقع ہو چکی۔ میں نے جان لیا کہ وہ شخص حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ میں نے شیخ صاحب مذکور سے اس بارے میں پوچھا کہ آیا راستہ میں مجھ سے ملنے والے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے؟ فرمایا ہاں وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہی تھے۔

دوسرا واقعہ:

دوسری مرتبہ میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا کہ میں تیونس کی بندرگاہ میں کشتی کے اندر تھا تو مجھے پیٹ میں درد ہوا اور کشتی والے سو گئے تھے اور میں کشتی کے ایک طرف کھڑا ہو گیا اور سمندر کی طرف نظر کی تو چاند کی روشنی میں دور ایک شخص مجھے نظر آیا۔ یہ رات کی چودھویں تھی۔ میں نے دیکھا وہ شخص پانی پر چلا آتا ہے اور میرے پاس پہنچ کر میرے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ایک قدم اُٹھایا اور دوسرے قدم پر تکیہ کیا۔ میں نے اس کے قدم کے نیچے کی طرف دیکھا تو اس کو کوئی تری

پانی کی نہ لگی تھی۔ پھر ایک قدم رکھا اور دوسرا اُٹھایا تو دیکھا وہ بھی خشک تھا۔ پھر ان کے ساتھ جو کلام کرنا تھا وہ انہوں نے کیا اور مجھے اسلام علیکم کہہ کر لوٹ گئے اور بہ لب دریا ایک بلند ٹیلہ پر جو منارہ میں واقع ہے اس کی طرف تشریف لے گئے جس کی مسافت ہم سے دو میل سے زیادہ تھی۔ انہوں نے اس مسافت کو دو یا تین قدموں میں طے کیا اور میں نے ان کی آواز سنی کہ وہ مینارہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول تھے اور ہمارے شیخ جراح بن خمیس کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تشریف لے گئے وہ ایک عالی خاندان سے تھے اور بندرگاہ عید دن میں رہتے تھے۔ میں ان کے پاس اسی رات کو آیا تھا۔ جب میں شہر میں داخل ہوا تو ایک مرد صالح سے میری ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے کہا کہ کل رات کو کشتی میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتھ آپ کی کیسی گزری۔ انہوں نے آپ کو کیا فرمایا تھا؟

تیسرا واقعہ:

اس کے بعد میں بطور سیر نکلا اور بحیر محیط کے کنارے کنارے چلا جاتا تھا اور میرے ساتھ ایک دوسرا شخص تھا جو صالحین کے خرق عادات اور کرامات کا منکر تھا۔ میں ایک ویران اور ٹوٹی پھوٹی مسجد میں داخل ہوا تاکہ میں اور میرا ساتھی اس میں نماز ظہر ادا کرلیں۔ کچھ اور مسافر راہ طریقت ایک جماعت کی صورت میں اس مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھنے کا ارادہ فرما رہے تھے اور ان میں وہ مرد بھی تھا جس نے میرے ساتھ دریا پر گفتگو کی تھی اور جس کے بارے میں مجھے کہا گیا تھا کہ وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں اور ان میں ایک مرد عظیم الشان بڑے قد والا تھا اور میرے اور ان کے درمیان میں اس سے قبل بھی دوستانہ محبت کی ملاقات ہو چکی تھی۔ [illegible] کھڑا ہوا اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے مجھے سلام کیا اور میرے [illegible] ہوئے اور ہم کو نماز پڑھانے کے لئے امام بنے۔ جب ہم نماز

سے فارغ ہوئے تو امام صاحب نکلے اور میں ان کے پیچھے نکلا اور مسجد کے دروازے کی طرف آئے۔ مسجد کا دروازہ مغربی جانب بحر محیط کے سامنے اس مقام میں واقع تھا جس کو بکہ کہتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ مسجد کے دروازے پر بات کر رہا تھا۔ اتنے میں وہ شخص آیا جس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں آئے اور مسجد کے محراب میں سے ایک چھوٹی سی چٹائی اُٹھا کر زمین سے قریباً سات گز کی بلندی پر ہوا میں بچھا دی اور وہاں کھڑے ہو کر نفل پڑھنے لگے۔ میں نے اپنے ساتھی کو کہا کیا تم اس مردِ خدا کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ چلیں ان سے پوچھیں۔ میں اپنے ساتھی کو کھڑا چھوڑ کر اس کی طرف آیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو السلام علیک کہا اور اپنی نظم ان کو پڑھ کر سنائی۔

اشعار کا ترجمہ:

(۱) دوست نے محبت سے روک رکھا ہے اور خوش کرتا ہے۔ اس کی محبت میں
جس نے ہوا کو پیدا کیا اور اس کو مسخر کیا۔

(۲) عارفوں کے عقول معقول ہوتے ہیں ہر ایک کون ہے۔ وہ عقل خدا کو
پسند آتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں۔

(۳) پس وہی اس کے نزدیک باعزت ہیں اور لوگوں میں ان کے احوال
مجہول اور چھپے ہوتے ہیں۔

پس مجھے فرمایا اے فلاں تم نے کیا کیا۔ تم نے جو کچھ دیکھا وہ اسی منکر کے حق میں تھا اور میرے ساتھی کی طرف اشارہ فرمایا جو صالحین کی خرق عادات کا منکر تھا اور وہ مسجد کے صحن میں بیٹھا ہوا اس کو دیکھ رہا تھا تا کہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہے اور جس کے ساتھ جو چاہے کر سکتا ہے۔ پھر میں نے اپنا رخ

اس منکر کی طرف کیا اور اس کو کہا کہ اب تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ اب دیکھنے کے بعد کیا کہا جا سکتا ہے۔ پھر میں اپنے ساتھی کی طرف لوٹ آیا اور وہ دروازہ مسجد پر میرے انتظار میں تھے۔ ایک گھڑی میں نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور اس کو کہا کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہوا میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور میں اس سے جو واقعہ مجھے قبل اس کے پیش آیا ذکر نہیں کیا تھا۔ تو مجھے فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں اور پھر چپ رہے اور وہاں سے وہ جماعت اور ہم موضع روطہ کی طرف روانہ ہوئے۔ (فتوحات مکیہ ابن عربی)

مقام قرب میں ثابت رہو:

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ''فتوحاتِ مکیہ کے باب ۱۶۱'' میں صدیقت اور نبوت کی بحث بھی لکھتے ہیں کہ میں محرم ۵۹۷ ہجری میں اس مقام پر پہنچا۔ اس وقت میں بلاد مغرب کا سفر کر رہا تھا۔ حیرت مجھ پر غالب ہو گئی۔ تنہائی کی وجہ سے میں وحشت محسوس کرنے لگا اور مجھے وہ مقام حاصل تھا۔ پس باوجود اس حیرت اور وحشت کے جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں سے روانہ ہوا اور عصر کی نماز کے بعد اپنے ایک اور دوست کے مکان پر گیا، میں اس سے اپنی حیرت و وحشت کے بارے میں گفتگو کرتا رہا، اتفاقاً میں نے دیکھا کہ ایک شخص کا سایہ ظاہر ہوا میں فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا کہ شاید ایسا کوئی شخص ہو جو میرے لئے انبساط کا باعث ہو۔ اس نے مجھ سے معانقہ کیا جب میں نے ان کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ شیخ ابو عبدالرحمٰن السلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ان کی روح نے تجسم اختیار کر لیا ہے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کو میرے پاس بھیج دیا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اسی مقام پر دیکھ رہا ہوں جس مقام میں میری روح قبض کی

گئی تھی اور اس مقام سے میں دنیا سے آخرت تک گیا تھا میں ہمیشہ سے اسی مقام میں ہوں۔ پھر میں نے ان سے اپنی وحشت اور اس مقام میں اپنی عدم موافقت کا ذکر کیا! تو انہوں نے فرمایا ''الغریب متوحش'' مسافر کو وحشت ہوا کرتی ہے (جو بعدان سبقت لك العناية الله والحصول فی هذا المقام فالحمدلله یااخی!) اس کے بعد کہ تم کو اللہ تعالیٰ کی عطا اس مقام میں حاصل ہوئی ہے پس اے برادر عزیز تم اللہ کی تعریف کرو''۔ اور اس بات پر خوش ہو کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے شریک ہو گئے، میں نے ان سے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن سلمی مگر میں اس مقام کا نام نہیں جانتا! یہ سن کر انہوں نے کہا کہ ''هذا یسمی مقام القربة متحقق به'' یہ مقام، مقام قرب سے موسوم ہے پس تم اسی مقام میں ثابت و متحقق رہو!

(نفحات الانس از جامی)

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی مگر حقیقت میں آپ اویسی ہیں کیونکہ آپ کی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اوائل احوال اور غلبات جذبات و بیقراری میں راتوں کو میں نواحی بخارا میں پھرا کرتا تھا اور ہر مزار پر جاتا تھا۔ فرمایا کہ غلبات طلب میں ایک روز میں بخارا سے نسف کی طرف جا رہا تھا تا کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کا شرف حاصل کروں۔ جب میں رباط جنغراتی میں پہنچا۔ مجھے ایک سوار ملا وہ چرواہوں کی طرح بڑی لکڑی ہاتھ میں لیے اور نمدہ پہنے میرے پاس آیا اور اس لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں کہا کہ کیا تو نے گھوڑے دیکھے ہیں میں نے اس سے کوئی بات نہ کی۔ اس نے

کئی بار میرا راستہ روکا اور لکڑی ماری۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ وہ رباط قراول تک میرے پیچھے آئے اور مجھ سے کہا آؤ کچھ دیر بات چیت کریں۔ مگر میں نے توجہ نہ دی۔ جب میں حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ میں تو آپ کی طرف متوجہ تھا۔ اس لئے ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبند از نور بخش توکلی)

چار طرح سے روحانی نسبت:

ایک دن خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی تصوف میں چار طرح کی نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ کرے ان کے علم اور حکمت کو، دوسرے حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، تیسرے سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے جو حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ان کو ہے، چوتھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔ اس لئے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔

(انوار العارفین)

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے

[illegible] تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝

[illegible] کے ساتھ پکارو، تحقیق وہ حد سے

[illegible]

زیادہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

تو آپ (خواجہ عبدالخالق) نے استاد سے پوچھا کہ اس پوشیدگی کی حقیقت اور اس کا طریقہ کیا ہے۔ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا ذکر کرتے وقت اعضا سے حرکت کرے تو غیر شخص اس ذکر سے واقف ہو جاتا ہے اور اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم حدیث: ''شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے''۔ شیطان ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ استاد نے فرمایا کہ یہ علم لدنی ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو اہل اللہ میں سے کوئی تمہیں مل جائے گا اور بتا دے گا۔ اس کے بعد خواجہ عبدالخالق اولیاء اللہ کی تلاش میں رہے۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ بعد دریافت حال حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خضر ہوں میں نے تم کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ میں تمہیں ایک سبق بتاتا ہوں اُسے ہمیشہ دہراتے رہنا۔ تم پر اسرار کھل جائیں گے۔ پھر وقوف عددی (نفی و اثبات کے ذکر میں عدد طاقت کی رعایت رکھنا بلحاظ اس کے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ ذکر قلبی میں اس نوعیت کی رعایت رکھنا بلحاظ اس کے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ ذکر قلبی میں اس نوعیت کی رعایت عددی تفرقہ کے دور کرنے اور جمعیت خاطر کے پیدا کرنے میں خاص طور پر مؤثر ہے) کی تعلیم دی اور فرمایا کہ حوض میں اترو اور غوطہ لگاؤ اور دل سے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کہو۔ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور اس ورد میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ بہت سے اسرار کھل گئے۔ بعد ازاں حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں تشریف لائے جب تک ان کا قیام بخارا میں رہا آپ ان کی صحبت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ سیدنا خضر علیہ السلام آپ کے پیر سبق ہیں اور خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت وخرقہ

خرقہ۔ اگرچہ خواجہ یوسف اور ان کے مشائخ ذکر بالجہر کیا کرتے تھے لیکن چونکہ خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کو ذکر خفی کی تلقین حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے تھی اس لئے خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ردوبدل نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جس طرح تم کو تلقین ہوئی ہے کئے جاؤ۔

خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تحریرات میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے مجھے خواجہ یوسف کے سپرد کیا تو اس وقت میری عمر بائیس سال کی تھی۔ ایک مدت کے بعد خواجہ یوسف خراسان میں آ گئے۔ حضرت خواجہ ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ آپ اپنے حالات پوشیدہ رکھا کرتے تھے۔ ملک شام میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور وہاں خانقاہ وآستانہ بن گیا تھا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از علامہ نور بخش توکلی)

شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ شیخ صدرالدین کے بیٹے اور حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور منظور نظر تھے۔ شیخ رکن الدین کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ اپنے جدِ امجد شیخ الاسلام خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دستار اپنے سر پر رکھ لی۔ شیخ صدر الدین نے منع کیا کہ یہ بے ادبی ہے۔ لیکن خواجہ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "بابا صدر الدین کو منع مت کرو کیونکہ اس نے اپنا حق سر پر رکھا ہے۔ میں نے یہ دستار اسے دے دی"۔ شیخ رکن الدین کے خلیفہ شیخ عثمان سیاح رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا مزار دہلی میں ہے۔ شیخ عثمان سخت پریشانی کی حالت میں شام سے دہلی آئے اور شیخ رکن الدین کو دیکھتے ہی ان کے قدموں پر سر رکھ دیا اور [illegible] اپنے شیخ کے ساتھ ملتان چلے گئے۔ شیخ سے

رخصت ہو کر آپ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے جب کعبہ پہنچے تو گرم وقت میں طواف کرنے لگے لیکن حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ پر اپنی آستین سے سایہ کر دیا اور ساتھ ساتھ طواف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ لیکن آپ وہاں سے جلدی چلے گئے ورنہ خلقت میں فتنہ برپا ہو جاتا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے اپنا لباس ان کو پہنایا اور اپنی دستار اُن کے سر پر رکھی اور چند دن کے بعد دہلی کی طرف رخصت کر دیا اور یہ کہا کہ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی میں ہیں۔ وہاں رہو اور اکثر اوقات ان کی خدمت میں بسر کرنا اور جس جگہ وہ اشارہ کریں وہیں جا کر رہنا۔ جب دہلی پہنچو تو خواجہ صاحب کو میرا سلام کہنا۔ شیخ عثمان سیاح جب دہلی پہنچے تو سب سے پہلے سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا سلام عرض کیا۔ آپ نے اُٹھ کر وعلیکم السلام کہا۔

(مراۃ الاسرار)

حضرت ابو طاہر کرد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ مقتدائے اولیاء میں سے تھے اور اکثر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہتے تھے مولانا احمد جامی کو آپ سے بہت اُنس تھا۔ مولانا احمد آپ کی خدمت میں اکثر جایا کرتے تھے۔ احمد جامی فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے نفس نے زرد آلو طلب کئے۔ میں نے اس سے کہا پورا ایک سال روزہ رکھ تب تجھے زرد آلو کھلاؤں گا۔ چنانچہ پورا سال روزہ رکھنے کے بعد میں ایک درخت کے نزدیک گیا جو میرے والد سے ورثہ میں ملا تھا۔ میں نے کچھ زرد آلو درخت سے توڑے۔ چند دانے میں نے کھائے اور چند دانے اپنی جیب میں رکھ کر شیخ

ابوطاہر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا جو میرے پیر طریقت تھے۔ میں نے زرد آلو آپ کے سامنے رکھ دیئے۔ تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم میرے لیے صدقہ کے زرد آلو لائے ہو۔ میں نے عرض کیا نہیں یہ تو میں نے اپنے باپ کے درخت سے توڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا خوب تم مجھے جھٹلاتے ہو۔ میں ادب کی وجہ سے خاموش کھڑا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ یہ زرد آلو صدقے کے نہیں ہیں شیخ پر یہ بات کشف فرما دے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ بکری لا کر ذبح کرو اور شوربہ تیار کر کے لاؤ۔ جب یہ کھانا تیار ہو کر آیا تو میں نے روٹی تو کھا لی مگر گوشت اور شوربہ نہ کھایا۔ کیونکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ حلال نہیں ہے۔ شیخ ابوطاہر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تم شوربہ کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے عرض کیا مجھے صرف روٹی پسند ہے۔ شیخ نے فرمایا سچ بتاؤ وجہ کیا ہے۔ میں نے اپنے دل کا خیال بتا دیا (یعنی یہ گوشت حرام ہے) شیخ نے بیٹے کو بلا کر پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ بکریوں کا ریوڑ دور جا چکا تھا میں نے یہ گوشت فلاں قصاب سے لے لیا۔ قصاب کو بلا کر پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ یہ گوشت ایسی بکری کا تھا جو کوتوال نے ظلم سے لا کر مجھے دی اور کہا کہ اسے ذبح کرو، آدھی تم لو اور آدھی مجھے دو۔

شیخ ابوطاہر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر سر نیچے کر لیا۔ میں اٹھا اور پاس کے ایک حجرے میں جا کر رونا شروع کر دیا اور مناجات میں، میں یوں کہنے لگا کہ الٰہی میرے لیے تو نے کوئی موقع نہیں چھوڑا۔ ایک پیر تھا جس کی خدمت میں بیٹھ کر [illegible] میں بھی نہیں جا سکتا۔ تھوڑی دیر [illegible] دل میں مناجات کر رہا تھا کہ [illegible] اتنے میں حضرت سیدنا

خضر علیہ السلام آ گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوطاہر! احمد کی ملکیت والے زرد آلو کو تم نے صدقے کا مال سمجھ لیا ہے اور مشتبہ گوشت کو تم نے حلال قرار دے دیا۔ یہ باتیں تم نے کہاں سے سیکھی ہیں۔ احمد سے اس قسم کا سلوک نہ کرو کیونکہ وہ آپ کے ساتھ عجز و نیاز سے پیش آ رہا ہے۔ (مراۃ الاسرار)

حضرت اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ غوث الوقت اور یگانہ روزگار تھے اور حضرت شیخ علاؤ الحق والدین بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کو چودہ سلاسل سے خلافت حاصل تھی۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور علم لدنی کے دروازے آپ پر کشادہ تھے۔ چودہ سال کی عمر میں آپ اکثر علوم عقلی و نقلی سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ ایک رات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ ابھی آپ نے سلطنت کا کام کرنا ہے لیکن مجمل طریق پر اسم مبارک اللہ کے معانی کا ملاحظہ بلاواسطہ لسان (یعنی زبان کے بغیر) اپنے قلب پر کرتے رہو اور ہرگز اس کام سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ پس آپ دو سال تک اس کام میں مشغول رہے اور اس کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت کی زیارت ہوئی تو آپ کو اذکار اویسیہ تعلیم فرمائے اور آپ مزید سات سال اس کام میں لگے رہے۔

ایک دفعہ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں آپ شب بیدار تھے ستائیسویں شب کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی پھر زیارت ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اشرف سلطنت کے امور کے ساتھ اس کام کو سرانجام دینا مشکل ہے اگر دوست کا وصال چاہتے ہو تو اٹھو اور ہندوستان جاؤ کیونکہ تمہارا ہادی و مرشد شیخ علاؤ الحق وہاں ہے۔ یہ سنتے ہی انہوں نے سلطنت کو خیر باد کہا اور تخت اپنے بھائی سلطان

محمد کے سپرد کر کے اپنی والدہ سے رخصت طلب کی۔ آپ کی والدہ خدیجہ بیگم حضرت خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے تھیں۔ والدہ نے کہا اے میرے بیٹے! تمہارے وجود میں آنے سے پہلے حضرت خواجہ یسوی کی روحانیت نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ تیرے ہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے نور ولایت سے دنیا منور ہو گی۔ اب وہ وقت آ گیا ہے۔ مبارک ہو، اجازت ہے۔ آپ ملکِ سمنان سے رخصت ہوئے۔ سمرقند تک آپ کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ وہاں سب کو رخصت کر کے اکیلے اوچ شریف ضلع بہاول پور پہنچے اور کچھ عرصہ حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر نعمتِ بے کراں اور قطبی غوثی درجے کی بشارت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ دہلی پہنچ کر مشائخ چشت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں سے باہر تشریف لے گئے اور حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد آپ شیخ علاؤ الحق بنگالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ سمنان سے روانہ ہونے سے لے کر منزل مقصود پر پہنچنے تک حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے سترہ مرتبہ شیخ علاؤ الحق کو خبر کی اور بتایا کہ سمنان سے ایک شہباز پرواز کر چکا ہے اور تمام مشائخ وقت نے اپنے اپنے جال بچھا دیئے ہیں لیکن میں اُسے تمہارے پاس لا رہا ہوں۔ جب آپ دو کوس کے فاصلہ پر پہنچے تو شیخ علاؤ الحق اپنے اصحاب سمیت استقبال کے لئے باہر تشریف لائے۔ خانقاہ پہنچ کر حجرہ میں لے جا کر آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔

(مراۃ الاسرار)

[illegible] سے ملاقات:

[illegible] تھے جو حضرت شیخ

[illegible]

اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے۔ اگرچہ حضرت صفی الدین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے لیکن علم و ثقاہت اور کمالاتِ معنوی کے اعتبار سے ابو حنیفہ ثانی تھے۔ آپ کے کمالات کے مشاہدہ آپ کی تصانیف سے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ملک ہندوستان میں اگر کسی کو فنون غرائب اور فنون عجائب سے مزین دیکھا جائے تو وہ برادرم شیخ صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک رات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ کی ایک کتاب کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے بہت اوراق سیاہ کئے ہیں اب اوراق کو سفید کرنے کا وقت آ گیا ہے اور صحیفۂ دل کو انوارِ جاوید سے روشن کرو۔ اس بات نے آپ کے دل میں گھر کر لیا اور ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار ہو کر بیعت کی درخواست کی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ ایک جوان مرد کہ جس کے انورِ ولایت اور آثار ہدایت سے سارا جہاں پُر ہے آج کل تمہارے اسی قصبہ میں آنے والا ہے۔ چنانچہ چند دنوں بعد حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ردولی میں تشریف لائے اور جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ جو اس سعادت کے منتظر تھے حاضرِ خدمت ہوئے۔ ان کو دیکھ کر سمنانی صاحب نے فرمایا برادرم صفی الدین تم صفائے قلب لائے ہو۔ آپ آؤ اور نعمت حاصل کرو۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کو اپنے قرب سے سرفراز کرے تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ذریعہ اس کو اشارہ کر دیتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ان کے متعلق اعتقاد اور بھی زیادہ قوی ہوا اور اسی وقت مرید ہو گئے۔ حضرت شیخ نے ان کی تکمیل و تربیت کے لئے چالیس دن وہاں قیام فرمایا۔ سلوک

الی اللہ کے حقائق و معارف سے آگاہ کیا اور آخر خرقہ خلافت سے مشرف فرما کر ردولی شریف میں مسند رشد و ارشاد (خلافت) پر بٹھا کر اودھ تشریف لے گئے۔

(اقتباس الانوار)

حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابر اولیاء اللہ اور واصلان صاحب اسرار میں ہوتا ہے۔ آپ کی نسبت اویسی تھی کیونکہ آپ کی تربیت باطنی طور پر حضرت شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ کی روحانیت سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد ظاہری طور پر آپ نے حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق قدس سرہٗ سے بیعت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔

ایک دفعہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں قیام پذیر تھے اس زمانے میں شیخ عبدالستار سہارنپوری بھی حضرت اقدس کی خدمت میں مقیم تھے اور خادم خاص اور محرم راز تھے۔ شیخ عبدالستار کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ ایک دن شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں مشغول بحق اور ذات میں مستغرق تھے اور شیخ عبدالستار دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت اچانک حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور شیخ عبدالستار سے کہا کہ اپنے شیخ کو میرا سلام کہو۔ انہوں نے اندر جا کر سلام عرض کیا۔ شیخ عبدالقدوس اس وقت بحق میں مستغرق تھے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی پرواہ نہ کی اور نہ ہی جواب دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام واپس چلے گئے اور یہ [illegible] حجرے سے باہر تشریف لائے تو شیخ عبدالستار [illegible] ملاقات کے لئے آیا تھا مگر

آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ تھا اس لئے واپس چلا گیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو میری ملاقات کا وعدہ تھا شاید وہی آئے ہوں۔ یہ سن کر شیخ عبدالستار نے کہا کہ ''حضرت سیدنا خضر علیہ السلام آئے تھے مگر افسوس ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت قطب العالم نے فرمایا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام چلے گئے تو پھر آ جائیں گے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام دوبارہ پہنچ گئے اور حضرت اقدس ان کے استقبال کے لئے دوڑے۔ اور شرف ملاقات حاصل کی۔ کافی دیر تک محرمانہ صحبت کے بعد حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے دوست شیخ عبدالستار کو آپ سے ملاقات کی بہت خواہش تھی۔ چنانچہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان کی طرف توجہ فرمائی۔ جس کے بعد گاہے گاہے ان کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی ملاقات نصیب ہو جاتی تھی۔ (اقتباس الانوار)

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

روایت ہے کہ ایک دفعہ مولانا روم ابتدائے جوانی میں ایک روز منبر پر بیٹھے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کا قصہ بیان کر رہے تھے۔ اور مخزالابرار حضرت شمس الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک گوشہ میں بیٹھ کر سن رہے تھے۔ اسی حالت میں شمس الدین نے دیکھا کہ ایک عجیب وضع قطع کا شخص دوسرے گوشہ میں بیٹھا ہوا مولانا کے بیان کی تائید میں سر ہلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں صحیح ہے۔ اچھا بیان کر رہے ہو۔ گویا کہ وہاں تیسرے تم (مولانا) ہی تھے۔ شمس الدین کو خیال گزرا کہ غالباً یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہی ہیں۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے قریب ہو گئے اور ان کا دامن پکڑ کر اصرار

چاہی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہم سب مولانا سے امداد کے طلبگار ہیں بلکہ کل ابدال، اوتاد، افراد اور اقطاب کاملین کے سلطان مولانا ہی ہیں۔ لہٰذا جو کچھ تمہیں مطلوب ہو ان سے حاصل کرو۔ یہ کہہ کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام وہاں سے غائب ہو گئے۔ شمس الدین کہتے ہیں جب میں مولانا سے مصافحہ کرنے آگے بڑھا تو مولانا نے فرمایا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام بھی تو ہمارے عاشقوں میں سے ہیں۔ یہ سن کر شمس الدین کے قدموں میں گر گئے اور مولانا کے مرید ہو گئے۔ (مناقب رومی)

یہ روایت بھی ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہمیشہ مولانا روم کی صحبت میں آتے رہتے تھے اور حقائق اور رموز خداوندی مولانا سے دریافت کرتے تھے۔ ایک دن مولانا نے دیکھا کہ ان کے فرزند سلطان ولد بار بار پگڑی باندھتے ہیں اور پھر اتار دیتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اے سلطان والد! پگڑی صرف ایک ہی بار باندھا کرو دوبارہ نہ کھولا کرو۔ اس لئے کہ ایک مرتبہ میں نے ایسا کیا تھا تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے میری صحبت ترک کر دی تھی۔ پھر مدتوں بعد ان کی صحبت میسر آئی۔ اس دن سے سلطان ولد نے اپنے ہاتھ سے پگڑی باندھنا چھوڑ دیا۔ خدام باندھ دیتے تھے اور وہ سر پر رکھ لیتے تھے۔

یہ بھی منقول ہے کہ ابتدائے جوانی میں جب کہ مولانا روم دمشق کے مدرسہ مقدمیہ اور بعض اقوال کے مطابق مدرسہ برانیہ میں تحصیل علوم شرعیہ میں مشغول تھے تو اکثر اہل نظر نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو مولانا کے حجرہ میں آتے جاتے دیکھا۔

[illegible] مولانا شمس الدین تبریزی [illegible] اور مولانا نے اپنے مدرسہ کے

دروازے پر اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک کتبہ لگا رکھا تھا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے معشوق کا مقام و مرتبہ ایسے قابل فخر پوشیدہ حال لوگوں جیسا تھا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور حضرت شمس الدین بھی اپنے مقام کی خبر نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ ذاتِ کبریا نے حضرت شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت حق میں چھپا رکھا تھا۔ (مناقب رومی)

حضرت محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

بچپن میں آپ نے دو طلباء کو غیر ملک میں حصول تعلیم کے لئے آمادہ کیا وہ تو تعلیم کے لئے چلے گئے مگر خود اپنی والدہ کی کبر سنی کی وجہ سے نہ جا سکے۔ مگر آپ اس قدر غمگین ہوئے کہ قبرستان میں جا کر محض اس خیال سے گریہ وزاری کرتے کہ جب میرے یہ دونوں ساتھی حصول علم کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے ندامت ہوا کرے گی۔ لیکن ایک دن حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آ کر ان سے فرمایا کہ آپ روزانہ اس جگہ آ کر مجھ سے تعلیم حاصل کر لیا کرو پھر انشاء اللہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہو گے۔ اس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے تعلیم حاصل کر کے بہت بلند مقام حاصل کیا اور جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ میرے استاد حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحب مرتبت استاد مجھے صرف والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔

حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہر ہفتہ ملاقات کی غرض سے جناب حکیم ترمذی صاحب کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ ان سے علمی بحثیں کیا کرتے تھے۔ یہ بھی آپ سے منقول ہے کہ حکیم [illegible]

صاحب نے اپنی ایک تصنیف کے چند اوراق دے کر مجھے حکم دیا کہ ان کو دریائے جیحون میں ڈال دو لیکن جب میری نظر ان اوراق پر پڑی تو ان میں مکمل حقائق کا اقتباس درج تھا۔ چنانچہ میں نے ان اوراق کو اپنے گھر رکھ لیا اور آپ سے جب یہ بہانہ کیا کہ میں دریا میں ڈال آیا ہوں تو آپ نے فرمایا تمہارا گھر دریا تو نہیں جاؤ ان کاغذوں کو دریا میں ڈال آؤ۔ چنانچہ میں اسی وقت گیا اور اوراق کو دریا میں پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک صندوق جس کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا نمودار ہوا اور یہ اوراق اس میں داخل ہو گئے تو ڈھکنا خود بخود بند ہوا اور صندوق غائب ہو گیا۔ جب یہ واقعہ میں نے آپ سے بیان کیا تو فرمایا کہ میری یہ تصنیف حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے طلب کی تھی اور وہ صندوق ایک مچھلی لے کر آئی تھی جو پھر ان تک پہنچا دے گی۔ اس کے بعد ایک مرتبہ آپ نے اپنی تمام تصانیف دریا میں ڈال دیں لیکن حضرت سیدنا خضر علیہ السلام پھر ان کو آپ کے پاس واپس لے آئے اور فرمایا کہ آپ اپنی تصانیف ہی میں مشغول رہا کریں۔

منقول ہے ابتدائی زندگی میں عرصہ دراز تک آپ کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے نیاز حاصل کرنے کی تمنا رہتی تھی لیکن شرف نیاز حاصل نہ ہو سکا۔ آخرکار ایک دن نہ جانے کس بات پر آپ کی کنیز نے پانی سے بھرا طشت آپ کے اوپر ڈال دیا لیکن آپ کو قطعاً غصہ نہیں آیا۔ اسی وقت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے ضبط و تحمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تیری تمنا پوری ہو جائے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

[illegible]

[illegible] تجرید و تفرید اور

آداب میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ حضرت محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے شوق دیدار میں روزانہ جنگل میں پہنچ جاتے اور آمد و رفت کے دوران قرآن تلاوت کرتے رہتے۔ چنانچہ جب آپ ایک مرتبہ جنگل کی جانب چلے تو ایک اور صاحب بھی آپ کے ہمراہ ہو گئے اور دونوں راستہ بھر گفتگو کرتے رہے لیکن واپسی کے بعد ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں جن سے ملاقات کے لئے تم بے چین تھے مگر آج تم نے میری معیت کی وجہ سے تلاوت ملتوی کر دی اور جب صحبتِ خضر علیہ السلام تمہیں خدا سے فراموش کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیت ذکرِ الٰہی سے کیوں دور نہ کر دے گی۔ لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام غائب ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

حضرت ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے۔ ابو سعید کے بارے میں مشہور تھا کہ انہوں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں متعدد بار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء کرام کی بھی زیارت کی کیونکہ سردار اپنے غلاموں کو مشرف کرتے رہتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح زمین و آسمان میں اس طرح سیر کرتی رہتی ہیں جس طرح افق میں ہوا چلتی رہتی ہے۔

حضرت ابو سعید نے خود یہ بیان کیا کہ میں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ملائکہ کو دیکھا کہ وہ گروہ در گروہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور رجال الغیب کو دیکھا جو آپ کی مجلس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے

کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ میں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے حضرت شیخ کے مراتب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ”جو شخص دین و دنیا اور آخرت کی فلاح چاہتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضری کو لازم کرے“۔ (قلائد الجواهر)

شیخ الاسلام حضرت خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میرے والد ابو منصور محمد بن علی الانصاری رحمۃ اللہ علیہ بلخ میں خواجہ شریف حمزہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عورت نے خواجہ شریف سے کہا کہ ابو منصور سے کہیں کہ مجھ سے عقد نکاح کر لیں لیکن میرے والد نے فرمایا کہ میں ہرگز شادی نہیں کروں گا۔ خواجہ شریف چونکہ میرے والد کے پیر و مرشد تھے انہوں نے فرمایا آخر تو شادی کرے گا اور تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا اور ایسا لڑکا کہ جس کا وصف بیان سے باہر ہے۔ اس کے بعد میرے والد ہرات آئے نکاح کیا اور میری پیدائش ہوئی۔ اس وقت خواجہ شریف رحمۃ اللہ علیہ بلخ میں تھے۔ انہوں نے وہاں لوگوں کو بتایا میرے ابو منصور کے ہاں ایک باکمال لڑکا پیدا ہوا ہے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میں قندز میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ میری ولادت جمعہ کے دن غروب آفتاب کے وقت بتاریخ دو شعبان ۳۹۶ ہجری میں واقع ہوئی۔ صاحب نفحات مولانا جامی لکھتے ہیں کہ بانوی عالیہ ایک شان و شوکت والی خاتون تھی۔ پوشنگ میں جب شیخ الاسلام متولد ہوئے تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان سے کہا کہ تم نے ہرات میں اس لڑکے کو دیکھا ہے کہ جس کے نور سے مشرق سے مغرب تک جہان منور ہو جائے گا۔ بانوی عالیہ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے شہر میں ایک

لڑکا ہے جس کی عمر سترہ سال کی ہے نہ اس کے والد کو معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے نہ وہ خود جانتا ہے۔ آگے چل کر یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ سارے جہان میں اس سے بہتر کوئی نہ ہوگا۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میری عمر چار سال کی ہوئی تو مجھے مکتب لے گئے۔ جب نو سال کا ہوا تو املا لکھنی اور شعر کہنے شروع کئے۔ نیز مجھے عربی زبان کے چھ ہزار شعر یاد ہو گئے اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت کے سترہ ہزار اشعار مجھے یاد ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ حافظہ عطا فرمایا ہے کہ جو کچھ ایک دفعہ میری قلم سے گزر جاتا ہے یاد ہو جاتا ہے اور مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین ہزار احادیث ہزار ہزار اسناد کے ساتھ یاد ہیں۔ (مراۃ الاسرار)

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک عرصہ تک شیخ ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پاک کے مجاور رہے آپ کو بہت سے مشائخ کبار کی صحبت ہے۔ نقل ہے کہ شیخ سعدی حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے نیشاپور گئے لیکن انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شیخ سعدی نے کسی حاکم کی شان میں قصیدہ لکھا تھا اور سفر کے دوران اس کی ملازمت اختیار کی تھی۔ آپ چھ ماہ تک ان کے دروازے پر بیٹھے رہے کہ جب تک زیارت نہ ہوگی، واپس نہیں جاؤں گا۔ بالآخر چھ ماہ بعد حاضر ہونے کی اجازت ہوئی۔ شیخ سعدی نے چاہا کہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کرے لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ کو آستین کا وہ حصہ یہ کہہ کر کاٹ دیا کہ اس کے باطن کا اسی قدر حصہ بادشاہوں سے زنگ آلودہ ہو چکا تھا۔ اس لئے کاٹ ڈالا ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے مدت تک (غالباً چھ سال تک) بیت المقدس اور شام میں سقہ کا کام یعنی مشکیزہ کاندھے پر ڈال کر لوگوں کو چھ سال تک پانی پلاتے رہے۔ (یہ ان کے مجاہدات و ریاضات کا حصہ تھا) حتیٰ کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آ کر آپ کو آبِ زلال (شفاف پانی) سے سیراب کیا۔ یہ سب مقبولیت اسی وجہ سے تھی۔ (مراۃ الاسرار)

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن، آپ کی کنیت ابونصر ہے آپ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کئی سال پہلے انتقال کیا۔ لوگ آپ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ محترم اور بزرگ سمجھتے تھے۔ جب واثق کے دور میں خلق قرآن کا فتنہ دوبارہ جاگا اس وقت آپ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ آپ اس فتنہ خلق قرآن پر سخت افسوس کا اظہار کیا کرتے۔

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں اپنے گھر داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو پایا۔ میں نے اس سے کہا تو کون ہے اور میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں کیوں داخل ہوا ہے۔ اس نے جواب دیا میں تمہارا بھائی خضر (علیہ السلام) ہوں۔ میں نے عرض کیا میرے حق میں دعا کریں۔ انہوں نے کہا خدا اپنی اطاعت تمہارے لئے آسان کر دے۔ میں نے دوبارہ کہا کہ میرے لئے اور دعا کریں۔ انہوں نے کہا خدا اس اطاعت گزاری پر بھی پردہ ڈال دے۔

(نفحات الانس، رسالہ قشیریہ)

حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

[illegible] سے روایت ہے کہ حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو

گئے تو ہم آپ کا قارورہ ایک عیسائی طبیب کے پاس لے چلے۔ جب ہم حیرہ اور کوفہ کے درمیان پہنچے تو ہمیں خوبصورت چہرے والا، نفیس مہک والا اور صاف ستھرے کپڑوں والا ایک شخص ملا۔ وہ پوچھنے لگا کہاں کا ارادہ ہے۔ ہم نے جواب دیا فلاں طبیب کے پاس ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ لے کر جا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ بولا سبحان اللہ! اللہ کے ولی کے لئے اللہ کے دشمن سے مدد لینے جا رہے ہو۔ یہ بوتل (قارورہ والی) زمین پر دے مارو اور ابن سماک کے پاس واپس جاؤ اور انہیں یہ کہو کہ اپنا ہاتھ مقام درد پر رکھ یہ پڑھے:۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ○

ترجمہ: حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے نازل کیا اور حق کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا۔

یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا پھر ہم اسے دیکھ نہ سکے۔ ہم حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہیں سارا واقعہ سنایا۔ انہوں نے درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر اس آدمی کا بتلایا ہوا کلام پڑھا۔ بس پڑھنے کی دیر تھی کہ شفا ہو گئی۔ پھر حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ وہ آدمی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے۔ (جامع کرامات اولیاء ج ۱)

حضرت سید شاہ محمد عبدالحی چاٹگامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ نے خود فرمایا کہ مجھے بعالم خواب حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ انسانی محنت اللہ تعالیٰ کے علم کو ختم نہیں کر سکتی۔ اس قدر محنت میں کیا آپ اپنے تئیں ہلاک کر دیں گے۔ اچھا آپ منہ کھولئے! میں نے منہ کھول دیا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن مبارک میرے منہ میں ڈالا جس سے ایک حلاوت اور لذت مجھے حاصل ہوئی۔ پھر

یکا یک میں خواب سے بیدار ہوا۔ اس وقت مجھ پر عجیب حالت طاری تھی۔

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے آپ کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا تو اس کے بعد آپ کا مبلغ علم کچھ اور ہی ہو گیا۔ مضامین علمیہ کی مشکلیں اور دشواریاں آسان ہونے لگیں۔ فنون علمیہ کی مشکل کتابیں اور مسائل نہایت آسان ہو گئے آپ کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ کسی کتاب کو ایک دفعہ دیکھ لینے پر اس کا مضمون سات برس تک آپ کے حافظہ میں بالکل محفوظ رہ جاتا آخری زمانہ میں آپ کی یہ حالت تھی کہ کسی کتاب کو نظر اٹھا کر دیکھتے نہ تھے۔ الماریاں بھری رہتی تھیں۔ اہل علم مشکلات علمی حل کرانے حاضر ہوتے تو بیٹھے بیٹھے یہ فرما دیا کرتے کہ فلاں کتاب لے آؤ اور فلاں مقام پر فلاں صفحہ سے پڑھو۔

(سیرت فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبدالحی چانگامی)

حضرت احمد کھٹو گجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ حضرت بابا اسحاق مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید، شاگرد، خلیفہ اور جانشین تھے اور بلند پایہ کے بزرگ تھے اور "فقر ایک خزانہ ہے اللہ کے خزانوں میں سے" کے مصداق شاہانہ تصرفات عمل میں لاتے تھے بابا اسحاق کے وصال کے تین دن بعد آپ چلہ میں بیٹھ گئے اور چالیس دنوں میں چار دانے کھجور کے کھائے۔ چند روز بعد سفر پر روانہ ہو گئے۔ حرمین شریفین کی زیارت کے بعد ہندوستان آ کر دہلی میں سکونت اختیار کی۔ جب ۸۰۱ ہجری میں امیر تیمور نے دہلی پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا تو کچھ لوگ گرفتار ہوئے اور قید میں ڈال دیئے گئے ان میں شیخ احمد بھی [illegible] قیدی بھوکے مرنے لگے۔ شیخ احمد جس [illegible] تھے۔ شیخ احمد عالم غیب سے روزانہ

ایک ایک روٹی حاصل کر کے ہر ایک قیدی کو دیتے رہے۔ جب لوگوں نے آپ کی اس کرامت کا تذکرہ امیر تیمور سے کیا تو اس نے آپ کو اور چالیس ساتھی قیدیوں کو طلب کیا۔ آپ سے معذرت کی اور سب کو رہا کر دیا۔

شیخ احمد وہاں سے سمرقند گئے پھر آپ نے خراسان جا کر مشائخ کی زیارت کی اور چند روز بعد گجرات واپس آ گئے۔ نواب مظفر خان جو سلطان محمود کی جانب سے وہاں کا حاکم مقرر ہوا ان کی رحلت کے بعد وہاں کا بادشاہ بن گیا وہ شیخ احمد سے بہت اعتقاد رکھتا تھا۔ سلطان مظفر کی وفات کے بعد اس کا پوتا سلطان احمد تخت نشین ہوا۔ وہ بھی حضرت شیخ احمد سے بڑی نیازمندی سے پیش آتا اور پھر ان کا مرید ہو گیا۔ ایک دن سلطان احمد نے اپنے شیخ احمد سے عرض کیا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ نے فرمایا اچھا ہم حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کہیں گے دیکھیں کیا جواب دیتے ہیں۔ جب حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا گیا کہ سلطان احمد آپ کی زیارت کا شوق رکھتے ہیں ان سے ملاقات کیجئے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا بادشاہ سے کہہ دیں کہ ریاضت کریں اس کے بعد آپ کے حجرہ میں اس سے ملاقات کروں گا۔ سلطان احمد نے چلہ کیا۔ شیخ احمد حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے فرمایا ایک چلہ اور کرے تا کہ ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہو جائے۔ بادشاہ نے دوسرا اور پھر حکم کی تعمیل میں تیسرا چلہ بھی کیا۔ اس کے بعد سلطان احمد جمعہ کی نماز کے بعد شیخ احمد کے حجرہ میں حاضر ہوئے تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ بہت سی باتوں کے بعد سلطان نے عرض کیا کہ عجائبات عالم میں سے کچھ دکھائیں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ دریائے سابرمتی کے کنارے جہاں اب صحرا ہے ایک شہر [illegible] آباد

تھا جسے آبادان باد کہتے تھے۔ اس شہر کے لوگ بہت خوشحال تھے۔ ایک دن مجھے بھوک لگ رہی تھی میں (خضر علیہ السلام) نے کچھ رقم حلوائی کو دے کر کہا کہ حلوہ دو۔ اس نے کہا آپ درویش معلوم ہوتے ہیں میں آپ سے کچھ نہیں لیتا آپ جس قدر حلوہ چاہیں اٹھالیں۔

اسی طرح دوسری مرتبہ بھی اس نے رقم لینے سے انکار کر دیا اور حلوہ مفت دے دیا۔ غرضیکہ اس شہر میں اس قدر صاحب ثروت اور باہمت لوگ بستے تھے۔ چند صدیوں کے بعد جب میرا وہاں سے گزر ہوا تو وہاں نہ شہر تھا نہ شہر کے لوگ۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی دیکھا جس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے کہا میں نے صرف یہی سنا ہے کہ یہاں ایک شہر آباد تھا۔ جس کا نام آبادان باد تھا۔ تو یہ ہے دنیائے دوں کا مال۔ سلطان احمد نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کہا اگر آپ حکم دیں تو میں وہاں از سر نو ایک شہر آباد کردوں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے اجازت تو دے دی مگر کہا شرط یہ ہے کہ سب سے پہلے ایسے چار آدمی پیدا کرو جن کا نام احمد ہو اور جن سے عصر کی سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی ہوں۔ اس کے بعد ان چار آدمیوں کی اتفاق رائے سے شہر آباد کرو۔ اور اس کا نام احمد آباد رکھو۔ ولایت گجرات میں صرف دو آدمی ایسے دستیاب ہو سکے۔ ایک قاضی احمد دوسرے ملک احمد لیکن دو اور نہیں ملتے تھے۔ اس وقت شیخ احمد کھٹو نے فرمایا کہ ایک میں ہوں۔ اس کے بعد سلطان احمد نے کہا چوتھا میں ہوں مجھ سے عصر کی سنتیں کبھی قضا نہیں ہوئیں۔ لہذا چاروں احمد اکٹھے ہوئے اور دریائے سابرمتی کے کنارے جا کر جس جگہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے نشاندہی کی [illegible] آباد کی بنیاد رکھی گئی اور تین سو ساٹھ محلے تیار [illegible]

(مرآۃ الاسرار)

حضرت ابو محمد بن کیش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

شیخ کی اکثر اوقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

ان کے ایک مال دار دوست نے ان سے ایک دن کہا یا اخی! میرے لئے تم سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ شیخ نے فرمایا مسئلہ کیا درپیش ہے کہنے لگا تم ایک دن میری ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کروا دو اور تم حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے سوال کرو کہ وہ میرے لئے ظاہر ہو جائیں یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ لوں۔ شیخ نے فرمایا کہ میں ان سے کہہ دوں گا آپ سے ملاقات کریں۔ چنانچہ آپ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کہا کہ میرے فلاں دوست آپ کی ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ تمہارا دوست نہیں چاہتا کہ مجھے دیکھے۔ شیخ نے کہا سبحان اللہ! اس نے تو مجھ سے ایسا ہی کہا ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس سے کہہ دو کہ میں بروز جمعہ اس کی ملاقات کے لئے آؤں گا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو اس نے جلدی سے گیہوں کا گٹھا کھولا اور جمعہ کے وقت تک اس میں سے فقرا کو تقسیم کرتا رہا یہ شکریہ کے طور پر تھا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے اس کی درخواست قبول فرمائی ہے۔ پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ وضو کیا اور مصلیٰ پر بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے لگے اور وعدے کے منتظر رہے۔ اتنے میں ایک شخص نے دروازے پر دستک دی۔ اس نے لونڈی سے کہا دیکھو دروازے پر کون آیا ہے۔ وہ نکلی تو دیکھا کہ ایک آدمی پھٹے پرانے کپڑے پہنے کھڑا ہے۔ اس شخص نے لونڈی سے کہا کہ تم اپنے مالک سے کہہ دو کہ ایک شخص تم سے ملنا چاہتا ہے۔ لونڈی نے جب اندر خبر کی تو مالک نے پوچھا وہ آنے والا شخص کیسا ہے۔ اس نے بتایا کہ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ایک مسکین سا آدمی ہے۔ اس نے سنا ہوگا کہ گندم تقسیم ہوئی ہے۔ وہ بھی گندم مانگنے آیا ہوگا مالک نے سن کر کہا کہ

اس سے کہہ دو کہ نماز کے بعد آنا۔ لونڈی نے یہ بات اس سے کہہ دی اور وہ چلا گیا۔ نماز کے بعد اس شخص کی ملاقات ابن کیش رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو اس نے کہا کہ میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے انتظار میں بیٹھا رہا لیکن آج ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ابن کیش نے کہا اے قلیل التوفیق! حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تو وہی تھے جن کی طرف لونڈی کو بھیجا تھا یہ کہہ کر کہ ان سے کہہ دو نماز کے بعد آنا۔ ابن کیش نے ان سے کہا کہ تم چاہتے ہو کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو دیکھوں اور تمہارے دروازے پر حجاب ہو۔ انہوں نے کہا جتنی لونڈیاں میرے پاس ہیں وہ سب لوجہ اللہ آزاد ہیں۔ اس کے بعد اس کی یہ کیفیت ہو گئی کہ جب کوئی دروازہ کھٹکتا تو یہ خود اس کی طرف نکلتے تھے۔ (روض الریاحین فی حکایات الصالحین)

حضرت میر سید امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

میر سید امیر بن سید نظام الدین کا شمار کاملین اولیاء اللہ میں ہوا ہے۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد میر سید علاؤ الدین جاوری کی خدمت میں جا کر مرید ہو گئے اور میر سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اکمل خلفاء میں سے تھے۔ میر سید امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات ان کی تصانیف سے ظاہر ہیں۔

اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں کہ علوی فقیر محمد امیر ماہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات طالبانِ عشق کے مراتب میں بر سنن طریق الوصل سلطان فیروز شاہ کے عہد حکومت میں جمع کیے اور اس رسالہ کا نام "رسالۃ المطلوب فی عشق المحبوب" رکھا۔ اس رسالہ میں لکھتے ہیں اے عزیز حضرت آدم علیہ السلام کو سلطانِ عشق نے اس ذلّت میں دکھایا جب وہ جنت سے باہر نکالے گئے اور دنیا میں آلام و رنج میں پھنسے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو سلطانِ عشق نے طوفان کے اندر کشتی میں دکھایا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

آگ میں پھینکتے وقت، حضرت یعقوب علیہ السلام جب ان سے حضرت یوسف علیہ السلام جدا ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب وہ بازار مصر میں سترہ درہم میں فروخت ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت جب وہ مصر سے باہر نکلے اور فرعون ان کے پیچھے دوڑا آرہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ان کی انگوٹھی گرگئی اور ان کے مالک سے باہر جا پڑی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب ان کے سر پر آرا چلایا گیا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روز سلطان عشق نے منہ دکھایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت حسین بن منصور حلاج کو اس روز جب انہیں تختہ دار پر چڑھایا گیا۔ حضرت عین القضاۃ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت جب بوریا میں لپیٹ کر آگ میں پھینکا گیا اور اس رسالہ کے جمع کرنے والے کو اس روز جب خطہ بھڑائچ پر حملہ ہوا۔

لکھتے ہیں کہ میں سپہ سالار سعد الدین مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کتاب فرحت العاشقین کے مطالعہ میں مشغول تھا۔ اسی وقت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ایک عالم کی صورت میں ہوا میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے فرزند ہوشیار ہو جاؤ کہ لشکر عشق دوڑا ہوا آرہا ہے''۔ اسی ہفتہ کے اندر کفار کے لشکر نے جمع ہو کر بھڑائچ پر حملہ کیا اور گھروں کو جلا دیا۔ خانقاہ میں بھی چند آدمی شہید ہو گئے اور اس فقیر کو بھی زدوکوب کیا۔ بلکہ عشق کی ضربیں منہ پر پڑیں جیسا کہ چاند کے منہ پر ہیں۔ اس وجہ سے وہاں سے ہجرت کر کے اودھ آگئے۔ آپ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت تک زندہ رہے۔ سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بھڑائچ کے سادات بہت مشہور ہیں ان میں سے سید ابو جعفر امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس درویش نے دیکھا تھا۔ سالار مسعود غازی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اور حضرت

خضر علیہ السلام کی صحبت میں سید ابوجعفر امیر ماہ اور یہ درویش (جہانگیر سمنانی) یکجا تھے۔ ہم حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے اکثر مشائخ کے حالات اور مقاماتِ مشخیت کے متعلق دریافت کرتے تھے۔ اس وقت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے ساتویں مرتبہ دانت از سرِ نو نکل آئے تھے۔ (مرۃ الاسرار)

حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

منقول ہے کہ شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو کر میزاب رحمت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک پُرسکون شخص بنی شیبہ دروازہ سے ان کے پاس آیا اور سلام وعلیک کر کے ان سے کہا کہ آپ مقام ابراہیم میں جا کر کیوں نہیں بیٹھتے۔ وہاں ایک جماعت حدیث نبوی سن رہی ہے اور ایک بوڑھا شخص بیان کر رہا ہے جس کی روایات صحیح اور اسناد سچی ہیں۔ حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ اسناد سے بیان کر رہا ہے اور میں اس کے استاد سے بیان سن رہا ہوں۔ اس شخص نے دریافت کیا کس سے سن رہے ہو؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا میرا قلب اللہ تعالیٰ سے براہ راست سن رہا ہے۔ اس شخص نے کہا اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ثبوت یہ ہے کہ تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو بڑی حیرت ہوئی کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے کل دوستوں کو جانتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی دوست موجود ہیں جن کو میں نہیں جانتا مگر وہ مجھے جانتے ہیں۔ (مناقب رومی)

حضرت احمد بن حسن معلم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

[illegible] آپ حضرت محمد حسن الحلی کے بھائی، مشہور سادات، عارف باللہ اور واصل باللہ [illegible] گزرے ہیں۔ آپ نے جب حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے

احوالِ عظیمہ کے متعلق سنا تو رب کریم کی بارگاہ اقدس میں التجا کی کہ میری ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کرائی جائے تا کہ میں ان کی خوشبو کی مہکوں سے اپنے مسام کو معطر کر لوں۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دوپہر کے وقت آپ ایک غار میں تشریف لائے تو وہاں انہیں ایک بدوی ملا جو دیر تک بیٹھا رہا مگر باتیں بہت کم کیں۔ آپ کو اس سے بہت اُنس ہوا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ کوئی عظیم المرتبت ہستی ہے۔ جب وہ اچانک غائب ہو گئے تو اس غار میں عجب سی مہک اُٹھی۔ اب انہیں یقین ہو گیا کہ یہی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں۔ اس کے فوراً بعد وادی کے لوگوں سے ان کے متعلق پوچھا۔ وہ بولے یہاں آپ کے سوا کوئی نہیں آیا نہ گیا ہے۔ اس کے بعد جب آپ اپنے مرشد حضرت عبدالرحمٰن سقاف رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور انہیں یہ ماجرا سنایا تو انہوں نے فرمایا وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہی تھے۔ اب ان سے ملاقات کی برکات آپ کو ملیں گی۔

(جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت احمد بن ابوالفتح حکمی مقری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ نزیل مکۃ المکرمہ تھے۔ آپ شیخ و امام ہیں۔ تصوف کی تعلیم بہت سے عظیم المرتبت اولیاء کرام اور علماء حق سے حاصل کی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ عالم بیداری میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے میری ان پانچ مشائخ کرام سے ملاقات کرائی۔ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی، شیخ احمد بن موسیٰ عجیل، شیخ اسماعیل بن محمد حضرمی، شیخ محمد بن ابوبکر حکمی اور شیخ محمد بن حسین (رحمہم اللہ)۔ یہ سب حضرات جناب خواجہ عواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی تھے۔ مجھے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا آگے بڑھیے اور اپنے مرشد اور دادا محمد بن ابوبکر حکمی سے پڑھیے۔ حضرت دادا نے

مجھے فرمایا میرے پاس آؤ۔ میں ان کی خدمت میں سامنے بیٹھ گیا۔ تو فرمایا پڑھو۔ میرے ہاتھ میں امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا "رسالہ قشیریہ" تھا۔ میں نے ایک ہی مجلس میں یہ ساری کتاب آپ کے سامنے پڑھ ڈالی۔ یہ آپ نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ آپ چودہ رجب ۱۰۴۴ ہجری کو مکہ مکرمہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے نکلے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر بیمار ہو گئے اور اسی سال ۲۹ رجب کو وصال ہوا بقیع میں دفن ہوئے۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت عزالدین السلمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ کے صاحبزادہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد نے ایک مرتبہ مجھ سے بیان فرمایا کہ میں اپنے ابتدائی دور میں ایک دن سونے اور جاگنے والے کی حالت کے درمیان تھا لیکن زیادہ جاگنے کی حالت تھی۔ اچانک ایک آواز سنائی دی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ تو ہم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور ہماری صفت اپنے اندر پیدا نہیں کرتا اور نہ ہمارے اخلاق اپناتا ہے۔ مجھ پر اسمائے حسنیٰ پیش کئے گئے اور کہا گیا میں رؤف رحیم ہوں۔ تو بھی رؤف و رحیم بن جا اور جس پر رحمت کر سکتا ہے اس پر کر۔ میں ستار ہوں تو بھی لوگوں کے لئے ستار بن۔ اپنے عیب کے اظہار اور اپنے گناہوں کے اعلان سے بچنے کی کوشش کر۔ کیونکہ عیبوں کا لوگوں سے تذکرہ کرتے پھرنا اللہ علام الغیوب کو ناراض کر دیتا ہے۔ میں حلیم ہوں۔ لہٰذا جو تجھے اذیت پہنچائے اس پر نرمی کر۔ میں لطیف ہوں اور ہر اس پر مہربانی و لطف کر جس کے ساتھ لطف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں بے شک اپنے بندوں پر لطیف ہوں۔ آپ حضرات اولیائے کرام کے گروہ کو [illegible] بتقاضائے کرام کے [illegible] پر لطف بنا کر تجھے [illegible] کی خبر (جن میں معاملات کا ذکر ہوا)

[illegible]

مجھے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے دی ہے۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ کا شمار اکابر صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ ہمیشہ فاقہ کشی کے عالم میں شب بیداری کرتے رہے اور یہ تمام چیزیں عہد طفولیت ہی سے آپ کے حصہ میں آئی تھیں۔ فرمایا میں نے خواب میں ابلیس سے پوچھا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ پریشان کون سی شئے ہے۔ اس نے کہا کہ بندے کا خدا کے ساتھ راز و نیاز۔ ایک مرتبہ میں نے ابلیس کو پکڑ کر پوچھا کہ جب تک تو خدا کی وحدانیت کے متعلق نہیں بتائے گا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے اس قدر تشریح کے ساتھ معارف وحدانیت بیان کئے کہ اس انداز میں کوئی عارف بھی بیان نہیں کر سکتا۔

فرمایا ایک بار میں حرم شریف میں طواف کعبہ میں مشغول تھا میں نے دو شخصوں کو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے دیکھا جو باہم کہہ رہے تھے کہ:

”یاحبی یانور روح سمع اذان قلبی یا کہا روح بصر عیون قلبی بحق الفعول علیك یا مروح الارواح“۔

میں ان دونوں حضرات کے درمیان کھڑا ہو گیا اور سلام کر کے کہا کہ میں نے آپ کی دعا سن لی ہے اور اس کے کلمات یاد کر لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ یہ تو بتایئے آپ لوگ ہیں کون؟ ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور یہ میرے بھائی حضرت الیاس علیہ السلام ہیں۔ اور فرمایا جب تم نے ان کلمات کو یاد کر ہی لیا ہے تو تمہیں کسی چیز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ مگر یاد رہے دنیا کی کسی [illegible] ہرگز نہ [illegible]

(تذکرۃ الاولیاء، روض الریاحین)

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس آئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ سفر میں آپ نے کیا کیا عجائبات مشاہدہ کیئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اے ابراہیم! تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری صحبت میں رہوں۔ میں نے کہا نہیں! انہوں نے پوچھا آخر کیوں؟ میں نے کہا خداوند قدوس غیور ہے، رشک کرنے والا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میرا دل تم میں نہ لگ جائے اور میں اپنے رب سے غافل ہو جاؤں حضرت شیخ الاسلام عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے چند باتیں (بطور نصیحت) کہی ہیں۔ وہ یہ کہ اگر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے تمہاری ملاقات ہو تو توبہ کرنا۔ اگر تم ایک رات میں اپنے ٹھکانے سے مکہ مکرمہ بھی پہنچ جاؤ تو اس سے توبہ کرنا یعنی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کنارہ کش رہنا۔ (نفحات الانس)

آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے جنگل میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو مرغ کی طرح اڑتے ہوئے دیکھ کر اس نیت سے اپنا سر جھکا لیا کہ کہیں میرے توکل میں فرق نہ آ جائے۔ اس عمل کے بعد حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے نیچے اتر کر مجھ سے فرمایا کہ اگر تم میری جانب دیکھ لیتے تو تم سے ملاقات کرنے سے رہ جاتا اور جس وقت میرے پاس تشریف لائے تو میں نے توکل کی خاطر [illegible] کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

[illegible]

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں میرا سلام عرض کرنا:

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دوران سفر شدت پیاس سے مغلوب بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آنکھ کھلی تو دیکھا ایک حسین وجمیل مردان کے چہرے پر پانی چھڑک رہا ہے۔ وہ ایک شاندار گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے انہیں پانی پلایا اور انہیں اپنے ہمراہ لے لیا۔ حضرت ابراہیم نے تھوڑی دیر کے بعد خود کو مدینہ طیبہ میں پایا۔ گھڑ سوار نے کہا اب تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہنا کہ آپ کے بھائی حضرت خضر (علیہ السلام) نے سلام عرض کیا ہے۔ (روض الریاحین)

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ عالم رویا میں یہ ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہہ دو کہ تم راندہ درگارہ ہو چکے ہو لیکن بیداری کے بعد یہ خواب بیان کرتے ہوئے ان سے مجھے ندامت ہوئی۔ لیکن دوسری شب پھر یہی خواب دیکھا اور تیسری شب مجھے تنبیہ کی گئی کہ اگر تم نے یہ خواب ان سے بیان نہ کیا تو تمہیں زندگی بھر کے لئے سزا میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جب خواب بیان کرنے کی نیت سے آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے حکم دیا کہ کوئی عمدہ سا شعر سناؤ۔ اور جب میں نے ایک شعر سنایا تو آپ اس قدر روئے کہ آنکھوں سے خون جاری ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ شاید اسی لئے لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں مردود بارگاہ ہوں قطعاً درست ہے۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا اور اسی ادھیڑ بن کیفیت میں جنگل کی طرف نکل گیا۔ جب وہاں پہنچا تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی کے گھائل ہیں اور ان کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے اور خدا کی راہ میں ایسا ہی مقام

حاصل بھی کرنا چاہیے کہ تنزل کے بعد بھی علیین میں رہیں کیونکہ وصولِ خداوندی کے بعد اگر بادشاہی نہیں وزارت تو مل ہی جاتی ہے۔ (تذکرۃ الاولیا)

حضرت عبدالوہاب المتقی القادری الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

آپ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کے بارے میں ایک مرتبہ ذکر کیا۔ فرمایا کہ میں بچپن کے زمانے میں اپنے والد محترم کے ہمراہ علاقہ مندو کے حادثات اور انقلاب میں کہیں گم ہو گیا اور ہم مارے مارے اس جنگل میں جا پہنچے جہاں کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہ تھی۔ میں بھوک کی وجہ سے رونے لگا تو والد صاحب نے کہا، تھوڑی دیر صبر کرو کھانا تیار ہے۔ لیکن ان باتوں سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوا جب رات ہوئی تو شیر و بھیڑیا کے خوف سے ہم نے درخت پر رات گزاری۔ صبح کو اُٹھ کر دیکھا تو اس درخت کے نیچے میٹھے پانی کا چشمہ پایا۔ ہم کو دیکھ کر وہیں ایک نورانی صورت بوڑھے نے اپنی بغل سے دو گرم روٹیاں نکال کر ہم کو دیں۔ اس درخت کے قریب ہی ہم کو ایک گاؤں کی آبادی کے اثرات بھی معلوم ہوئے۔ چنانچہ وہ روٹی کھا کر اور چشمے کا میٹھا پانی پی کر ہم آبادی کی جانب روانہ ہوئے۔ گاؤں میں پہنچ کر ہم بڑے خوش ہوئے۔ پھر اس آدمی اور چشمہ کو دوبارہ دیکھنے کے شوق میں ہم گاؤں سے اس درخت کے پاس جب پہنچے تو وہاں نہ وہ چشمہ موجود تھا اور نہ وہ بوڑھا شخص۔ ہم حیران و پریشان ہوئے اور آخرکار معلوم ہوا کہ وہ بوڑھا شخص دراصل حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے جو ہماری امداد کے لئے وہاں ظاہر ہوئے تھے۔ (اخبار الاخیار)

حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں میں صحرائے بنی اسرائیل میں

تھا کہ ایک آدمی میرے ساتھ اچانک چلنے لگ گیا۔ میں حیران ہوا یہ کون ہے۔ مجھے الہام ہوا کہ یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے حق کی قسم دیتا ہوں ارشاد فرمائیں آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا آپ کا بھائی حضرت خضر (علیہ السلام) ہوں۔ میں نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمانے لگے پوچھیے۔ میں نے کہا امام حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمانے لگے وہ اوتاد میں شامل ہیں۔ میں نے کہا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا وہ صدیق ہیں۔ پھر میں نے پوچھا حضرت بشر بن حارث حافی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا وہ اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑ گئے۔ آخر میں حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ پوچھتے ہیں کہ میں نے کس کے وسیلے سے آپ کے ساتھ ملاقات پائی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ تمہاری والدہ کی دعا کی برکت تھی۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت ابو البیان بنا بن محمد بن محفوظ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت بطائحی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو البیان اور حضرت رسلان (رحمہم اللہ) کو جامع مسجد دمشق میں اکٹھا دیکھا۔ میں نے رب کریم سے دعا کی کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکیں۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا۔ وہ عاروم میں جا پہنچے اور باتیں کرنے لگ گئے۔ اچانک ایک شخص پرندے کی طرح اُڑتا ہوا آیا اور بیٹھ گیا۔ مریدوں کی طرح ہم لوگ (تینوں حضرات) اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ وہ دونوں اس سے مختلف باتیں پوچھتے رہے۔ ایک سوال یہ تھا کہ کیا سطح زمین پر کوئی ایسا شہر بھی ہے جو آپ نے نہیں دیکھا؟ انہوں نے فرمایا ایسا کوئی شہر نہیں ہے۔ پھر پوچھا

کیا دمشق جیسا شہر آپ نے دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ایسا کوئی شہر نہیں ہے۔ وہ دوران گفتگو انہیں یا ابا العباس کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ میں سمجھ گیا یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت سید احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت سیدی احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مواہب محمدیہ، علوم دینیہ اور ظاہری دنیا میں حضور نبی کریم ﷺ کی معیت واجتماع سے نواز رکھا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ سے براہ راست سب کچھ حاصل کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بنفسِ نفیس آپ کو شاذلی طریقہ کے اوراد بتائے تھے۔ لہٰذا آپ نبی کریم ﷺ کے فیض یافتہ اویسی اور مرید خاص تھے۔ اور آپ کو سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو تمہاری طرف آئے گا میں اسے کسی اور کی ولایت اور کفالت میں نہیں دوں گا بلکہ خود اس کا والی وکفیل ہوں گا۔

حضرت احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں ظاہری وصوری طور پر حضور نبی کریم ﷺ سے ملا اور حضرت سیدنا خضر علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور سرور کونین ﷺ نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ مجھے سلسلہ شاذلیہ کے اذکار سکھائیں۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں مجھے اذکار تلقین فرمائے۔ پھر انہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے خضر علیہ السلام! انہیں وہ ذکر سکھائیں جو سب اذکار، درودوں اور استغفار کا جامع ہو اس کا ثواب افضل ہو، اور عدد زائد ہو۔ تب انہوں (خضر علیہ السلام) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون سا ذکر ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پڑھیے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ عَدَدَ مَا

وَسَعَهٗ عِلْمُ وَاللّٰهِ ○

ترجمہ: یہ کلمہ ہر لحہ اور ہر سانس میں اتنی تعداد میں ہو جتنا اللہ کریم کا علم وسیع ہے۔

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے یہ کلمہ پڑھا۔ پھر میں نے ہر دو حضرات کے بعد پڑھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے صلوٰۃ عظیم کا ورد شروع فرمایا اور آخر تک پڑھ کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو فرمایا آپ یہ پڑھیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمُ وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامَ ○

یہ استغفار کبیر ہے۔ اسے بھی سید کل امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پورا پڑھا۔ میں نے بھی ہر دو حضرات کے بعد پڑھا۔ مجھے انوار اور قوتِ محمدیہ مل گئی اور الٰہی چشمے مجھے عطا ہو گئے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا احمد! اب تمہیں آسمانوں اور زمین کی چابیاں مل گئی ہیں یہ ہے ذکرِ مخصوص اور درودِ عظیم اور استغفار کبیر۔ اسے ایک دفعہ پڑھنا دنیا و آخرت اور مافیہما سے کئی گنا زائد ثواب رکھتا ہے۔ حضرت احمد فرماتے ہیں پھر یہ سب حضور سید المرسلین ﷺ نے بلاواسطہ مجھے تلقین فرمائے۔ (اب حضرت سیدنا خضر علیہ السلام واسطہ نہ رہے) اب میں اپنے مریدوں کو اسی طرح تلقین کرتا ہوں جس طرح امام الانبیاء ﷺ نے مجھے تلقین فرمائے تھے۔ ایک دفعہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فی کل لمحۃ ونفس عددا وسعہ علم اللہ'' کا میں نے اے احمد تمہیں خزانہ دے دیا ہے۔ تم سے پہلے یہ کسی نے نہیں پڑھا۔ اپنے مریدوں کو سکھائیں تاکہ درجات میں آگے بڑھیں۔ آپ فرمایا کرتے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے

الفاظ کے ساتھ مجھے اوراد لکھائے ہیں۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ واصلان حق میں سے تھے۔ کعبۃ اللہ کے قریب ان کی ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے بخشش (کی دعا) چاہی تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان کو مسبعات عشر سکھلائے۔ (سیر الاولیا)

سلطان المشائخ نے فرمایا جو کوئی ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دس رکعتیں صلوٰۃ الخضر اس طرح ادا کرے کہ ان دس رکعتوں میں قرآن مجید کی آخری دس سورتیں پڑھے اس کی ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہو جاتی ہے۔ (سیر الاولیاء)

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک بزرگ پانی پر مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کر رہے تھے اور یہ کہتے کہ اللہ! حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں انہیں توبہ کی توفیق بخش۔ اُسی وقت حضرت سیدنا خضر علیہ السلام آ موجود ہوئے اور فرمایا اے بزرگ! بتا وہ کون سا گناہ کبیرہ ہے جس کا میں مرتکب ہوا ہوں؟ اس بزرگ نے کہا تم نے ایک درخت جنگل میں لگایا ہے اور اس درخت کے سائے میں آرام لیتے ہو اور کہتے ہو کہ میں نے یہ درخت خدا کے لئے لگایا ہے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے اسی وقت توبہ و استغفار کیا۔ پھر اس بزرگ نے ترکِ دنیا کے بارے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے کہا کہ اس طرح رہو جس طرح میں رہتا ہوں۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کس طرح رہتے ہو اور کیا کرتے ہو؟ اس بزرگ نے کہا کہ اگر تمام دنیا مجھ کو دیں اور کہیں کہ قبول کرو، کل قیامت

کے دن تم سے اس کا حساب نہ ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی کہیں کہ اگر تم دنیا نہ لو گے تو تمہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو میں دوزخ کو قبول کروں گا لیکن دنیا قبول نہ کروں گا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ دنیا کیوں نہیں قبول کریں گے؟ اس بزرگ نے جواب دیا کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی مبغوض ہے۔ وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے تو میں اس کی بجائے دوزخ کو قبول کروں گا۔ اس لئے کہ میرے نزدیک دوزخ کا قبول کرنا اولیٰ ہے بنسبت دنیا کے قبول کرنے کے۔

(سیر الاولیاء)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابتدا میں حضرت شیخ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ اوش میں رہتے تھے۔ اس شہر میں ایک ویران مسجد تھی۔ اس مسجد میں ایک منارہ ہے جسے ہفت منارہ کہتے ہیں۔ شیخ قطب الدین کو اپنے بزرگوں سے ایک دعا پہنچی تھی۔ وہ ایک دعا تھی جس کو ہفت دعا کہتے ہیں۔ جو کوئی اس منارے پر چڑھ کر اس دعا کو پڑھتا، ضرور اس کی ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوتی۔ الغرض حضرت شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ پر بھی یہ شوق غالب ہوا کہ وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کریں، چنانچہ وہ ماہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات کو اس مسجد میں گئے، دوگانہ پڑھا اور منارے پر چڑھ کر اس دعا کو پڑھا اور نیچے اُتر آئے۔ جب آپ مسجد سے باہر نکلے تو آپ نے ایک آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا کہ جو آپ کو آواز دے کر کہہ رہا تھا کہ ایسے بے وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کروں، لیکن ان کی ملاقات کی

دولت حاصل نہ ہو سکی، اب میں اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ تم حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے مل کر کیا کرو گے، وہ خود سرگرداں ہیں، ان کی ملاقات سے کیا ہو گا۔ اسی بات چیت کے دوران اُس نے پوچھا کہ کیا تم، ان سے دنیا طلب کرنا چاہتے ہو؟ شیخ نے کہا کہ میں اس سے بہتر چاہتا ہوں۔ اس آدمی نے پوچھا کہ کیا تم کو کسی کا قرض دینا ہے؟ شیخ نے کہا کہ میں اس سے بھی بہتر بات چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اس آدمی نے کہا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو کیا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ پھر اس نے کہا کہ اس شہر میں ایک مرد ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام دس بار اس کے دروازے پر گئے ہیں، مگر شرف ملاقات نہ ہوا۔ یہ دونوں ابھی بات چیت کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایک نورانی شکل کے انسان پاکیزہ لباس پہنے ہوئے وہاں آئے۔ جیسے ہی وہ بزرگ تشریف لائے یہ آدمی ان کی انتہائی تعظیم و تکریم بجا لایا اور ان کے قدموں میں گرا۔ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب نورانی صورت بزرگ میرے پاس پہنچے تو اس آدمی نے میری طرف رخ کر کے اُن کے آنے والے بزرگ سے کہا کہ یہ درویش کسی کا قرض دار بھی نہیں اور نہ دنیا کا طالب ہے، صرف آپ سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہے۔ حضرت شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اذان کی آواز آئی۔ ہر طرف سے صوفی اور درویش آنا شروع ہوئے اور جماعت ہونے لگی۔ تکبیر اقامت کہی گئی۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور نماز پڑھانے لگا۔ تراویح میں اس نے بارہ پارے پڑھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ شخص نماز پڑھاتا تو اچھا ہوتا۔ یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام [illegible]

(سیر الاولیاء)

حضرت بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ بدر الدین کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات تھی۔ شیخ بدرالدین کے والد نے ان سے کہا کہ اگر میری بھی ان سے ملاقات کرواؤ تو اچھا ہوگا۔ ایک دن شیخ بدرالدین کی مجلس وعظ میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام مسجد میں ایک ایسی اونچی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ شیخ بدر الدین نے اپنے والد کو دکھایا کہ دیکھئے وہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔ شیخ بدرالدین کے والد نے دل میں خیال کیا کہ میں اب اُن کو کیا تکلیف دوں۔ وعظ کے بعد اُن سے ملاقات کروں گا۔ جب وعظ ختم ہوا تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام وہاں سے غائب تھے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن جب یہ شہر میں آ کر خلق میں مشغول ہوئے تو ان کی وہ ترقی رک گئی۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی ایسے آدمی کو دیکھے جو نظر سے غائب ہو جائے تو یہ قوت صرف حضرت سیدنا خضر علیہ السلام میں ہی ہے۔ (سیر الاولیاء)

حضرت نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ ستر سال تک شہر میں رہے اور اس طویل عرصے میں آپ کی معیشت کا کوئی مستقل ذریعہ نہ تھا۔ ان کی اولاد اور ان کے متعلقین متوکل تھے اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے ان جیسا اس شہر میں کوئی نہیں دیکھا۔ نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ آج کون سا

دن اور کون سا مہینہ ہے اور یہ درہم کون سا درہم ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ عید کا دن تھا کہ شیخ نجیب الدین گھر کی ہر چیز خدا کی راہ میں صرف کر کے نماز ادا کرنے کے لئے گئے۔ جب وہاں سے واپس لوٹے تو چند لوگ بھی آپ کے ساتھ آئے۔ گھر میں واپس آنے کے بعد آپ نے گھر والوں سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود ہے؟ گھر والوں نے کہا کہ آپ جب نماز کے لئے گئے تو آپ نے گھر کی ہر چیز راہِ خدا میں خرچ کر دی۔ اب گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں۔ آپ نے ان دوستوں سے معذرت کی جو آپ کے ساتھ عیدگاہ سے آئے تھے اور بالا خانے پر جا کر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے دیکھا کہ ایک شخص بالا خانے پر آ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے:

با دل گفتم دلا خضر را بینی
دل گفت اگر مرا نماید بینم

یہ شخص کچھ کھانا لایا اور پیش کر کے کہا کہ آپ کے توکل کا نقارہ عرش پر فرشتے بجا رہے ہیں اور آپ اتنی سی بات کے لئے غیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اپنے لئے دوسروں کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ بلکہ دوستوں کی خاطر اس طرف متوجہ ہوا تھا۔ بعد میں اس شخص نے کہا کہ یہ کھانا اپنے فرزندوں کو دے دو۔ پھر اس شخص نے اس غیبی کھانے سے آپ کے دامن کو بھر دیا۔ آپ بالا خانے سے نیچے آئے اور وہ کھانا اپنے فرزندوں کو پہنچایا لیکن جیسے ہی آپ بالا خانے سے نیچے اُترے وہ شخص غائب ہو چکا تھا۔ وہ آدمی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے۔ (سیر الاولیا)

حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اور ایک متعلم:

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک متعلم

تھا جو جمعرات کو مدرسہ سے غیر حاضر ہو جاتا تھا۔ اس کے استاد نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم ہر جمعرات کو غیر حاضر ہو جاتے ہو۔ اس نے کہا کہ ہر جمعرات کو میری ملاقات حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ہوتی ہے اسی وجہ سے ناغہ ہو جاتا ہے۔ استاد نے کہا کسی طرح میری بھی ان سے ملاقات کرا دو۔ متعلم نے کہا میں جا کر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے پوچھوں گا اگر انہوں نے منظور کر لیا تو لے جاؤں گا۔ جمعرات کے روز جب اس متعلم کی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اس نے بہت سماجت کی کہ میرے استاد سے ملاقات کر لیں۔ آخر انہوں نے کہا کہ چھ ماہ کے درمیان میں تمہارے استاد سے ملاقات کر لوں گا۔ متعلم نے اپنے استاد کو آ کر خوش خبری سنائی کہ چھ ماہ کے اندر آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔ استاد منتظر رہے کہ معلوم نہیں کس جاہ و جلال اور عزت و عظمت سے وہ تشریف لائیں گے اور ملاقات ہو گی۔ یکایک ایک فقیر پھٹا پُرانا گندا کپڑا پہنے، سر جھکائے، ٹیڑھی چھڑی ہاتھ میں لئے خستہ حال تھکا ہوا پہنچا۔ ان لوگوں نے اس کو دیکھ کر نفرت اور حقارت سے ناک بھوں چڑھایا اور ہر طرف سے ''دور کھڑے ہو، ہٹ کر کھڑے ہو'' کی آواز نکلی۔ لیکن وہ درویش نزدیک چلا ہی آیا اور پینے کے لئے پانی طلب کیا۔ استاد نے متعلمین کی طرف اشارہ کیا کہ پانی لا کر پلاؤ۔ جب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے پانی کا کوزہ توڑ دیا۔ کتاب اور کاغذ سب پانی میں بھیگ گئے۔ لڑکوں نے اس کی بڑی بے عزتی کی اور دھکے دے کر نکال دیا۔ لیکن وہ متعلم یہ سب بیٹھا خاموش دیکھتا رہا۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد استاد نے شاگرد سے پوچھا کہ چھ ماہ ہو گئے وعدہ کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام تشریف نہیں لائے، اس متعلم نے کہا وہ آئے تھے لیکن آپ نے انہیں پہچانا نہیں تھا۔ استاد نے

پوچھا کب آئے تھے؟ متعلم نے بتایا کہ وہ پھٹا پرانا کپڑا پہنے حقیر سی صورت بنائے جو ایک درویش آئے تھے اور آپ نے انہیں دور ہی سے روک دیا تھا۔ انہوں نے پانی مانگا اور کوزہ پانی کا ٹوٹ جانے کی وجہ سے کتاب کا غذ لڑکوں کا خراب ہو گیا تھا اور لڑکوں نے اس وجہ سے ان کی بڑی بے عزتی اور توہین کی تھی۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام وہی تھے۔ (جوامع الکلم)

حضرت سخی احمد یار عباسی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت سخی احمد یار صاحب حضرت میاں میر بالا پیر لاہور کے روحانی وارث ہیں۔ آپ مولانا مولوی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ جمال اللہ نوری رحمۃ اللہ علیہ) کھیالی دروازہ گوجرانوالہ کے مرید ہیں۔ والد ماجد جو ایک ولی کامل تھے کا نام حضرت خواجہ محمد جیون رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت سخی احمد یار صاحب نے بیعت ہونے کے بعد ایک دن اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں عرض کیا یہ تو ثابت ہے کہ حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے امتیوں کو اکثر و بیشتر عالم خواب میں آپ ﷺ کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ کیا کوئی اس ماہ عالمتاب ﷺ کی حالتِ بیداری میں بھی زیارت کر سکتا ہے؟ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں عاشقوں کے لئے ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا جسدِ اطہر ہمیشہ تک ایسا ہی رکھے گا جیسا کہ ظاہری حیات میں۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں سخی احمد یار رحمۃ اللہ علیہ ریاضات اور مجاہدات میں مشغول رہتے تھے اور پورے انہماک کے ساتھ منازل سلوک طے کرتے تھے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کی حالتِ بیداری میں زیارت کا شرف [illegible] آپ نے [illegible] کا آغاز کیا۔ والدین اور اپنے پیر و مرشد [illegible] میں ریاضت کے لئے اتر گئے۔ چالیس دن

رات تک وہاں کھڑے وظائف و اوراد میں مصروف رہے۔ آپ کے وجود پر اس قدر جوکیں چمٹ گئیں کہ بدن نظر نہ آتا تھا۔ لوگوں نے گھبرا کر آپ کے شیخ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ آپ کے مرید کا عجب حال ہے۔ برائے کرم اس کو پانی سے نکال لیجئے۔ یہ سن کر مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ موضع مان تشریف لائے اور ان کو پانی سے نکال کر اپنے ہاتھوں سے تمام جونکیں ان کے بدن سے اتار دیں اور گرم پانی سے نہلا کر نئے کپڑے پہنائے۔

اس کے بعد دریائے چناب پر آئے اور شب و روز دریا میں رہ کر اپنے شیخ کے تلقین کردہ وظائف و دیگر اذکار و اوراد میں مشغول رہتے یہاں تک کہ بارہ سال گزر گئے۔ آپ دعا کیا کرتے! الٰہی میں دل و جان سے تیرا طالب ہوں۔ میرے دشمن ابلیس کو مجھ پر خوش نہ کر۔ الٰہی مجھے اپنی محبت میں ہمیشہ رکھ اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف فرما۔ جب کبھی یہ سبب فراقِ یار آپ کی حالت نازک اور تنگ ہو جاتی اور شدید اضطراب دامن گیر ہوتا تو بارگاہ ایزدی میں یوں دست بدعا ہوتے کہ ''الٰہی اپنے فضل و کرم سے اپنا راستہ مجھ پر آسان کر دے اور گوہر مقصود عطا فرما دے۔ اگر تو نے مجھ پر لطف و کرم فرمایا تو میں بطور شکریہ تیرے بندوں کو آسان طریق حق پر چلاؤں گا اور جو تکالیف برداشت کر رہا ہوں ان پر لازم نہ کروں گا''۔

آتشِ عشق شعلہ زن تھی کہ جو خیال سوز دل میں اٹھتا فوراً خاکستر ہو جاتا۔ بالآخر ایک دن دل نے کہا انتظار کی گھڑیاں موت سے زیادہ شدید ہیں لہٰذا ڈوب جانے کا ارادہ کیا۔ ایک خشک بوری جو آپ کے پاس تھی اس میں ریت بھر کر آپ نے گلے میں لٹکا لی۔ اس خیال سے کہ غرق ہونے میں مدد ملے گی۔

جب گہرے پانی میں اپنے آپ کو ڈالا تو مشیتِ ایزدی سے پانی پنڈلی تک اتر گیا۔ دریائے حیرت میں مستغرق ہو کر کہنے لگے کہ میرے ڈوبنے کے لئے دریا میں پانی بھی نہیں رہا۔

دریں اثنا حضرت سیدنا خضر علیہ السلام جلوہ نما ہوئے اور فرمانے لگے: ''او مرنے والے یہ موت حرام ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کا فرمانِ واجب یوں ہے اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو''۔ حضرت سخی احمد یار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک آپ کا فرمودہ برحق ہے مگر دیوانے کے لئے کیا گناہ۔ خدا کے بغیر ہمارا حال کوئی نہیں جانتا۔ افسوس یہ انتظار کب تک رہے گا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا عجب ایمان اور عشق ہے کہ موت کو بھی امر مقدر نہ سمجھا جائے۔

آپ نے یہ سنتے ہی ریت وہاں ڈال دی اور دریا سے باہر نکل آئے آپ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے عاشق تو تھے نہیں۔ دریا سے نکلتے ہی حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور دائیں بائیں کی کوئی خبر نہ رہی۔ یہ بھی احساس نہ رہا کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام موجود ہیں یا غائب ہو چکے ہیں۔ اسی اثنا میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مع جمیع صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کنارہ دریا پر تشریف لائے۔ قریب غروب آفتاب بحالت مکمل بیداری آپ کو سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت عنایات و نوازشات فرمائیں اور اپنے سینہ انور سے لگایا جس سے حضرت سخی احمد یار رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ چاک ہو گیا۔ (فخر اخیار، تالیف حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادری)

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام سے اکثر ملاقاتیں

ہوتی رہتی تھیں دونوں حضرات کے درمیان بہت محبت و موانست تھی۔ ایک دفعہ مولوی نور احمد صاحب حضرت غوثِ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں چشتیاں شریف کی زیارت کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں صحرا کے درمیان ایک بزرگ صورت شخص نے حضرت غوثِ زماں رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ پھر آپ کے رفقاء کے ساتھ مصافحہ کیا اور بعض سے معانقہ بھی کیا۔ جب وہ شخص مولوی نور احمد صاحب کے پاس مصافحہ و معانقہ کے لئے آیا تو انہوں نے مصافحہ نہ کیا۔ وہ شخص پھر حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چلا گیا۔ آپ سے گفتگو کرتا رہا اور اجازت لے کر روانہ ہو گیا۔ حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ تم نے اس بزرگ سے مصافحہ کیوں نہ کیا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے سنا ہے کہ بعض کامل بزرگ یہ خاصیت رکھتے ہیں کہ مصافحہ کرتے وقت دوسرے کی نعمت سلب کر لیتے ہیں۔ حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا کہ ”یہ بزرگ نعمت بخشنے والے تھے، نعمت سلب کرنے والے نہیں تھے“۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے؟ آپ نے فرمایا یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے۔

بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا شرف اور حضرت خضر علیہ السلام:

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر محفل سماع کے وقت ایک محراب والی مسجد میں اپنے حلقۂ یاراں و درویشاں کے ساتھ جلوہ افروز تھے کہ اچانک آپ نے محفلِ سماع میں لوگوں کی طرف دیکھا اور مسکرائے مولوی نور احمد صاحب نے جب مسکرانے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ”بہت سے لوگ حضرت سیدنا

خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لئے اوراد و وظائف پڑھتے ہیں۔ پھر بھی بعض کو ملاقات نصیب نہیں ہوتی۔ مگر ہمارے بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس و خانقاہ ایسا شرف رکھتی ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو کھڑے ہونے کی جگہ نہیں مل رہی، بلکہ لوگ انہیں دھکے دے رہے ہیں۔ اس بات پر مجھے ہنسی آ گئی ہے"۔

(تذکرہ غوث زماں)

ایک دفعہ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کی غرض سے پاکپتن شریف کی طرف جا رہے تھے۔ سید مستان شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے خلفاء میں سے تھے، آپ کے ہمراہ تھے۔ مستان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال و جذب تھے۔ اکثر اوقات ان پر مستی کا غلبہ رہتا تھا۔ راستہ میں حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ ملے اور آپ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو گئے۔ حضرت غوث زماں رحمۃ اللہ علیہ نے مستان شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میاں یہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں، ان سے کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی حاجت نہیں ہے ہمارے خضر (علیہ السلام) آپ ہیں۔ ہماری ہر مراد اور ہمارا ہر مقصد آپ کے دروازے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

(تذکرہ غوث زماں، حضرت محمد سلیمان تونسوی، از پروفیسر افتخار احمد چشتی)

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک مجلس (نمبر۲۴) میں فرمایا کہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کبھی کبھی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام [illegible] خواجہ صاحب کی خدمت میں

حاضر تھا کہ ایک بوڑھا سفید ریش اور پریشان حال شخص اپنی پیٹھ پر کوئی چیز باندھے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم کی۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے دوستوں کو بتایا کہ یہ آدمی حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے۔ پھر فرمایا سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اکثر و بیشتر حضرت سیدنا خضر علیہ السلام آتے تھے۔ چنانچہ ایک دن وہ مجلس میں تشریف لائے اور ایک صاحب وجد صوفی کی پیٹھ پر سے خس و خاشاک جھاڑتے رہے جو حالتِ وجد میں مستغرق تھے۔ ایک اور شخص کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت کا بڑا شوق تھا۔ کسی نے اسے بتایا کہ اگر تم حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہو تو خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا۔ (مرأت العاشقین)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے قول ''کل یوم ھوا فی شان'' (ہر دن اس کی ایک نئی شان ہے) کے متعلق دو سال تک گفتگو کی ان کو کچھ عجب ہوا۔ مجلس میں ایک شخص نے ان سے اچھل کر پوچھا اے ابن جوزی ''یہ تو بتلایئے خدا اس وقت کیا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہے اور مجلس ختم ہوگئی پھر دوسرے اور تیسرے روز بھی ایسا ہی ہوا یعنی یہی سوال ہوتا رہا۔ اسی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے ابن جوزی تم جانتے ہو کہ سائل کون تھا۔ علامہ ابن جوزی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے نہیں جانتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ہیں۔ اب کی مرتبہ سوال کرنے آئیں اور تم سے پوچھیں تو ان سے کہہ دو کہ اس کی مختلف شانیں ہیں

جن کو وہ ظاہر کرتا ہے اور ان کی ابتداء نہیں کرتا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ اس وقت خدا کیا کرتا ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی مختلف شانیں ہیں جن کو وہ ظاہر کرتا ہے ان کی ابتداء نہیں کرتا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ جنہوں نے خواب میں تم کو سکھایا ہے ان پر درود و سلام بھیجو۔ (نزھتہ المجالس)

دمڑی والی سرکار سے ملاقات:

اسد العساکر والمغازی حضرت پیرا شاہ غازی قلندری دمڑ والی سرکار ایک روز دریا کے کنارے اپنے مریدین کے ہمراہ تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے کہ اچانک دریا میں چھلانگ لگا کر غائب ہو گئے۔ مریدین نے تھوڑی دیر انتظار کیا بعد میں دریا میں غوطے لگا کر تلاش کرنے لگے ہر چند کوشش کرنے کے باوجود مرشد کامل کے تلاش کرنے میں ناکام ہو گئے مگر روزانہ دریا کے کنارے آتے جاتے رہتے اور پوری امید سے انتظار میں رہے کہ مرشد کامل ضرور آئیں گے اور ہماری ملاقات بھی ہو گی۔ بالآخر بارہ برس گزر جانے کے بعد آپ اس دریا کے کنارے اچانک نظر آئے تو تمام مریدین نے دیکھا کہ جسم بھی خشک تھا اور قرآن پاک بھی پانی سے محفوظ تھا ان دونوں پر پانی کا کچھ اثر نہ نظر آیا تو تمام مریدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ادبا درخواست کی کہ سرکار آپ کہاں تشریف لے گئے تھے تو مرشد کامل نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کے پاس سے جانے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا مہمان بن کر ان کے پاس ٹھہرا تھا۔

([illegible] المعروف خوشبوئے قلندر، ص ۲۱۶، گلدستہ اولیاء ص ۱۳۸، تذکرہ اولیائے پوٹھوار، ص ۵۰۹)

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں۔ اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے۔ اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے بارہ برس تک پانی کے اندر رہنے کے باوجود جب پانی سے باہر آتے ہیں تو وہ خشک نظر آتے ہیں۔ شاہ شمس تبریزی نے مولانا روم کی کتابیں تلاب سے خشک نکالیں اور غوث نے بارہ سالہ ڈوبا ہوا بیڑا نکالا وہ خشک تھا۔

حضرت لال حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

رمضان المبارک کی رات تراویح کے لئے حضرت لعل حسین رحمۃ اللہ علیہ نماز میں امامت کے لئے کھڑے ہوئے سات سپارے انہوں نے اسی رات پڑھے اور شیخ بہلول سے ادب سے عرض کیا کہ مجھے جتنا یاد تھا میں نے اتنا سنا دیا آگے مجھے کچھ یاد نہیں ہے شیخ بہلول نے کہا کہ تم کیوں پیچھے ہو۔ جو نہیں پڑھ سکتے ہو تم سارا پڑھو گے۔ جاؤ نماز میں کھڑے ہو جاؤ۔ پہلے جاؤ میرے لئے وضو کیلئے دریا سے پانی لاؤ جب تم دریا پر جاؤ گے اور پانی کوزہ میں بھرو گے تو تمہارے پاس عالم غیب سے ایک نورانی شخص آئے گا جس کے جسم مبارک پر سبز لباس ہوگا۔ وہ تم کو علم الٰہی سے (علم لدنی) سے آگاہ کرے گا اور ہدایت دے گا۔ تم اپنے سر کو اس کے پاؤں پر ڈال دینا اور جو کچھ وہ فرمائے گا بجالانا، حضرت لعل حسین رضی اللہ عنہ دریا پر گئے اور پانی کوزہ میں بھرا۔ دریا سے نکل کر اپنے شیخ کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک ضعیف آدمی لباس سبز پہنا ہوا، سفید داڑھی اور نورانی چہرے والا کشادہ پیشانی ہمیشہ خندہ اور چہرہ ظاہر ہوا اور حسین سے کہا السلام علیکم اے لڑکے۔

اللہ نے تیری تعلیم کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ اب مجھے واجب ہوا تعلیم

دینا۔ میں حضرت خضر علیہ السلام ہوں مجھے تو پہچان اور کوئی ڈر اور وسوسہ مت کر اپنے دل کو جمع رکھ اور یقین رکھ اللہ نے مجھے تیرے لئے بھیجا ہے اور حکم دیا کہ تجھے میں علم پڑھاؤں اور علم لدنی کی تعلیم دوں۔ جب تو علم لدنی مجھ سے پڑھ لے گا تو کوئی چیز تجھ سے باقی نہیں رہے گی۔ فیضان الٰہی سے تو ماہر ہو جائے گا اور مجھ پر علم ظاہری و باطنی کے پردے کھل جائیں گے۔ تھوڑا پانی میرے ہاتھ پر ڈال اس کوزہ میں سے تاکہ تیرے حلق میں وہ پانی ڈالوں تاکہ تجھ پر تمام علوم کا دروازہ کھل جائے۔ جب حضرت لعل حسین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات حضرت خضر علیہ السلام سے سنی اسی وقت اپنے سر کو ان کے پاؤں پر رکھ دیا اور کہا میری جان و دل فدا ہے آپ پر جلدی میرے منہ میں یعنی دہن میں پانی ڈال دیں میں آپ پر سے قربان ہو جاؤں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے حسین! اپنا سر میرے پیروں سے اُٹھا حضرت شاہ حسین نے عرض کیا کہ یہ سر فدا ہے آپ کے پاؤں پر سے سر کیا بلکہ میری جان بھی فدا ہے۔ جب اللہ ہی نے آپ کو میرے لئے بھیج دیا ہے تو میں اپنا سر کیسے آپ کے پاؤں پر سے اٹھاؤں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے بڑی نرمی کے ساتھ حضرت لعل حسین رحمۃ اللہ علیہ کے سر کو اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر سے اٹھا دیا اور کہا کہ پانی میرے ہاتھ پر ڈالو تاکہ وہ پانی میں آپ کے دہن میں ڈالوں حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت وہ پانی حضرت خضر علیہ السلام کی ہتھیلی پر ڈالا تاکہ علوم باطنی سے فیضان حاصل کرے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے وہ پانی لعل حسین رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈال دیا۔ پانی کا ڈالنا ہی تھا کہ تمام رازوں کے تمام پردے کھل گئے اور فیضان خضر علیہ السلام حاصل ہوتے ہی جو باطنی علوم تھیں ان تمام کا اظہار ہو گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے

کہا کہ جاؤ اے شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ میں نے تم کو خدا کو سونپا اپنے شیخ بہلول دریائی کے پاس جاؤ اور اس سے راستہ لو اور شیخ کو میرا سلام دو۔ جب حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ تمام رازوں سے آگاہ ہو گئے تو پانی وضو کا اپنے شیخ کے لئے لے کر مسجد میں پہنچے تو حضرت شیخ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے شاہ حسین! اس بھید کو خبردار کسی دیگر سے مت کہنا تا کہ آپ کو اس نعمتوں سے فائدہ حاصل ہو۔ جب رات آئی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتداء سے شروع کیا اور کہیں نہ رکتے تھے۔ ستائس ۲۷ دن میں قرآن کو ختم کیا۔ بسم اللہ سے والناس تک۔ جب حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کامل ہوئے وہ ۹۵۵ھ کا تھا۔ (مراۃ العین)

فائدہ:

آپ کا مزار پُر انوار علاقہ باغبانپورہ (نزد شالا مار باغ) لاہور میں واقع ہے۔ ہر جمعرات کو چراغاں ہوتا ہے اور عرس مبارک پر لاکھوں لوگ آپ کے مزار پر حاضری دے کر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

جلنے اور غرق ہونے سے حفاظت کی دعا:

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہر موسم میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ملاقات کر کے یہ کلمات پڑھ کر جدا ہوتے ہیں۔ یہ کلمات ایسے بابرکت ہیں کہ جو بھی انہیں صبح کو تین بار پڑھے تو جلنے، غرق ہونے اور چوری سے محفوظ رہے۔ دعا یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كُلُّ نِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ بِيَدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ○

ترجمہ: اللہ کے نام سے، جو اللہ چاہے، اللہ کے بغیر کچھ قوت نہیں جو اللہ چاہے، ہر نعمت اللہ ہی سے ہے جو اللہ چاہے، ساری بھلائی اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے جو اللہ چاہے، ساری بھلائی اللہ عزوجل کے قبضہ میں ہے جو اللہ چاہے، اللہ کے بغیر کوئی بُرائی نہیں ہٹاتا۔ جو اللہ چاہے، اللہ کے بغیر نہ قوت ہے نہ ڈر۔

استغفار سیدنا خضر علیہ السلام:

منقول ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام ان الفاظ کے ساتھ استغفار کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ عَقْدٍ عَقَدْتُّهٗ لَكَ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَكَ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ فَتَقَوَّيْتُ بِهَا عَلٰى مَعْصِيَتِكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ لِوَجْهِكَ فَخَالَطَهٗ مَا لَيْسَ لَكَ ○

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ہر اس گناہ کی بخشش مانگتا ہوں کہ میں نے اس سے توبہ کی پھر دوبارہ گناہ کیا، اے اللہ میں ہر اس عہد کی تجھ سے معافی مانگتا ہوں کہ تیرے لئے کیا پھر تیری خاطر پورا نہ کر سکا۔ اے اللہ! میں ہر اس نعمت کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں کہ تُو نے مجھ پر نعمت فرمائی تو میں تیری نافرمانی پر دلیر ہو گیا۔ اے اللہ! میں ہر اس عمل کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں جو تیرے لئے کیا، پھر اس میں تیرے غیر کا اختلاط کر دیا۔ (قوت القلوب از طالب مکی)

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا عمل:

حضرت علاؤ الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ۱۴- جمادی الاول [illegible] حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا دس رکعت نماز نفل تین سلام کے ساتھ پڑھے اور ناغہ نہ کرے اور فرمایا کیونکہ دن میں اولیٰ یہ ہے کہ نفل چار رکعت پڑھے تو اس کو حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت ہو گی۔ فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کی نماز میزاب رحمت کے نیچے ادا کرتے ہیں۔ اسی جگہ ان کا مصلیٰ مقرر ہے۔ پس اس جگہ (یعنی بیت اللہ شریف) اللہ تعالیٰ اس کو لے جائے تا کہ ان کو پا لے۔ فرمایا یہ نفل کھڑے ہو کر پڑھے۔

(الدرالمنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم، جلد اول، ص ۷۷، مطبوعہ ملتان)

عمل زیارت خضر علیہ السلام:

حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ جو عظیم اولیاء کرام میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ عمل حضرت خضر علیہ السلام نے خود مجھے تعلیم فرمایا اس عمل سے تین فائدے بیک وقت حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) زیارت سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ہوتا ہے۔

(۲) حضرت خضر علیہ السلام سے شرف ملاقات حاصل ہوتی ہے۔

(۳) ان بزرگوں سے ملاقات کر کے حاجات حل ہونے کی تدبیر بتائیں۔

عمل کا طریقہ:

قبل طلوع آفتاب اور قبل غروب آفتاب سورۃ فاتحہ سات مرتبہ۔ سورۃ فلق سات بار، سورۃ الناس سات مرتبہ، سورہ اخلاص سات مرتبہ، سورۃ کافرون سات مرتبہ، آیت الکرسی سات مرتبہ، تیسرا کلمہ سات مرتبہ، اللھم صلی علی سیدنا محمد عبدك وحبیبك ونبیك ورسولك النبی الامی وعلی ال سیدنا محمد وبارك وسلم سات مرتبہ۔

اللھم المغفر لجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیآء منھم والاموات انك مجیب الدعوات ورافع الدرجات یاقاضی الحاجات برحمتك یا الرحم الراحمین سات بار

اللھم یارب افعل بی وبھم عاجلاً واجلاً فی الاندی والدنیا والاخرۃ مارنت لہ اھل ولا تفعل بنا یامولانا مانحن لہ اھل ربك غفور جوارہ کریم ملك بر روف رحیم سات مرتبہ پڑھتا رہے۔

اور اس کا ثواب سرکار دوعالم ﷺ اور حضرت خضر علیہ السلام وجمیع ارواح اُمت ﷺ کو بخشے۔

تعلیم کردہ عمل خضر علیہ السلام:

نوچندی جمعرات کا روزہ رکھے پھر وقت افطار کے بعد پانچ پیسے لے کر پچاس روپیہ تک مٹھائی منگا کر فاتحہ بزرگان دین و حضرت خضر علیہ السلام کو ایصال ثواب کرے اور بچوں میں تقسیم کرے پھر عشاء کی نماز کے بعد اکتالیس مرتبہ درود شریف پھر سورہ "الم نشرح لك صدرك" ایک سو ایک مرتبہ درود شریف پھر اکیس مرتبہ "لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین" سات مرتبہ سجدہ میں جا کر پڑھے اور اپنے مطلب کے لئے دعا کرے انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(۲) جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے ہی اس کے پڑھنے میں لگ جائے درمیان میں بات نہ کرے دو رکعت نفل پڑھے اور ترتیب مذکور بالا ہی پورا کرے۔

[illegible] نفل [illegible] پڑھے بعد میں جھکے سر عاجزی کے ساتھ یہ

عبارت پڑھے۔

يَاقَدِيْمُ يَا دَائِمُ يَا وِتْرُ يَا اَحَدُ يَاصَمَدُ يَامَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ يَاحَنَّانُ يَامَنَّانُ يَابَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَاذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(کتاب اوراد وظائف مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہٗ)

* * *

محمد عبدالاحد قادری
گوگڑاں۔ تحصیل وضلع لودھراں
0300-4288176

ضمیمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق آپ پچھلے صفحات پر تفصیل سے پڑھ چکے ہیں اب مزید تحقیق جو محدث و مفسر دوراں حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ نے بخاری شریف کی شرح بنام "نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری" جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۴۴۵؛ حدیث نمبر: ۳۴۰۲ میں کی ہے، وہ پیشِ خدمت ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ الْاَصْبَهَانِيُّ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرَ اَنَّهُ جَلَسَ عَلٰى فَرْوَةٍ بَيْضَاءَ فَاِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ۔ قَالَ الْحَمَوِيُّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ مَطَرٍ الْفَرَبْرِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ عَنْ سُفْيَانَ بِطُوْلِهِ۔

ترجمہ: "امام بخاری روایت کرتے ہیں: ہمیں محمد بن سعید الاصبہانی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں ابن المبارک نے خبر دی از معمر از ہمام بن منبہ از حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ از نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا: حضرت خضر کا نام خضر اس لیے رکھا گیا کہ وہ سوکھی ہوئی زمین پر بیٹھے تو ان کے اٹھنے کے بعد وہ زمین سرسبز ہو کر لہلہانے لگی۔ الحموی نے بیان کیا کہ محمد بن یوسف بن مطر الفربری نے کہا: ہمیں علی بن خشرم نے طول کے ساتھ حدیث بیان کی از سفیان۔"

[illegible] (امام بخاری اس حدیث کی روایت میں منفرد ہیں)

حضرت خضر علیہ السلام کا نام

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

مجاہد نے کہا: ان کا نام الیسع بن ملکان بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام ہے، مقاتل نے کہا: ان کا نام بلیاء بن ملکان بن یقطن بن فالغ الخ ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام خضرون بن عمائیل بن لیفر بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہے، یہ کعب کا قول ہے اور ابن اسحاق نے کہا: ان کا نام ارمیا بن حلقیا ہے اور یہ ہارون بن عمران کی اولاد سے ہیں، اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کا نبی ہونا

جمہور کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور یہی صحیح ہے، کیونکہ اس قصہ میں ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے، حضرت عباس کا بھی یہی قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ ولی تھے اور یہ حضرت علی سے مروی ہے کہ یہ ایک صالح مرد تھے، ایک قول یہ ہے کہ وہ فرشتہ تھے اور یہ بہت غریب قول ہے۔

مصنف کے نزدیک ان کے ولی ہونے کا قول تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ اگر وہ ولی ہوتے تو ان پر الہام ہوتا اور الہام ایک ظنی چیز ہے اور انہوں نے بغیر کسی شرعی دلیل کے ایک لڑکے کو قتل کر دیا تھا اور ظنی دلیل سے کسی کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، نیز اگر وہ ولی ہوتے تو ولی سے نبی افضل ہوتا ہے اور افضل کا مفضول کے پاس حصولِ علم کے لیے جانا صحیح نہیں ہے اور رہا یہ قول کہ وہ فرشتہ تھے، (اور سید مودودی نے بھی اسی طرح کہا ہے) تو یہ بالکل مردود ہے، کیونکہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر دونوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا، جب کہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات

جمہور مشائخ طریقت اور اصحاب مجاہدات اور مکاشفات کے نزدیک حضرت خضر

زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے اور جنگلات میں ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ عمر بن عبد العزیز، ابراہیم بن ادھم، بشر حافی، معروف کرخی، سری السقطی، جنید بغدادی، ابراہیم الخواص وغیرہ رحمہم اللہ سے اسی طرح منقول ہے، اور اس حدیث میں ایسے دلائل ہیں جو ان کی حیات پر دلالت کرتے ہیں، جن کا ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے۔

امام بخاری، ابراہیم الحربی، ابن الجوزی اور ابو الحسین منادی نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں اور ان کا استدلال ان آیتوں سے ہے:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ (الانبیاء:۳۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے دائمی حیات مقدر نہیں کی، پس اگر آپ وفات پا جائیں تو کیا یہ لوگ یہاں ہمیشہ رہیں گے؟''

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ (الانبیاء:۳۵)

ترجمہ: ''ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔''

اور ان کا استدلال اس حدیث سے بھی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری حیات میں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: مجھے بتاؤ! یہ کون سی رات ہے، کیونکہ اس رات کے ایک سو سال بعد ان لوگوں میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا جو روئے زمین پر اب زندہ ہیں۔

(صحیح البخاری:۱۱۶، صحیح مسلم:۲۵۳۶، سنن ابوداؤد:۴۳۴۸، سنن ترمذی:۲۲۵۸)

جمہور نے الانبیاء: ۳۵-۳۴ کا یہ جواب دیا ہے کہ ہم نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کو دائمی حیات حاصل ہے اور یہ کہ وہ دنیا کے اختتام تک زندہ رہیں گے، بہرحال جب قیامت کا صور پھونکا جائے گا تو ان کی بھی وفات ہو جائے گی، اور صحیح بخاری کی اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا ظاہر متروک ہے کیونکہ ایک جماعت ایک سو سال سے زیادہ زندہ رہی ہے، ان میں سے حضرت سلمان فارسی ہیں جو تین سو سال تک زندہ رہے اور انہوں نے [illegible] پایا اور حضرت حکیم بن حزام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ کیا یہ حضرات نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی ایک سو سال سے زیادہ زندہ رہے؟ بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ جس وقت نبی ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا، اس وقت حضرت خضر علیہ السلام روئے زمین پر نہیں تھے، سمندر پر تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے اس ارشاد سے حضرت خضر مستثنیٰ ہیں۔

(عمدۃ القاری ج:۱۵ص:۳۱۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ)

حضرت خضر علیہ السلام کا مفصل قصہ

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

امام ابن اسحاق نے اپنی کتاب ''المبتداء'' میں اپنے اصحاب سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اپنی موت کے وقت طوفان کی خبر دی اور ان کو بلایا کہ ان کے جسم کی حفاظت کر کے ان کو دفن کر دیں، پھر اسی طرح جب طوفان آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ وہ ان کے جسم کی حفاظت کر کے اس کو دفن کر دیں، حتیٰ کہ حضرت خضر نے ان کو دفن کیا۔

خیثمہ بن سلیمان نے حضرت جعفر صادق کی سند سے یہ روایت کی ہے کہ ایک فرشتہ ذوالقرنین کا دوست تھا، انہوں نے اس سے پوچھا کہ کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے ان کی عمر لمبی ہو جائے تو اس نے ان کو آبِ حیات کے چشمہ کی طرف رہنمائی کی اور وہ اندھیرے میں تھا، وہ اس کی طرف روانہ ہوا اور حضرت خضر ان سے آگے تھے، پس حضرت خضر اس چشمہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور ذوالقرنین کامیاب نہیں ہوئے۔

مکحول نے کعب احبار سے یہ روایت کی ہے کہ چار انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور وہ زمین والوں کے لیے امان ہیں، اُن میں دو نبی زمین پر ہیں، حضرت خضر اور حضرت الیاس، اور دو نبی آسمان میں ہیں، حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ (علیہم السلام اجمعین)۔

ابن عطیہ البغوی نے اکثر اہل علم سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت خضر نبی ہیں، پھر ان کے رسول ہونے میں اختلاف ہے، القشیری نے کہا ہے کہ وہ ولی ہیں

النقاش نے بہ کثرت خبریں روایت کی ہیں جو حضرت خضر کی بقاء پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی حجت نہیں ہے، ابن عطیہ نے کہا: اگر وہ باقی ہوتے تو ابتداءِ اسلام میں ان کا ظہور ہوتا اور اس میں سے کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہے، الثعلبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ تمام اقوال کے مطابق وہ عمر رسیدہ ہیں لیکن لوگوں کی نگاہوں سے چھپے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ وہ صرف آخر زمانہ میں فوت ہوں گے، جب قرآن مجید اٹھالیا جائے گا۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہ نبی ہیں اور قرآن مجید کی آیت اس پر دلیل ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام اپنے سے کم علم والے سے علم حاصل نہیں کرتے اور اس لیے کہ باطن کے حکم پر صرف انبیاء علیہم السلام ہی مطلع ہوتے ہیں۔

علامہ ابن الصلاح نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور عام لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بعض محدثین نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے اور وہ شاذ ہے، علامہ نووی نے بھی اسی کی اتباع کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ صوفیاء اور صالحین کا ان کی حیات پر اتفاق ہے اور ان کو دیکھنے اور ان سے ملاقات کے متعلق اتنی حکایات ہیں، جو شمار سے باہر ہیں۔

حیاتِ خضر کی نفی پر دلائل

اور جس چیز پر یقین ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اب موجود نہیں ہیں، کیونکہ امام بخاری، ابراہیم الحربی، ابوجعفر المنادی، ابویعلیٰ بن الفراء، ابوطاہر العبادی، ابوبکر بن العربی اور ایک جماعت کا یہی نظریہ ہے اور ان کی دلیل وہ حدیث مشہور ہے جس کی حضرت جابر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات کے آخر میں فرمایا: جو لوگ اب روئے زمین پر زندہ ہیں، ایک سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا، اور جو لوگ حضرت خضر کی حیات کے قائل ہیں، وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ حضرت خضر اس وقت زمین پر نہیں تھے سمندر پر تھے یا وہ اس حدیث کے عموم سے مخصوص ہیں،

جس طرح ابلیس بھی بالاتفاق اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ ہے۔

مانعین حیاتِ خضر کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ (الانبیاء:۳۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بشر کے لیے دائمی حیات نہیں کی۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے:

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس سے یہ پکا عہد لیا کہ اگر (سیّدنا) محمد مبعوث ہو گئے اور وہ زندہ ہوا تو وہ ضرور اس پر ایمان لائے گا اور ضرور اس کی مدد کرے گا۔ امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہے، حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے بھی اس حدیث کو امام بخاری کے حوالے سے درج کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج:۴ ص:۶۷۳) مگر صحیح بخاری میں یہ حدیث نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ ان کی کسی اور کتاب میں یہ حدیث ہو۔

اور کسی صحیح حدیث میں یہ وارد نہیں ہے کہ حضرت خضر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نہ کسی حدیث میں یہ وارد ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ قتال کیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن یہ دعا کی تھی: اے اللہ! اگر یہ جماعت آج ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

(صحیح مسلم:۱۷۶۳، سنن ابوداؤد:۲۶۹۰، سنن ترمذی:۳۰۸۱)

پس اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی، کیونکہ حضرت خضر زمین پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے، ہماری خواہش ہے کہ حضرت موسیٰ صبر کرتے، حتیٰ کہ ہم پر ان کا مزید قصہ بیان کیا جاتا، پس اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو یہ تمنا مستحسن نہ ہوتی۔

جن حکایات سے حیاتِ خضر ثابت ہے، ان پر تبصرہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت خضر کے اجتماع کی ایک ضعیف السند حدیث ہے، جس

کو امام ابن عدی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں ایک کلام سنا، آپ نے فرمایا: اے انس! جاؤ دیکھو! یہ کون بات کر رہا ہے اور اس سے کہو کہ وہ میری مغفرت کے لیے دعا کرے، حضرت انس ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں پر ایسی فضیلت عطاء کی ہے، جیسے رمضان کی تمام مہینوں پر فضیلت ہے۔ راوی نے کہا: پس صحابہ ان کو دیکھنے کے لیے گئے تو وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے، اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

امام ابن عساکر نے اس حدیث کی اس سے زیادہ ضعیف سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

امام دارقطنی نے ''الافراد'' میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر اور حضرت الیاس ہر سال حج کے موسم میں پر جمع ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے اور وہ دونوں یہ کلمات پڑھ کر جدا ہوتے ہیں: ''بسم اللّٰہ ماشاء اللّٰہ۔'' (الحدیث)

اس حدیث کی سند میں محمد بن احمد بن زید ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔

امام ابن عساکر نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ دونوں زمزم سے اتنا پانی پیتے ہیں جو انہیں آئندہ سال تک کے لیے کافی ہوتا ہے، یہ حدیث معضل ہے۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں یہ حدیث اس اضافہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ وہ دونوں بیت المقدس میں رمضان کے روزے رکھتے ہیں، اس حدیث کی سند حسن ہے۔

امام طبری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ وہ طواف کرنے والوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے وہ جس کو ایک کی بات سننے سے دوسرے کی بات سننے میں کوئی ممانعت نہیں ہے، پس وہ حضرت خضر تھے۔

امام ابن عساکر نے اس حدیث کی دو سندوں کے ساتھ روایت کی ہے اور دونوں

[illegible]

[illegible] حضرت خضر [illegible] ہیں اور ان میں سے اکثر

کی اسانید ضعیف ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو ایک شخص ان کو پھلانگتا ہوا آیا اور اس نے تعزیت کی، حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ حضرت خضر ہیں، اس حدیث کی سند میں عباد بن عبدالصمد ہے اور وہ ضعیف راوی ہے، ایک اور سند میں مجہول راوی ہے۔

ابن المنکدر کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی تو انہوں نے کسی کہنے والے سے یہ سنا کہ ہم پر سبقت نہ کرنا اور اس میں میت کے لیے دعا کا ثبوت ہے، حضرت عمر نے کہا: اس شخص کو بلاؤ تو وہ غائب ہو گیا اور اس کے قدم کا نشان ایک ہاتھ کا تھا، حضرت عمر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حضرت خضر تھے، اس حدیث کی سند میں مجہول راوی ہیں اور یہ سند منقطع ہے۔

امام احمد نے کتاب الزہد میں عون بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن الزبیر کے فتنہ کے زمانہ میں ایک شخص مصر میں مغموم بیٹھا تھا کہ ان سے ایک شخص نے ملاقات کی، انہوں نے اس سے اس فتنہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کو تفصیل سے بتایا تو انہوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے سلامت رکھ اور میری طرف سے سلامتی رکھ، مسعر نے کہا: ان کا خیال یہ تھا کہ وہ حضرت خضر تھے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ ابن عبیدہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر چل رہا تھا، جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا؟ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے اس کو دیکھا؟ میں نے کہا: جی ہاں! انہوں نے بتایا: وہ ایک مرد صالح تھا، اس نے مجھے یہ بشارت دی کہ میں عنقریب والی بنایا جاؤں گا اور عدل کروں گا۔ اس اثر کی سند کے رجال میں کوئی سقم نہیں ہے۔

اس اثر کے علاوہ مجھے اب تک کوئی خبر یا اثر ایسی سند کے ساتھ نہیں مل سکا جو اس حدیث کے معارض ہو، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ اب زندہ ہیں، سو سال

بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا اور یہ واقعہ سو سال پورے ہونے سے پہلے کا ہے۔

امام ابن عساکر نے ابراہیم التیمی سے روایت کی ہے کہ میں صحنِ کعبہ میں بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کر رہا تھا تو ایک شخص آیا اور اس نے مجھے سلام کیا، وہ بہت حسین اور بہت خوشبودار تھا، میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں تمہارا بھائی خضر ہوں، پھر انہوں نے مجھے ایسے کاموں کی تعلیم کی جن کو میں کرلوں تو مجھے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ اس اثر کی سند میں مجہول اور ضعیف راوی ہیں۔

امام ابن عساکر نے ابوزرعہ رازی کی سوانح میں سند صحیح کے ساتھ یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے ان کو امراء کے دروازے پر جانے سے منع کیا، پھر جب وہ بہت بوڑھے ہوگئے تب بھی انہوں نے اس شخص کو پہلی حالت میں دیکھا اور اس نے اب بھی ان کو امراء کے دروازے پر جانے سے منع کیا، میں اس شخص سے بات کرنے کے لیے مڑا لیکن وہ مجھے نظر نہیں آیا، تب میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ حضرت خضر ہیں۔

الفاکہی نے تاریخ مکہ میں یہ روایت کی ہے کہ جعفر بن محمد نے بیان کیا: انہوں نے ایک بہت بوڑھے شخص کو دیکھا جو ان کے والد سے بات کر رہا تھا، پھر وہ چلا گیا، ان کے والد نے کہا: اس کو بلاؤ! انہوں نے کہا: میں نے اس کو تلاش کیا مگر وہ مجھے نہیں ملا۔ میرے والد نے کہا: وہ حضرت خضر تھے۔ اس روایت کی سند میں مجہول راوی ہیں۔

امام بیہقی نے حجاج بن قرافصہ کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی خرید و فروخت کر رہے تھے تو ایک شخص آیا اور اس نے ان کو خرید و فروخت میں اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا اور نصیحت کی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان دونوں میں سے ایک سے کہا: اس نصیحت کو لکھ لو، اور ان کا گمان یہ تھا کہ یہ نصیحت کرنے والے حضرت خضر تھے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۵۷۶-۵۷۵ ملخصا، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کی طرح وہ بھی حیاتِ خضر کے قائل نہیں ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات کے متعلق علامہ کورانی حنفی کا نظریہ

علامہ احمد بن اسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی الحنفی المتوفی ۸۹۳ھ لکھتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے علم حاصل کرنے گئے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کسی شرعی حکم کا علم حاصل نہیں کیا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل اور اولوالعزم انبیاء میں سے ہیں، ان کے پاس تورات تھی جس میں ہر اس چیز کا واضح بیان تھا جس کی دین میں ضرورت ہوتی ہے، ان کا حضرت خضر علیہ السلام کی اتباع کرنا اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش تھی، کیونکہ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس کو جانتے ہیں جو آپ سے بڑا عالم ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں! اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ مناسب یہ تھا کہ وہ کہتے کہ اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔

علامہ نووی متوفی ۶۷۶ھ نے کہا ہے کہ اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام اب بھی زندہ ہیں اور اس پر صوفیاء کا اتفاق ہے اور اس سلسلہ میں ان کی حکایات شمار سے باہر ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دجال جس شخص کو قتل کرکے پھر زندہ کرے گا وہ حضرت خضر ہوں گے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔

(الکوثر الجاری ج:۱، ص:۲۰۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۹ھ)

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات کے متعلق فقہا شافعیہ کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

جمہور علماء کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور صوفیاء اور صالحین اور عارفین کا اس پر اتفاق ہے، حضرت خضر کی زیارت، ان سے ملاقات، ان سے علم اور فیض کے حصول اور ان سے سوال اور ان کے جواب کے متعلق اس قدر حکایات ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔

شیخ ابوعمرو بن الصلاح نے کہا ہے کہ جمہور علماء اور صالحین کے نزدیک وہ زندہ

ہیں اور عام مسلمین بھی ان سے متفق ہیں، البتہ بعض محدثین نے اس کا انکار کیا ہے اور ان کا قول شاذ ہے۔

ابوعمرو نے کہا: وہ نبی ہیں اور ان کے رسول ہونے میں اختلاف ہے، القشیری اور دیگر صوفیاء نے کہا، وہ ولی ہیں۔

الماوردی نے اپنی تفسیر میں ان کے متعلق تین قول نقل کیے ہیں: (۱) وہ نبی ہیں (۲) وہ ولی ہیں (۳) وہ فرشتوں میں سے ہیں، یہ آخری قول غیر معروف اور باطل ہے۔

المازری نے کہا ہے کہ ان کی نبوت اور ولایت میں اختلاف ہے، جو ان کی نبوت کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک لڑکے کو بغیر وجوب قصاص کے قتل کر دیا اور یہ حرام ہے اور انہوں نے کہا: میں نے یہ کام اپنی طرف سے یعنی اپنے اجتہاد سے نہیں کیا۔ (الکہف:۸۲) اس سے معلوم ہوا کہ اس کام کے متعلق ان پر وحی کی گئی تھی، ان کو ولی ماننے والے اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے اس زمانہ میں کوئی اور نبی ہو اور اس پر یہ وحی کی گئی ہو کہ خضر سے کہو کہ اس لڑکے کو قتل کر دیں، سو ان کا یہ فعل ان کے ولی ہونے کے خلاف نہیں۔

مصنف کے نزدیک یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ محض احتمال ہے، اس پر کوئی دلیل نہیں اور جو احتمال بلا دلیل ہو، وہ مردود ہوتا ہے۔

الثعلبی المفسر نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام تمام اقوال کے مطابق نبی ہیں اور اکثر لوگوں کی نگاہوں سے محجوب ہیں، ایک قول یہ ہے کہ وہ آخر زمانہ میں فوت ہوں گے، جب قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا۔

[illegible] نے ان کے متعلق تین قول ذکر کیے ہیں، ایک یہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ میں تھے یا ان کے کچھ عرصہ بعد تھے یا بہت بعد تھے۔

([illegible] ج ۹ ص: ۶۲۲۱-۶۲۲۵، مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ، ۱۴۱۷ھ)

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور ان کی حیات کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

علماء اس مسئلہ میں مضطرب ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یا ولی تھے؟ جو ان کی نبوت کے قائل ہیں، وہ الکھف: ۸۲ سے استدلال کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ان سے حصولِ علم کے لیے گئے تھے اور یہ بہت بعید ہے کہ نبی، ولی سے علم حاصل کرنے کے لیے جائے۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج:۹ ص:۳۶۵، دار الوفاء)

علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الأبی مالکی متوفی ۸۲۸ھ لکھتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے متعلق ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جمہور علماء اور صالحین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور مواضع خیر میں ان کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کے متعلق اتنی حکایات ہیں جو شمار سے باہر ہیں اور بعض محدثین کا انکار کرنا شاذ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آخر زمانہ میں ان کی وفات ہوگی، جب قرآن مجید اُٹھ جائے گا۔

علامہ ابی کہتے ہیں کہ ان کی حیات کا طویل ہونا ممکن ہے اور اس سلسلہ میں بہ کثرت حکایات ہیں۔ (اکمال اکمال المعلم ج:۸ ص:۱۳۶-۱۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابی کے شاگرد علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ نے اپنی شرح میں اس عبارت کو من وعن نقل کر دیا ہے۔

(معلم اکمال الاکمال ج:۸ ص:۱۳۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور ان کی حیات کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علامہ ابوالفرج عبدالرحمان بن علی بن محمد الجوزی الحنبلی المتوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں:

بہ کثرت علماء کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ نیک بندے تھے، علماء کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں یا نہیں؟ الماوردی نے اس میں دو قول نقل کیے ہیں: حسن بصری یہ کہتے تھے کہ وہ انتقال کر چکے ہیں،

ہمارے اصحاب میں سے ابن المنادی اس شخص کی مذمت کرتے تھے جو ان کو زندہ کہتا تھا، ابوبکر صحیح البخاری: ۱۱۶ سے استدلال کر کے کہتے تھے: وہ انتقال کر چکے ہیں۔

(زاد المسیر ج: ۵ ص: ۱۶۸، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۷ھ)

شیوخ غیر مقلدین کا حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات کے متعلق نظریہ

شیخ محمد صدیق حسن بھوپالی القنوجی المتوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں:

علامہ المازری نے لکھا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت الکہف: ۸۲ سے ثابت ہے اور اس سے کہ وہ حضرت موسیٰ سے زیادہ عالم تھے، اگر وہ ولی ہوتے تو نبی کا ولی کے پاس حصول علم کے لیے جانا بہت بعید ہے۔

علامہ نووی نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں اور اس پر صوفیاء اور صالحین اور عارفین کا اتفاق ہے اور ان کو دیکھنے، ان سے ملاقات کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کے متعلق اس قدر حکایات ہیں، جو شمار سے باہر ہیں۔

امام بخاری نے ان کی حیات کا انکار کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حق، مختار اور راجح قول ان ہی کا ہے اور وہ جو ان کے زندہ ہونے اور ان سے ملاقات اور استفادہ کرنے کے متعلق حکایات ہیں تو ہو سکتا ہے کہ دیکھنے اور ملاقات کرنے اور استفادہ کرنے والے شخص نے کسی اور نیک آدمی سے ملاقات کی ہو اور اس نے اپنا نام خضر بتایا ہو اور دیکھنے والے نے یہ گمان کیا ہو کہ یہ وہ خضر ہیں جن کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں۔

امام بخاری نے اپنے موقف پر صحیح البخاری: ۱۱۶ سے استدلال کیا ہے اور اس کے جو جوابات دیے گئے ہیں وہ بہت رکیک اور ضعیف ہیں۔

(السراج الوہاج فی کشف مطالب مسلم بن الحجاج ج: ۷ ص: ۲۸-۲۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

شیخ وحید الزمان متوفی ۱۳۲۸ھ لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہیں؟ اور اب وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ جمہور

علماء اور صالحین یہ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں اور وہ قیامت تک زندہ رہیں گے اور امام بخاری اور ابن مبارک، حربی اور ابن جوزی اور ایک طائفہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مر گئے اور اگر وہ زندہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ کے پاس ضرور حاضر ہوتے۔ واللہ اعلم بالصواب!

(تیسیر الباری ج:۱ص:۱۲۷، نعمانی کتب خانہ، لاہور جون ۱۹۹۰ء)

شیخ محمد داؤد راز میواتی لکھتے ہیں:

اکثر علماء وصوفیاء کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مگر حضرت امام بخاری اور محققینِ اُمت اہل حدیث نے کہا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ (ترجمہ وحاشیہ صحیح البخاری ج:۴، ص:۶۸۶، مکتبہ قدوسیہ، لاہور)

شیوخ دیوبند کا حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت اور حیات کے متعلق نظریہ

سید احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:

حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟

صاحب روح المعانی نے آیت ''اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا'' کے تحت لکھا کہ رحمت سے مراد بعض کے نزدیک حلال رزق اور نہایت گراں قدر نعمتیں ہیں، کسی نے کہا کہ طویل زندگی مع عمدہ صحت وسلامتی اعضاء، علامہ قشیری وغیرہ نے کہا کہ وہ ولی تھے، نبی و رسول نہیں لیکن جمہور علماء اُمت کی رائے یہ ہے کہ رحمت سے مراد وحی ونبوت ہے اور اس پر رحمت کا اطلاق قرآن مجید میں دوسرے مواضع میں بھی ہوا ہے، ابن ابی حاتم نے حضرت عباس سے بھی اسی کو نقل کیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کو نبی ماننے والوں میں سے اکثر کی رائے یہ ہے کہ وہ نبی تھے، رسول نہیں تھے اور بعض نے کہا کہ وہ رسول بھی تھے، مذہب منصور جمہور ہی کا ہے اور اس کے دلائل وشواہد آیات وحدیث میں بہ کثرت موجود ہیں، جن کے مجموعہ سے ان کی نبوت کا ثبوت قریب بدرجہ یقین ہوجاتا ہے۔ (روح المعانی ج:۱۵ص:۳۲۰)

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہی ہوں گے۔

حضرت خضر زندہ ہیں یا نہیں؟

حافظ ابن حجر نے لکھا: ابن صلاح نے کہا کہ جمہور علماء کی رائے میں حضرت خضر زندہ ہیں اور رائے عامہ بھی ان ہی کے ساتھ ہے، صرف بعض محدثین نے اس سے انکار کیا ہے، امام نووی نے بھی ابن صلاح کا اتباع کیا ہے، بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حیاتِ خضر کا مسئلہ صوفیاء و اہلِ صلاح میں متفق علیہا ہے اور ان کے دیکھنے اور ملاقاتوں کے واقعات غیر محصور ہیں، جن حضرات نے ان کی موجودہ زندگی سے انکار کیا ہے، وہ امام بخاری، ابراہیم حربی، ابوجعفر بن المناوی، ابویعلیٰ بن الفراء، ابوطاہر العبادی، ابوبکر بن العربی وغیرہ ہیں، ان کا استدلال حدیث مشہور سے ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری حیات میں فرمایا کہ اب سے ایک سو سال کے بعد کوئی بھی جو آج موجود ہے، زندہ باقی نہ رہے گا۔

راوی حدیث حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا قرن ایک سو سال میں ختم ہو جائے گا، قائلین حیات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضور ﷺ کی مراد زمین پر رہنے والوں سے ہے اور حضرت خضر اس وقت بحر پر تھے، یا وہ اس سے مخصوص و مستثنیٰ ہیں، جیسے کہ ابلیس کہ وہ بالاتفاق مستثنیٰ ہے۔

دوسری دلیل آیت: ''وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ'' ہے تیسری دلیل حدیث ابن عباس ہے کہ ہر نبی سے عہد لیا جاتا تھا کہ اگر اس کی زندگی میں حضرت محمد ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ ان پر ایمان لائے گا اور مدد کرے گا۔ (رواہ البخاری) اور کسی خبر صحیح سے ثابت نہیں ہوا کہ حضرت خضر آپ ﷺ کے پاس آئے ہوں اور آپ کے ساتھ ہو کر دشمنانِ اسلام سے قتال کیا ہو، چوتھی دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بدر کے موقع پر حق تعالیٰ سے عرض کیا: اگر یہ جماعت فنا ہو گئی تو آپ کی عبادت روئے زمین پر نہ ہو سکے گی۔ اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو یہ عام و مطلق نفی صحیح نہ ہوتی، پانچویں دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تمنا فرمائی: کاش! حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہمیں مزید اسرار کونیہ کا علم ہو جاتا، پس اگر حضرت خضر موجود ہوتے تو آپ ان کو بلا کر بہت سی باتیں معلوم کر لیتے، تمنا کی ضرورت نہ

ہوتی، پھر ان کے عجائب و غرائب قصوں کے سبب بہت سے کٹر قسم کے کافر و مشرک بھی خصوصاً اہل کتاب اسلام لے آتے، اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام کے اجتماع کی حدیث ضعیف ہے، پھر حافظ نے وہ آثار و روایات ذکر کی ہیں جن سے حیاتِ خضر کا ثبوت ہو سکتا ہے، اور ان سب کی تضعیف کی ہے بجز حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے اثر کے کہ آپ نے فرمایا: خضر علیہ السلام مجھ سے ملے اور بشارت دی کہ میں والی بنوں گا اور عدل کروں گا۔ حافظ نے لکھا کہ اس روایت کے رجال اچھے ہیں اور مجھے ابھی تک کوئی خبر یا اثر اس کے سوا سند جید کے ساتھ نہیں ملی، اور یہ اثر ایک سو سال والی حدیث کے معارض نہیں، کیونکہ یہ بات ایک سو سال کے اندر کی ہے۔ (فتح الباری ج:۶ ص:۲۷۵)

حافظ عینی نے لکھا: جمہور خصوصاً مشائخ طریقت و حقیقت اور اربابِ مجاہدات و مکاشفات کی رائے یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں، ہماری طرح کھاتے پیتے اور ان کو صحراؤں میں دیکھا گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز، ابراہیم بن ادھم، بشر حافی، معروف کرخی، سری سقطی، جنید، ابراہیم خواص وغیرہم نے ان کو دیکھا ہے، اور بہت سے دلائل وجح ان کی زندگی پر شاہد ہیں، جن کو ہم نے اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے۔

امام بخاری، ابن عربی، ابن جوزی، ابو الحسن مناوی کی رائے ہے کہ وہ مر چکے، ان کا استدلال آیت "وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ" اور حدیث ایک سو سال پر قرن ختم ہونے سے ہے، جمہور نے آیت کا یہ جواب دیا کہ ہم بھی حضرت خضر علیہ السلام کے لیے دائمی حیات نہیں مانتے کہ خلود لازم آئے، صرف یہ کہتے ہیں کہ وہ ختم دنیا تک رہیں گے اور نفخ صور قیامت پر وفات پا جائیں گے، حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں ہے، کیونکہ بہت سے صحابہ کا انتقال ایک سو سال کے بعد ہوا ہے، حکیم بن حزام کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی اور سلمان فارسی کی تو تین سو سال تک کہی گئی ہے، بعض نے جواب دیا کہ اس وقت حضرت خضر بحر کے علاقہ میں تھے زمین پر نہ تھے، بعض نے کہا کہ وہ مستثنیٰ ہیں جیسے ابلیس مستثنیٰ ہے۔ (عمدۃ القاری ج:۱۵ ص:۳۰۰ طبع منیریہ)

صاحب روح المعانی نے اس مسئلہ پر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور طرفین

کے دلائل و جوابات جمع کیے ہیں اور حافظ ابن تیمیہ کو بھی منکرینِ حیات میں لکھا، نقل کیا کہ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: اگر خضر زندہ ہوتے تو ضروری تھا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ سے استفادہ کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، اور حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر کے موقع پر ۳۱۳ نفر تھے، جن کے نام ونسب سب ذکر کیے گئے ہیں، اس وقت حضرت خضر کہاں تھے؟

علامہ آلوسی نے اور جوابات کے ساتھ حافظ موصوف کے استدلال کے بھی جوابات نقل کیے ہیں، مثلاً لکھا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں واجب وضروری طور پر آنے کا حکم صحیح نہیں کیونکہ بہت سے مؤمن حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھے جو آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے، نہ آپ ﷺ سے براہِ راست استفادہ کیا، اور نہ آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی، مثلاً خیر التابعین حضرت اویس قرنی یا نجاشی وغیرہ۔

دوسرے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس خفیہ طور سے آتے ہوں اور اِن کو کسی حکمت و مصلحت کے تحت حکم خداوندی ملا ہو کہ علانیہ نہ آئیں اور شرکت جہاد کی تو روایت بھی موجود ہے۔ (علامہ آلوسی نے اس کو ذکر بھی کیا ہے۔)

غزوۂ بدر والی دلیل کا یہ جواب دیا گیا کہ حضور ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ غلبہ وظہور کے ساتھ عبادت نہ ہو سکے گی، یہ مطلب نہیں تھا کہ بالکل ہی کوئی عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا، کیونکہ ظاہر ہے بہت سے مسلمان مدینہ طیبہ میں بھی اس وقت موجود تھے، جو غزوہ بدر میں اس وقت شریک نہیں ہوئے، دوسرے یہ کہ عدم ذکر سے ذکر عدم لازم نہیں آتا، لیلۃ المعراج میں حضور ﷺ کی اقتداء تمام انبیاء نے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے وہاں حاضر نہ ہونے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہو سکتی مگر وہاں بھی ان کی موجودگی کا ذکر کہیں نہیں آیا تو کیا یہ انصاف کی بات ہو گی کہ وہاں بھی ان کے وجود سے انکار کر دیا جائے۔

خلود والی آیت کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ قائلینِ حیات بھی حضرت خضر علیہ السلام کے لیے خلود نہیں مانتے۔ بعض کی رائے ہے کہ وہ قتال دجال کے بعد وفات پا جائیں گے، بعض نے کہا کہ رفع قرآن کے زمانہ میں انتقال فرمائیں گے، بعض نے کہا کہ آخر زمانہ میں وفات

ہو گی۔ (روح المعانی ج:۱۵ص:۳۲۳)

اگر چہ علامہ آلوسی کا خود اپنا رجحان عدم حیات ہی کی طرف ہے مگر انہوں نے دلائل طرفین کے خوب تفصیل سے لکھے ہیں، واللہ اعلم بالصواب! کسی دوسری فرصت میں اس مسئلہ کی مزید تحقیق کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

(انوار الباری شرح صحیح البخاری ج۵ص:۱۰۳-۱۰۵ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان)

علامہ آلوسی کی یہ مفصل بحث ہم نے شرح صحیح مسلم ج:۶ص:۸۵۴-۸۵۷ میں نقل کر دی ہے، اس کے علاوہ دیگر فقہاء اسلام کی عبارات بھی نقل کی ہیں۔ دیکھئے: شرح صحیح مسلم:۶۰۴۲ - ج:۶ص:۸۵۲-۸۶۰، اتنی مفصل بحث شاید کسی اور شرح میں نہیں ملے گی، لیکن یہاں نعمت الباری میں جو ہم نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے، وہ شرح صحیح مسلم کی بحث سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حیات کے متعلق خلاصہ بحث اور مصنف کا نظریہ

علامہ عینی حنفی، علامہ کورانی حنفی، علامہ نووی شافعی، علامہ ابن الصلاح شافعی، علامہ ثعلبی شافعی، علامہ اُبی مالکی اور علامہ سنوسی مالکی کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور قربِ قیامت میں فوت ہوں گے، شیوخ دیو بند کا بھی یہی نظریہ ہے اور علامہ ابن الجوزی مالکی اور علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی، علامہ آلوسی حنفی، امام بخاری، دیگر محدثین اور شیوخ غیر مقلدین کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں، وہ وفات پا چکے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے حضرت خضر علیہ السلام کے وفات یافتہ ہونے پر جو دلائل نقل کیے ہیں، مصنف کے نزدیک وہ دلائل مضبوط اور راجح نہیں تاہم یہ مسئلہ چونکہ اختلافی ہے اور دوسری جانب بھی کبار علماء ہیں، اس لیے مصنف کے نزدیک اس وقت ان کی حیات کو ماننے میں زیادہ حرج نہیں ہے اور اس کو رد کرنے میں شدت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

● ● ● ●

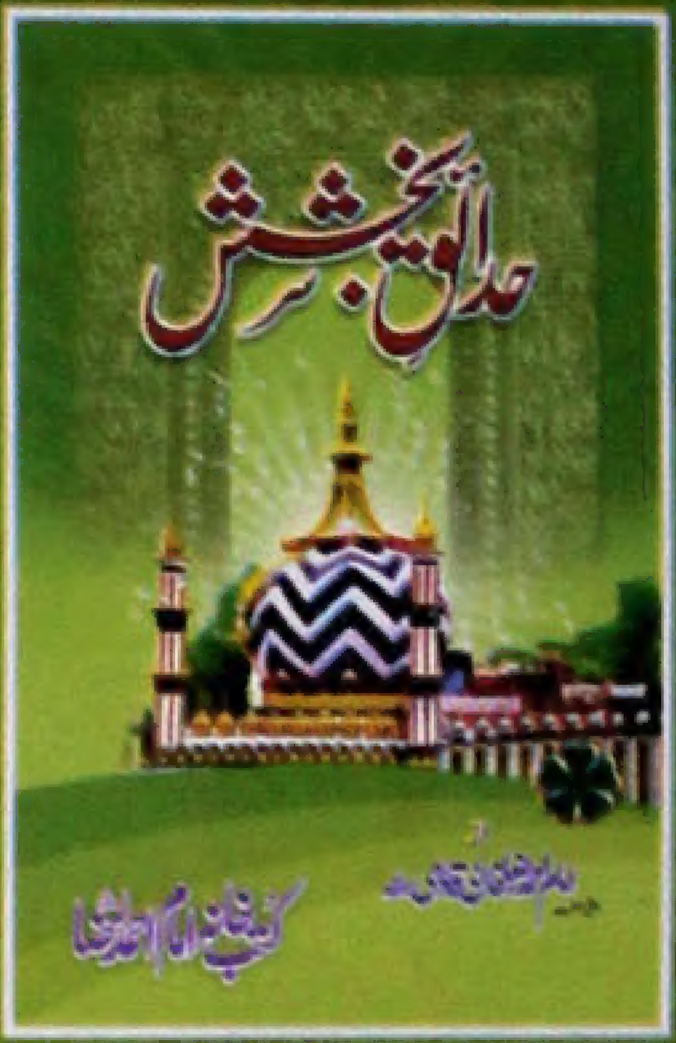
حدائقِ بخشش
کتب خانہ امام احمد رضا

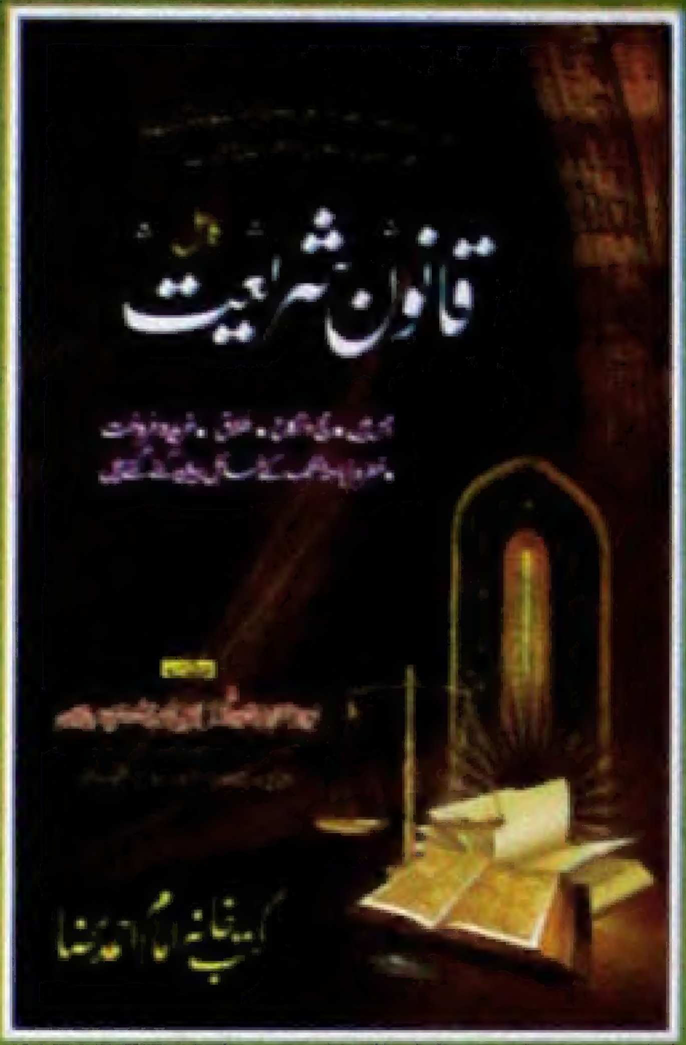
قانونِ شریعت
کتب خانہ امام احمد رضا

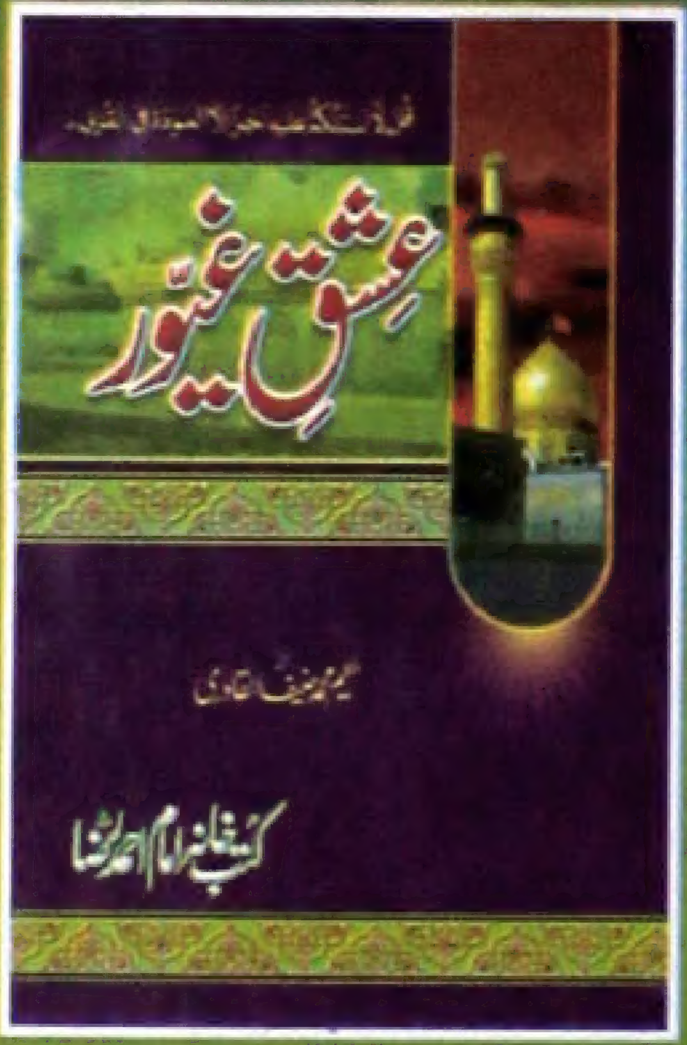
عشقِ غیور
کتب خانہ امام احمد رضا

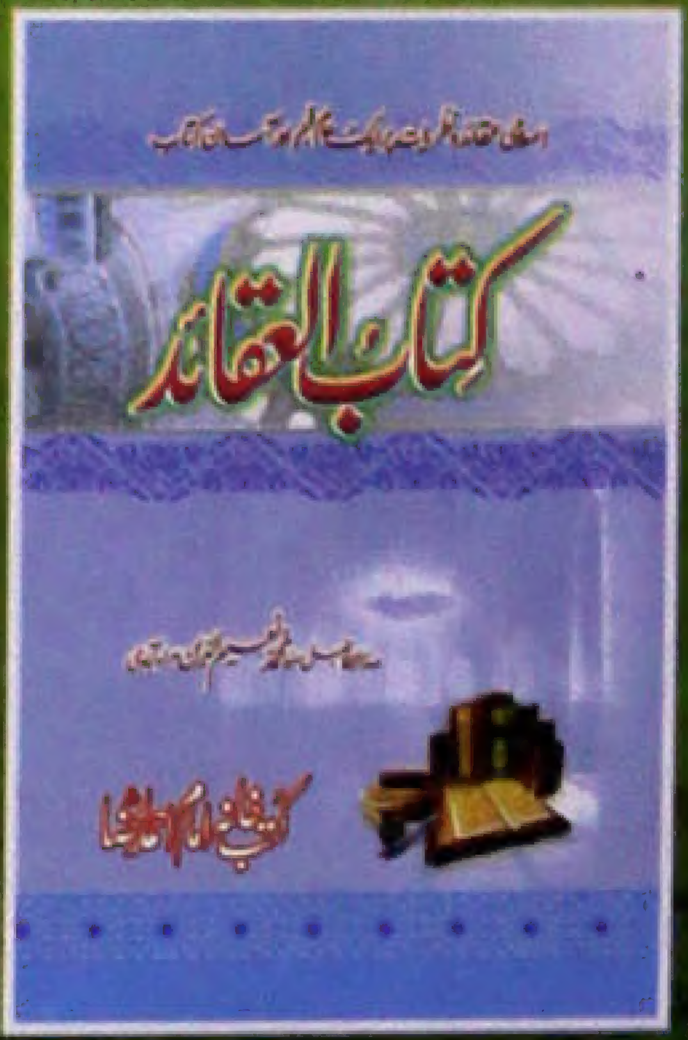
کتاب العقائد
کتب خانہ امام احمد رضا

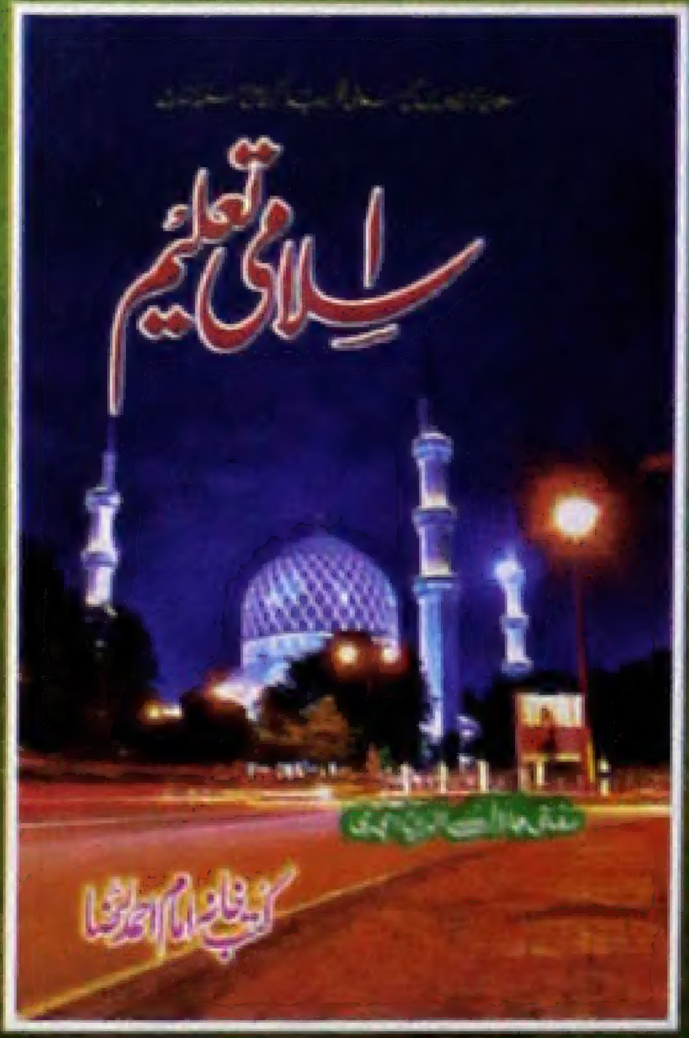
اسلامی تعلیم
کتب خانہ امام احمد رضا

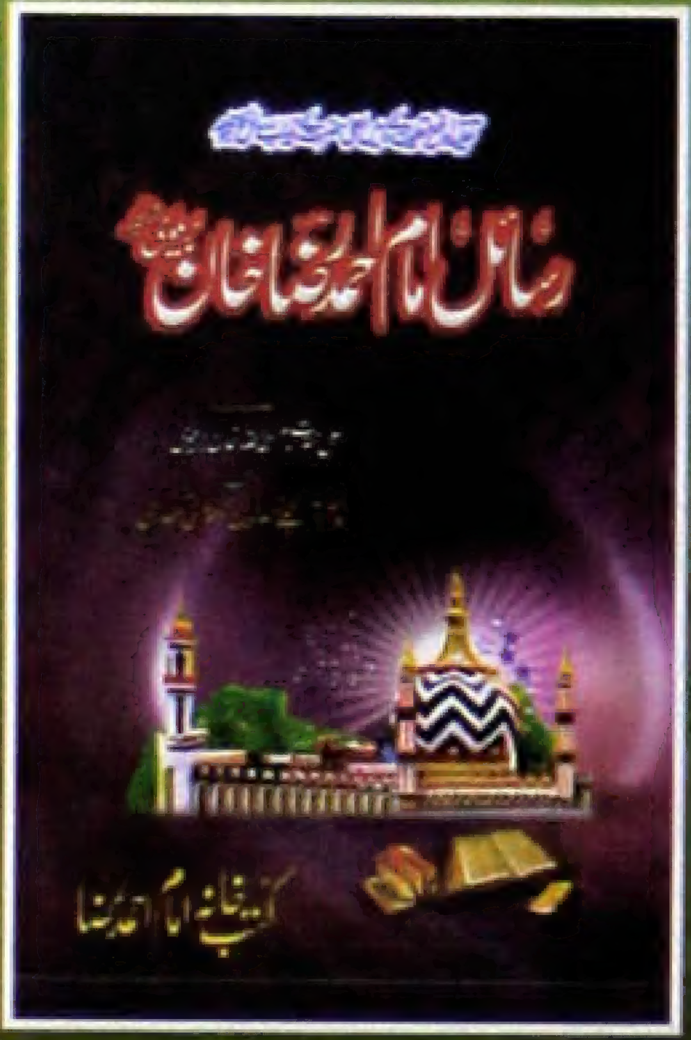
رسائل امام احمد رضا خان
کتب خانہ امام احمد رضا

کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور 0313-8222336